وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اسلام کا

قانونِ وراثت

زندگی میں اور مرنے کے بعد جائیداد کی تقسیم
سے برپا ہونے والی تباہیوں سے بچنے کا نسخہ

صلاح الدین حیدر لکھوی

یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ

دار البلاغ
DARULBALAGH

اسلام کا

قانونِ وراثت

DARULIBLAGH

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

اسلام کا
قانون وراثت

تالیف .... صلاح الدین حیدر لکھوی

اشاعت .... جولائی 2010ء

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

- لاہور: دارالاندلس، مرکز القادسیہ 7230549۔ دارالسلام فورم 7232400۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ کتاب سرائے 7320318۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ مکتبہ دارالصدیق 7638657۔ البلاغ 5717842-3۔
- راولپنڈی: تحقیقات علمیہ کشمیری بازار 5535188۔ • اسلام آباد: المسور اسلامک بکس 2261356۔ البلاغ 2261420۔
- کراچی: دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137، مکتبہ دار القرآن، 021-2211998 علمی کتب خانہ اردو بازار 2628939۔
- فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار، 631204۔ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار 041-2629292, 0300-6628021
- پشاور: سراج کتب خانہ 214720۔ • حیدر آباد: مکتبہ سنت المنتقی 0333-2807284
- سیالکوٹ: مکتبہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ 052-4591911

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 042-7361428, 0300-4453358

اسلام کا قانونِ وراثت

زندگی میں اور مرنے کے بعد جائیداد کی تقسیم
سے برپا ہونے والی تباہیوں سے بچنے کا نسخہ

صلاح الدین حیدر لکھوی

دار الابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 0300-4453358, 042-7361428

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ
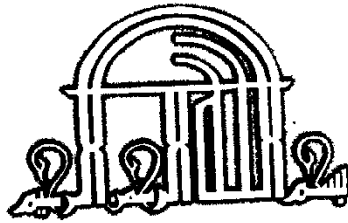
کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

فہرست

اصحاب الفروض

حجب کی بحث

نسبتوں کا بیان

عول کا بیان

رد کی بحث

مناسخہ کا بیان

مخنث (ہجڑے) کی وراثت

مفقود الخبر کی میراث

ذووالارحام

انتساب

ان جلیل القدر ہستیوں کے نام رجنہوں نے اپنی اولاد کی خاطر دن رات محنت کی اور ان کے آرام کے لیے خود دکھ اور تکالیف برداشت کیں۔ اپنا پیٹ کاٹ کر ان کی اعلیٰ تعلیم کے اخراجات پورے کیے تا کہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب وکامران ہوں۔ میری مراد میرے آباء واجداد خصوصاً میرے محترم والد مولانا حیدر علی لکھوی اور محترمہ والدہ ﷫ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کا ٹھکانا بنائے۔

«رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا ٥ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ» آمین۔

اور ان عزیز محنتی طلباء کے نام جو علم المیراث کو سیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ المیراث نصف العلم کے تحت علم کو مکمل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

صلاح الدین بن حیدر علی لکھوی

رینالہ خورد۔ اوکاڑہ

حرف تمنا

وراثت کی صحیح تقسیم جاننے والوں کے لیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَ بَعْدَہٗ، أَمَّا بَعْدُ!

میراث (فرائض) شرعی قوانین میں مشکل ترین اور اہم ترین موضوع ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود اس کے احکام سورۃ النساء آیات نمبر ۱۱، ۱۲ اور ۱۷۶ میں نازل فرمائے ہیں کسی بھی شخص کو ان احکام میں کمی بیشی کی اجازت نہیں ہے۔

جملہ مفسرین نے اپنی اپنی کتابوں میں ان آیات کی تفسیر اور تاویل فرمائی۔ اسی طرح محدثین کرام نے بھی اپنی کتابوں میں وراثت سے متعلقہ احادیث کو مختلف ابواب کے تحت بیان فرمایا ہے۔ موجودہ زمانہ میں بعض علماء کرام نے علم المیراث کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے الگ مستقل کتابوں کی صورت میں تالیف کیا ہے۔ چنانچہ عربی اور اُردو میں دسیوں کتابیں موجود ہیں۔ اردو کی ان کتابوں میں وراثت کے قواعد کی وضاحت تو ضرور کی گئی ہے لیکن چند ایک کے علاوہ کسی بھی مصنف نے طلباء کے ذہن کو سامنے رکھتے ہوئے عملی طور پر مثالیں دے کر ان قواعد کی تشریح اور وضاحت نہیں کی، اس میں کوئی شک نہیں کہ مثالوں کے بغیر کسی بھی مسئلہ کو سمجھنے میں کافی دشواری پیش آتی ہے۔

موجودہ کتاب المیراث (اسلام کا عادلانہ قانون) میں فضیلۃ الشیخ صلاح الدین لکھوی حفظہ اللہ، فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورۃ نے وراثت کے جملہ قواعد کو مثالوں اور نقشوں کے ذریعہ وضاحت کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ تاکہ طلباء کو اس مشکل کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو اور ساتھ ساتھ اس موضوع

میں دلچسپی بھی پیدا ہو۔

مجھے امید ہے یہ کتاب اساتذہ، طلباء اور دیگر وراثت کی تقسیم میں دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے ازحد مفید ثابت ہوگی (ان شاء اللہ)۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور اپنے جناب میں منظور و مقبول فرمائے۔

جَزَاهُ اللّٰهُ عَلَى عَمَلِهِ الْمَشْكُوْرِ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

خادم کتاب وسنت

محمد طاہر نقاش

۲۰/ مارچ ۲۰۱۰ء لاہور

ہدیہ تشکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، أَمَّا بَعْدُ!

کسی بھی کتاب کی تالیف کے سلسلہ میں بہت سے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ خاص طور پر جب اس کا تعلق علوم دینیہ سے ہو۔ علم المیراث اسلامی علوم کا ایک اہم ترین موضوع ہے۔ جسے نصف العلم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جب میں نے اس موضوع پر لکھنا شروع کیا تو بہت سے احباب اور رفقاء نے تعاون کا ہاتھ بڑھایا، میں ان سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

«مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ - فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا الدَّارَيْنِ»

- سب سے پہلے محترم فضیلہ الاستاذ پروفیسر عبدالجبار (ایم اے) فاضل جامعہ محمدیہ اوکاڑہ۔ سابق ای۔ڈی۔ او (ایجوکیشن) ضلع اوکاڑہ کا ممنون ہوں جنھوں نے مسودہ کی ابتدائی مراجعت فرمائی اور حرف اول تحریر کیا۔
- اسی طرح محترم فضیلہ الشیخ الحافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ، فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ رئیس المجلس الاسلامی پاکستان، مکتب الدعوۃ اسلام آباد کا ازحد ممنون ہوں جنھوں مصروفیت کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر مسودہ کی مراجعت فرمائی نیز تقریظ ارسال کر کے کتاب کی پسندیدگی کی سند عطاء فرمائی۔
- اسی طرح عزیزی جواد حیدر لکھوی کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنھوں نے مسودہ میں فنی اور ادبی غلطیوں کی اصلاح کی اور قیمتی مشورہ جات دیئے۔
- اسی طرح جناب الشیخ محمد یعقوب صاحب (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنھوں نے کتاب کی کمپوزنگ کی اور مثالوں کے حل

کے لیے خوبصورت ممیل بنا کر کتاب کو قابل اشاعت بنایا۔

هَذَا وَأَرْجُو اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَنْ يَغْفِرَ لَنَا ذُنُوبَنَا وَأَنْ يَتَقَبَّلَ مِنَّا عَمَلَنَا وَأَنْ يَجْعَلَهُ خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ۔ أَنَّهُ سَمِيعٌ مُجِيبٌ، يُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِي إِذَا دَعَاهُ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔

دعا گو

صلاح الدین لکھوی
فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ
مدرس جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ، ریناله خورد

تقریظ

''کتب فرائض میں ایک خوبصورت اضافہ''

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ...... أَمَّا بَعْدُ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت وراہنمائی کے لیے اپنے خلیل وحبیب خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا، آپ ﷺ کو نبوت ورسالت سے سرفراز فرمایا، سید البشر کا عظیم انسانی مقام عطا فرمایا، پوری انسانیت کے لیے ھادی ومرشد بنایا، آپ ﷺ کی حقانیت وصداقت ثابت کرنے کے لیے معجزات عطا فرمائے، آپ کی نبوت ورسالت کے دوام واستمرار کے لیے دائمی معجزہ قرآن کریم آپ پر نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ ...... الحديث» (رواه البخاري ومسلم)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جامع کلمات دیکر بھیجا گیا ہوں۔'' (بخاری ومسلم)۔

قرآن کریم جامع کلمات میں اولین مقام رکھتا ہے:

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ

مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أُعْطِي مِنَ الايَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ......الحديث (رواه البخارى)

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: انبیاء میں سے کوئی نبی ایسا نہیں جسے کوئی ایسی نشانی (معجزہ) نہ دی گئی ہو جس کے مطابق لوگ اس پر ایمان لائے، اور مجھے جو نشانی دی گئی وہ وحی الٰہی ہے جسے اللہ نے میری طرف نازل فرمایا۔'' (بخاری)۔

قرآن کریم ایک عظیم معجزہ ہے اور اس معجزے میں پھر بے شمار داخلی وخارجی معجزات ہیں، اس کا ''جوامع الکلم'' ہونا بھی ایک معجزہ ہے، علی سبیل التمثال آیات میراث کو لیجئے قرآن کریم میں صرف تین آیات مبارکہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے صراحت و وضاحت سے تقسیم وراثت کے اصول وفروع بیان فرمائے ہیں، تینوں سورۃ النساء میں ہیں، آیت نمبر 11۔12۔اور 176۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لأَولَى رَجُلٍ ذَكَرٍ» (البخارى)

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: مقررہ حصے حصہ داروں کو دیدو پھر جو بچ جائے وہ میت کے قریب ترین مرد کے لیے ہے۔'' (بخاری)

رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان سے موضوع کی تکمیل ہوجاتی ہے، ممکن ہے سورۃ النساء میں حصص وفرائض کے ذکر سے اس طرف اشارہ مقصود ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صنف نازک کے حقوق کا خاص اہتمام ہے، جیسا کہ اس سورت میں یتیم بچیوں اور گھریلو مسائل کے ضمن میں خواتین کے دیگر حقوق کا بھی بالخصوص ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اصحاب الفرائض اور عصبات میں سے کوئی بھی وارث موجود نہ ہو تو ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں، اس کی طرف بھی قرآن کریم نے درج ذیل آیات میں اشارہ کردیا ہے:

﴿وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (الانفال: ۷/۷۵)

''اور رشتے ناطے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔''

﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا﴾(الاحزاب : ٦/٣٣)

''اور رشتے دار کتاب اللہ کی رو سے بہ نسبت دوسرے مومنوں اور مہاجروں کے آپس میں زیادہ حقدار ہیں (ہاں) مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہو یہ حکم کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے۔''

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ (النساء : ٧/٤)

''جو مال ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ مریں، تھوڑا ہو یا بہت اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی، یہ حصے (اللہ کے) مقرر کیئے ہوئے ہیں۔''

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جو لوگ وراثت کے حقدار ہیں ان کے حصے وضاحت سے بیان کر دیئے ہیں، ان حصوں کی مقدار، توریث کی شروط، وارث بننے اور نہ بننے کے حالات، وارث کب بحیثیت صاحب فرض یعنی مقرر حصے کے اور کب عصبہ کی حیثیت سے اور کب دونوں حیثیتوں سے وارث بنتا ہے، کلی اور جزوی طور پر کب وراثت سے محروم یا محجوب ہوتا ہے، یہ بھی واضح فرما دیا ہے۔

یہ صرف چھ آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اس اختصار کے باوجود:

- علم فرائض کے اصول وضوابط
- احکام میراث
- ارکان وشروط
- اسباب وموانع

سب بیان کر دیئے ہیں، جو شخص ان آیات کو حفظ کر لے ان کو سمجھ لے، ان کے معانی کا ادراک کر لے اس کے لیے علم میراث آسان ہو جاتا ہے، اس پر اللہ کی حکمت جلیلہ بھی واضح ہو جاتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالی نے کامل اور بے مثال عدل کے ساتھ مال کی تقسیم فرمائی ہے، اور اس نظامِ عدل سے ہر صاحبِ حق کو اس کا حق عطا فرمایا ہے، چھوٹے بڑے، مرد وعورت اعزاء واقرباء سب کو موزوں ترین طریقے سے ان کا حق دیا ہے، اس نظام عدل کی کسی دوسرے نظام میں مثال بھی تلاش نہیں کی جاسکتی، اس سے بہتر مالی قانون سازی ممکن ہی نہیں ہے، یہ تقسیم دولت کا بہترین ذریعہ اور ارتکاز زر کا بہترین علاج اور مظلوم کی بہترین فریاد رسی ہے، یہاں کوئی طاقتور اور زور آور کسی ضعیف اور مظلوم کا حق نہیں دبا سکتا، ان آیات مبارکہ سے قبل زور آور وارثوں کو تفہیم کے لیے جو بلیغ اسلوب بیان اختیار کیا ہے وہ بھی بڑے سے بڑے جابر وقاہر وارث کا دل ہلا کر رکھ دیتا ہے، فرمایا:

﴿وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾(النساء : ٤/٩ـ١٠)

”اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے جو ایسی حالت میں ہوں کہ اپنے بعد ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں اور ان کو انکی نسبت خوف ہو (کہ ان کے مرنے کے بعد ان بچاروں کا کیا حال ہوگا) پس چاہیے کہ یہ لوگ اللہ سے ڈریں اور معقول بات کہیں جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔“

آیات میراث کے اثناء میں حکمتِ تقسیم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾(النساء : ٤/١١)

”تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے

کون تم سے زیادہ قریب ہے، یہ حصے اللہ نے مقرر کیے ہوئے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔"

قرآن کریم کی صرف چھ آیات میں پورا علم المیراث اس کے اصول وقواعد اور اس کے متعلقہ مباحث کو اختصار کے ساتھ اس طرح سمو دیا گیا ہے کہ اسکی شرح وتوضیح میں ہزار ہا صفحات لکھے جا چکے ہیں مگر تا حال مزید لکھنے کی گنجائش باقی ہے، اسی گنجائش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے محترم فاضل جناب مولانا صلاح الدین حیدر ﷾ نے تفہیم قرآن کریم اور امت کی خیر خواہی کیلئے یہ بہترین، جامع اور سہل المتناول علمی دستاویز تالیف فرمائی ہے۔

امت کی خیر خواہی اور نصیحت کا جذبہ صادقہ اس خانوادہ عالیہ اور شجرہ مبارکہ لکھویہ کا طرۂ امتیاز ہے جو ان کے آباء واجداد کی جملہ تصانیف میں نمایاں نظر آتا ہے، اس جذبہء کے تحت انکے بڑوں نے علاقائی زبان پنجابی اور اس میں بھی عوامی رجحان کا خیال رکھتے ہوئے نظم کو ذریعہ اظہار بنایا، خیر خواہی کا یہ جذبہ اس کتاب میں بھی غالب ہے، اس کا لفظ لفظ مؤلف ومرتب کی موضوع پر گرفت، اس میں کامل مہارت اور ایک مشفق ومربی استاذ کے اوصافِ حمیدہ کی نشاندہی کرتا ہے، اور یہ جذبہ صرف لفظوں کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ موصوف کی زندگی اس کا بہترین نمونہ بھی ہے۔

صاحبِ کتاب نے اپنی عمرِ عزیز کا بہترین حصہ بیرونِ ملک خدمتِ دین وعلم میں گذارا، وزارتِ شؤونِ اسلامیہ سعودی عرب کے مبعوث کی حیثیت سے تعلیم وتدریس میں مشغول رہے، ذمہ داری سے باحسن طریق حسب معمول فراغت پائی تو آرام کی بجائے جامعہ ابی ہریرہ رینالہ خورد میں مسندِ تدریس کو رونق بخشی اور خدمت دین میں مصروف ہو گئے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

موصوف کی یہ کتاب علمی اور جامع ہونے کے ساتھ انتہائی عام فہم اور آسان بھی ہے جس سے ایک عام آدمی بسہولت استفادہ کرسکتا ہے، امید ہے کہ اہل علم، طلبہ مدارس اور عوام وخواص سب ہی اسے اپنے اپنے مفاد اور صلاحیت واستعداد کے مطابق پائیں گے۔

کتاب کے مصنف محترم ایک تجربہ کار اور کامیاب استاذ ہیں اور اس کی ترتیب واسلوب نصابی

ہے، اس لیے اسے مدارس میں شامل نصاب کرلیا جائے تو انتہائی مفید ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ۔
راقم الحروف نے یہ چند الفاظ مؤلف کے احترام اور انکے مرحوم فرزندِ ارجمند، انتہائی خوش خصال وخوش جمال وخوش مقال عزیز القدر عامر صلاح الدین غفراللہ لہ کی محبت میں تحریر کردیئے ہیں ورنہ یہ شاندار علمی کتاب مجھ جیسے ہیچ میدان کی کسی تائید وتقریظ سے بہت اعلیٰ وبالا ہے۔
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ

کتبہ:
رئیس المجلس الاسلامی پاکستان

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر
مکتب الدعوۃ اسلام آباد

حرف اول

میراث (اسلام کا عادلانہ قانون) کے مصنف الشیخ مولانا صلاح الدین حیدر لکھوی مدظلہ العالی کا شمار ان معدودے چند علماء کرام میں ہوتا ہے جنہیں میراث کے مسائل میں استاذ کا درجہ حاصل ہے۔ ایسے خشک اور مشکل عنوان پر کتاب لکھنا ان کے علمی ذوق اور بلند ہمتی کا مظہر ہے اور یہ لکھنا پڑتا ہے «إن العظام كفوء ها العظماء» فاضل مصنف نے دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور سے سند فراغت کے بعد اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ (سعودی عرب) سے شریعہ میں امتیازی پوزیشن (Position) میں ڈگری حاصل کی، وفاق المدارس فیصل آباد (الحاق پنجاب یونیورسٹی) سے ایم اے عربی، اسلامیات کی ڈگری حاصل کی۔ 1970ء میں دارالافتاء ریاض سعودی عرب کی جانب سے نائیجیریا میں اشاعت اسلام کے لیے خدمات سرانجام دینے کی دعوت دی گئی جو قبول کر لی گئی اور 2003ء تک نائیجیریا کے مختلف تعلیمی اداروں میں بطور صدر شعبہ شریعہ اور پرنسپل کام کیا۔ آج کل استاذ الحدیث کی حیثیت میں جامعہ ابی ہریرہ رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ (پاکستان) میں کام کر رہے ہیں۔

مذکورہ کتاب کا مسودہ اول تا آخر پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ وراثت کا مسئلہ اسلام کا بنیادی اور اہم مسئلہ ہے لیکن آج کے دور میں عموماً اس پر عمل کرنے میں کوتاہی برتی جارہی ہے۔ یاد رکھیے! حق داروں کو حق سے محروم کرنا بہت سنگین جرم ہے جو قیامت میں سر پر بوجھ رہے گا۔

فاضل مصنف نے ایسے مشکل مضمون کو عام فہم اور آسان بنانے میں اپنی خداداد صلاحیتوں کا پورا پورا استعمال کیا ہے۔ قرآن وسنت کے حوالہ جات سے کتاب کو مزین کیا ہے بعض مسائل میں فقہاء کی آراء بھی کتاب میں نقل کی ہیں۔ وراثت کے ہر مسئلہ کو مختلف صورتوں میں بیان کیا گیا ہے

اور ممکن حد تک ورثاء کی جو شکلیں ہو سکتی ہیں انہیں مثالوں سے واضح کیا ہے۔ بعض مسائل جیسے ''ترکہ کے مسائل'' قدرے طویل ہو گئے ہیں لیکن دیگر کتب کے مقابلہ میں کم ہیں۔

فاضل مصنف نے جس دلچسپی سے میراث کے مسائل کو حل کیا ہے وہ قابل قدر ہیں اس کاوش پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں نے المیراث پر لکھی گئی اس کتاب کو طلباء، اساتذہ، علماء کرام اور وکلاء حضرات کے لیے انتہائی مفید پایا ہے۔ مدارس دینیہ کے منتظمین سے التماس ہے کہ طلباء کی راہنمائی کے لیے اس کتاب کو سلیبس میں شامل کریں۔ درحقیقت یہ کتاب ایک حوالہ جاتی (Reference Book) کا درجہ رکھتی ہے جسے پڑھ کر مشکل سے مشکل مسئلہ وراثت کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔

آخر میں اللہ جل شانہ کے حضور دعا گو ہوں کہ رحیم و کریم فاضل مصنف کو اس محنت کا اجر عطاء فرمائیں اور اس کتاب کو علم کے متلاشیوں کے لے مینارہ نور بنائیں۔ آمین۔

پروفیسر عبدالجبار (ایم اے اسلامیات)

فاضل جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

EX .E.D.O.(EDU) Okara

افتتاحیہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا وَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔ أَمَّا بَعْدُ،

اسلام ایک عالمی دین ہے اور بنی نوع بشر کے لیے مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو ہر دور میں ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے قابل عمل ہے اور ان کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور کسی قسم کی ذات، رنگ ونسل کا امتیاز کیے بغیر حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام نے ایسے ایسے قوانین اور ضوابط متعارف کرائے ہیں جن میں چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑے سے بڑے معاملہ کی وضاحت فرمادی ہے۔

ہر معاملہ میں چاہے کوئی کمزور ہو یا طاقتور، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے عدل وانصاف مہیا کیا ہے اور ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے اور ان کی وضاحت قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے ذریعہ کردی ہے۔ عدل وانصاف کے متلاشیوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کے لاکھوں اقوال زریں مختلف کتب میں پھیلے ہوئے ہیں۔

چنانچہ اسی طرح وراثت کی تقسیم کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عدل وانصاف مہیا کیا اور ہر وارث کو اس کا حق عطا فرمایا خواہ وہ مرد ہے یا عورت، بچہ ہے یا بوڑھا طاقتور ہے یا کمزور حتیٰ کہ ماں کے پیٹ میں موجود حمل کی وراثت کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ جب کوئی شخص اپنی حاملہ ماں، حاملہ بیوی یا حاملہ بہو کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا ہو، اسلام نے اس حمل کو بھی میت کا وارث مقرر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو میت کی جائیداد میں سے وارث ہونے کے قوانین وضع فرمائے ہیں۔
دنیا کے تمام علوم میں سے میراث ہی ایک ایسا علم ہے جس کے احکام اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود اپنے پیارے پیغمبر (ﷺ) پر سورۃ النساء میں نازل فرمائے ہیں اور کسی بھی نبی، ولی اور بشر کو ان میں کمی وبیشی کی اجازت نہیں ہے۔

میری موجودہ کتاب علم میراث سے متعلق ہے قبل ازیں میں نے نائیجیریا میں سکونت کے دوران نومبر 2003ء میں انگریزی میں میراث کے موضوع پر کتاب شائع کی تھی جسے نائیجریا کے علماء، فقہاء، وکیلوں اور طلاب نے ازحد پسند کیا اور الحمد للہ اس کا پہلا ایڈیشن چند ماہ کے اندر اندر ہی ختم ہوگیا تھا۔ موجودہ کتاب بھی چند اضافوں کے ساتھ تقریباً اسی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ امید ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اساتذہ، طلاب اور اہل ذوق کے لیے ازحد مفید ثابت ہوگی۔

اس کتاب کے پڑھنے والے حضرات سے میری گزارش ہے کہ اگر اس میں کسی قسم کی علمی خطا یا طباعت کی غلطی پائیں تو ناچیز کو ضرور مطلع فرما کر مشکور ہوں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔ اس میں کوئی شک نہیں «إِنَّ الْعِصْمَةَ لِلّٰهِ وَحْدَهُ» کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہر خطا اور عیب سے پاک ہے۔

نیز دعا کی بھی استدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اس عمل کو شرف قبولیت عطا فرما کر میری میزان الحسنات میں شامل کر کے دنیا اور آخرت میں کامیاب وکامران فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ وَاللّٰهُ الْمُوفق وهو الهادي إلى سواء السبيل

مؤلف

صلاح الدین بن حیدر علی لکھوی

فاضل جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ

مدرس الحدیث جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ

غلہ منڈی، رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ

موبائل نمبر:0322-6913303

میراث سے متعلق قرآنی آیات واحکام

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَ لِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○ ﴾ (سورة النساء : ٤/١١ـ١٢)

قَوْلُهُ تَعَالٰى:

﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْآ اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○﴾

(سورة النساء : ٤/١٧٦)

قَوْلُهُ تَعَالٰى:

﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (سورة الأنفال : ٨/١٧٥)

علم میراث کی اہمیت

اسلامی قوانین وراثت شریعت میں بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کے قوانین قرآن اور سنت نبوی سے ماخوذ ہیں۔قرآن کریم کی سورۃ النساء کی آیات نمبر 11، 12 اور 176 میں واضح طور پر میت کے ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، خاوند، بیوی اور بھائی، بہنوں کی وراثت کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے اور جن وراثوں کا بیان قرآن کریم میں موجود نہیں ہے۔ سنت نبوی نے ان وارثوں کے حقوق کی وضاحت کر دی ہے، مثلاً دادی، نانی، پوتی اور پوتے کی وراثت اسی طرح اصحاب الفروض کی موجودگی میں عصبہ کی وراثت وغیرہ وغیرہ اور اگر ان کے علاوہ کوئی قضیہ رہ گیا تھا جس کا قرآن کریم اور حدیث میں ذکر نہیں ہے تو اُسے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں صحابہ کے اجماع سے حل کر لیا گیا تھا۔ جیسا کہ میراث الجد مع الاخوۃ یعنی دادا کے ہمراہ عینی اور علاتی بھائی بہنوں کی وراثت اور دیگر مسئلہ مشترکہ، مسئلہ عمریتین، مسئلہ اکدریہ، نیز عول اور رد کے مسائل وغیرہ وغیرہ، ان کا حل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کیا گیا تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی زندگی میں وراثت کے قوانین کی تعلیم دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی وراثت کے مسائل کے بارے میں صحابہ سے سوال وجواب بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ «أن أفرضکم زید» یعنی وراثت کے مسائل

کوحل کرنے کے بارے میں میرے صحابہ میں سے زید سب سے زیادہ ماہر ہیں۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ جابیہ نامی شہر میں خطبہ ارشاد فرمایا کہ اگر کسی نے وراثت کے بارے میں سوال پوچھنا ہو تو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو وراثت کا علم سیکھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے، جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث شریفہ سے واضح ہوتا ہے۔

«عَنْ عُمرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ إِنَّهَا مِنْ دِينِكُمْ - زاد ابن مسعود رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - اَلطَّلَاقُ وَالْحَجّ»

''امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وراثت کے قوانین سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں اضافہ کیا کہ ''طلاق اور حج کے مسائل بھی سیکھو''

«عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ وَتَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ، فَإِنِّي امرؤ مَقْبُوضٌ وَإِنَّ الْعِلْمَ سَيُقْبَضُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ حَيْثُ يَخْتَلِفَ الْاِثْنَانِ فِي الْفَرِيضَهِ فَلَا يَجِدَانِ مَنْ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا»[1]

''سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، اور میراث کو سیکھو اور لوگوں کو سکھاو، یقیناً میں دنیا سے رخصت ہو جاؤنگا۔ (قرآن اور میراث) کا علم اٹھا لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور عنقریب وراثت کی تقسیم میں دو لوگوں کے مابین جھگڑا ہو جائے گا تو اُن

① رواه الترمذی، والامام أحمد، نیل الاوطار

کے درمیان فیصلہ کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔"

«عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ وَمَا سَوٰى ذٰلِكَ فَضْلٌ، آيَةٌ مُحْكَمَةٌ أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ» ①

"سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جن علوم کا سیکھنا ضروری ہے وہ تین طرح کے ہیں۔ جبکہ دوسرے علوم کا سیکھنا فضیلت کے باب میں آتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں قرآن کی آیات احکام کا سیکھنا، دوسرا سنت نبوی کا علم، تیسرا فرائض یعنی وراثت کا علم جو سارے کا سارا حق پر مبنی ہے۔"

«عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسٰى وَهُوَ أَوَّلُ شَيْئٍ يُنْتَزَعُ مِنْ أُمَّتِي» ②

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، یقیناً یہ آدھا علم ہے اور یہ بھلا دیا جائے گا، اور یہ پہلا علم ہوگا جو میری امت سے اٹھالیا جائے گا۔"

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو وراثت کے علم کو سیکھنا چاہیے کیونکہ دیگر علوم کے مقابلہ میں علم میراث کو سیکھنے کی بہت اہمیت ہے۔

ابن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں علم المیراث کو اس لیے نصف العلم کہا گیا ہے کہ مرنے کے بعد ہر مسلمان کا اس سے واسطہ پڑتا ہے۔

---

① رواه أبو داود، وابن ماجه

② رواه ابن ماجة، والدارالقطني ونيل الاوطار

عہد نبوی سے قبل وراثت کی تقسیم کے قوانین

اسلام کے قوانین وراثت کو جاننے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم بالاختصار وراثت کے ان قوانین، قواعد اور اصولوں سے تعارف حاصل کریں جو اسلام کے ظہور سے قبل دوسری قوموں میں پائے جاتے تھے۔ ان کا مقارنہ اور مقابلہ کرنے سے ایک عاقل قاری پر یہ واضح ہو جائے گا کہ عدل وانصاف کہاں پایا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں یا دوسری قوموں کے خود ساختہ اصولوں میں۔ سب سے پہلے سیدنا موسی علیہ السلام کی اُمت یعنی موجودہ زمانے کے یہودیوں (بنی اسرائیل) کے قوانین وراثت دیکھتے ہیں:

یہودیوں کا قانونِ وراثت

کلمہ یہود ''ھاد'' سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی ''رجوع کرنا ہے'' اُسے سیدنا موسی علیہ السلام کے اس مقولہ سے لیا گیا ہے «إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ أَيْ رَجَعْنَا وَتَضَرَّعْنَا»

یہودیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو سیدنا موسی علیہ السلام کی پیروی کا دعوی کرتے ہیں۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہونے کی وجہ سے انہیں بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عبرانی زبان میں ان کا نام اسرائیل ہی تھا۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ ''یہوذ'' سیدنا یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام تھا اور اس کی اولاد کو بنی یہودا کہا جاتا تھا۔ پھر اس کی کثرتِ نسل کی وجہ سے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی جملہ اولاد کو یہودی کہنا مشہور ہو گیا۔ [1]

[1] تاریخ العرب قبل الاسلام: 95/6

یہودیوں کی میراث میں صرف میت کے بیٹے، باپ، چچا اور بھائی ہی وارث ہو سکتے ہیں یہودی مذھب میں عورت وارث نہیں بن سکتی چاہے وہ میت کی ماں، بیٹی، بہن یا بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

❁ **بیٹا:** اگر باپ فوت ہو جائے تو اس کے وارث صرف بیٹے ہی ہونگے اور سب سے بڑے بیٹے کا حصہ دوسرے بیٹوں کی نسبت دوگنا ہوگا۔ لیکن اگر وہ سب برابر برابر تقسیم پر راضی ہو جائیں تو یہ تقسیم بھی درست ہوگی۔[1]

❁ **بیٹی:** اگر شرعی وارثوں میں بیٹی بھی موجود ہو تو وہ صرف نان ونفقہ کی مستحق ہوگی وہ بھی بلوغت تک پہنچنے کی حد تک اور شادی کرنے کی صورت میں وہ باپ کی جائیداد میں سے شادی کے اخراجات کی ہی مستحق ہوگی۔

دیکھیے اسلام نے عورت پر کس قدر احسان کیا ہے کہ بیٹی کو بیٹے کی موجودگی میں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے تحت وارث بنایا ہے اگر وہ اکیلی ہے تو وہ آدھی جائیداد کی وارث ہوگی۔ جس کی تفصیل (بیٹی کی وارثت کے باب میں آئے گی)[2]

❁ **ماں:** اگر کسی عورت کا بیٹا یا بیٹی فوت ہو جائے تو ان کی ماں اپنی اولاد کی جائیداد کی وارث نہیں ہوگی۔ بلکہ جائیداد کا وارث میت کا بیٹا ہوگا۔ اولاد کی عدم موجودگی میں میت کا باپ وارث ہوگا۔ اس کی عدم موجودگی میں میت کا حقیقی بھائی اس کا وارث ہوگا۔ لیکن متوفی کی ماں بالکل وارث نہیں ہے۔

لیکن اسلام میں ماں اپنی اولاد کی جائیداد میں سے کبھی تیسرے اور کبھی چھٹے حصہ کی وارث ہوتی ہے۔ اور کبھی بھی وارثت سے محروم نہیں ہوئی۔ (اس کی تفصیل ان شاء اللہ

---

① الاحکام الشرعیہ: 187/2

② الاحکام الشرعیہ: 145/3

ماں کی وراثت کے باب میں آئے گی) [1]

❁ بیوی: خاوند بیوی کی وارثت میں اگر خاوند پہلے فوت ہو جائے تو بیوی اپنے متوفی خاوند کی جائیداد میں سے وارث نہیں بن سکتی اور اگر بیوی پہلے فوت ہو جائے تو خاوند اس کی سب جائیداد کا تنہا وارث ہوگا۔ بیوی کی کوئی اولاد بھی اس کی وارث نہیں بن سکتی۔ [2]

لیکن اسلامی قانون وراثت میں خاوند اور بیوی دونوں ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں۔

❁ ولد الزنی: یہودیوں کے ہاں ولد الزنی (حرام زادہ) اپنے ماں باپ کا شرعی وارث ہوتا ہے اس کا درجہ ان کے حقیقی بیٹے کی طرح ہی ہے۔ اگر وہ ان کی پہلی اولاد ہے تو وہ دوسرے شرعی بیٹوں سے دوگنا لے گا۔ [3]

لیکن اسلامی وراثت میں ولد الزنی صرف اپنی ماں ہی کا وارث ہوتا ہے۔

❁ اگر کسی متوفی کا کوئی وارث نہ ہو۔ یعنی باپ، دادا، بیٹا، بھائی یا چچا وغیرہ میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ تو اس کی جائیداد کا وارث وہ شخص ہوگا جس نے سب سے پہلے اس کی جائیداد کو قبضہ میں لے لیا۔ تین سال تک اس کے پاس بطور امانت رہے گی۔ ان تین سالوں میں اگر کوئی وارث ظاہر نہ ہوا تو ساری جائیداد اس کی ملکیت تصور کی جائے گی (قبضہ گروپ بنانے کا یہودی دستور ہے)۔ [4]

یہ ہیں یہودیوں کی وراثت کے بعض قوانین جو میں نے مختصر طور پر بیان کیے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہودی مذہب میں ماں، بیوی، بیٹی یا بہن اپنے کسی عزیز

---

① المقارنات المقابلات:236

② المقارنات المقابلات:253 الاحکام الشرعیه:172/2

③ المقارنات المقابلات:253 الاحکام الشرعیه:173/2

④ المقارنات المقابلات:253

کی وارث نہیں بن سکتی اسی طرح خاوند اپنی بیوی کی ساری جائیداد کا وارث ہوگا لیکن بیوی کسی صورت میں بھی اپنے متوفی خاوند کی وارث نہیں بن سکتی اسی طرح بیٹا اپنی متوفہ ماں کا وارث ہوگا۔ لیکن ماں اپنے متوفی بیٹے کی وارث نہیں ہوگی۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭

عیسائیت میں وراثت کے قوانین

نصاری (عیسائی) وہ لوگ ہیں جو سیدنا عیسی علیہ السلام کی پیروی کا دعوی کرتے ہیں۔ موجودہ انجیل میں کسی قسم کے عائلی، اقتصادی یا معاشی قوانین کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ بلکہ انجیل تو روحانی اور اخلاقی قدروں جیسے پندونصائح کی حامل ہے۔اس میں وراثت سے متعلق کوئی خاص قانون نہیں ہے چنانچہ اہل کنیسہ نے وراثت کے بارے میں رومن اور یہودیوں کے قانونِ وراثت پر عمل کیا ہے۔ اور بعض دوسری شریعتوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر ان دنوں ملک اردن کے نصاری، اسلام کے قوانین وراثت پر ہی عمل پیرا ہیں۔

اردن کے نصرانی عالم ڈاکٹر سلیمان مرقس نے اپنی کتاب میں سیدنا عیسی بن مریم علیہ السلام کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی نے سیدنا عیسی علیہ السلام کے پاس التماس کی کہ آپ میرے بھائی سے کہیں کہ ہمارے والد کی جائیداد میں سے آدھا حصہ مجھے دے، تو جواب میں سیدنا عیسی علیہ السلام نے فرمایا'' مجھے کسی نے جائیداد کی تقسیم کرنے والا قاضی بنا کر نہیں بھیجا۔ [1]

انجیل متی میں یہ درج ہے'' آپ کو کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہے کہ میں کیوں مبعوث کیا گیا ہوں۔ میں سیدنا موسی علیہ السلام کے قوانین کو منسوخ کرنے نہیں آیا، بلکہ میں انہیں مکمل کرنے آیا ہوں تاکہ انہیں سچا ثابت کروں اور اس کتاب (تورات) کے احکام اس

[1] المدخل العلوم القانونیه:238

وقت تک جاری رہیں گے جب تک ان کا مقصود پورا نہ ہو جائے۔[1]

اس سے بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ نصرانیوں کے قوانین وراثت کے تحت کوئی عورت وراثت نہیں بن سکتی اور پلوٹھی کا لڑکا ساری کی ساری جائیداد کا تنہا وارث ہوگا۔

اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ میں عربوں کا نظام وراثت

جزیرۃ العرب میں رہنے والوں کو عموماً عرب کہا جاتا ہے تاریخ بتاتی ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں عربوں کے اکثر قبائل ایک جگہ پر مستقل سکونت پذیر نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ جہاں پانی اور گھاس وافر مقدار میں پایا جاتا وہیں رہنا شروع کر دیتے تھے۔ اس کے بعد کسی دوسرے علاقے کی طرف سفر کر جاتے۔ وہ لوگ بدویانہ زندگی گزارتے۔ کوئی اقتصادی، معاشی یا اجتماعی نظام نہیں تھا۔ جنگل کے معروف قانون کے مطابق "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" پر عمل کرتے تھے۔ اس لیے ان کے ماہ وسال جنگ وجدال اور لوٹ مار میں گزرتے تھے۔ اور اس پر فخر بھی کرتے تھے۔ اسی لیے ان عربوں کے ہاں وراثت کا انحصار رجولیت اور قوت پر مبنی تھا۔ اور صرف مرد ہی وارث ہوتے تھے اور عورت ذات کی کوئی حیثیت نہیں تھی، بلکہ ان سے جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔ کوئی عورت اپنے کسی رشتہ دار یعنی باپ، خاوند، اولاد کی وارث نہیں بن سکتی تھی۔

جاہلیت کے دور میں عربوں کے ہاں حصول وراثت کے مروجہ تین اسباب

① النسب والقرابة ② التبنی ③ الحلف[2]

① النسب (خونی رشتہ)

عربوں میں نسب یعنی خونی رشتہ کی بنا پر وراثت پائی جاتی تھی، لیکن قرابت اور خونی

---

[1] متی باب نمبر 5 آیت نمبر 17، 18

[2] تفسیر القرطبی 79:5 احکام القرآن لابن العربی 328:1، تفسیر الطبرانی 275:4 احکام القرآن للجصاص 2:3، تاریخ العرب قبل الاسلام 274:5، 275

رشتہ ہونے کے باوجود ماں، بیٹی، بہن، چھوٹے بچوں اور بوڑھوں مردوں کو ترکہ سے محروم رکھا جاتا تھا۔ کیونکہ ان میں دشمنوں کے خلاف جنگ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی اور نہ ہی اپنے قبیلہ کا کسی طریقہ سے دفاع کر سکتے ہیں۔ اس لیے ترکہ کے مستحق صرف نوجوان اور بہادر قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ اس قانون پر اسلام کے ابتدائی ایام میں بھی عمل کیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ سیدنا سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں شہید ہوگئے تو ان کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں جو غزوہ اُحد میں شہید ہوگئے ہیں اور ان کے چچا نے سعد کی ساری جائیداد اپنے قبضہ میں لے لی ہے اور ان کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور مال کے بغیر ان کی شادیاں کس طرح ہوسکتی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے متعلق ضرور کوئی فیصلہ فرمائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد میراث کی آیات ﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ .... الخ﴾ نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا سے کہا سعد کی بیٹیوں کو دو تہائی (2/3) اور اس کی بیوی کو جائیداد کا آٹھواں حصہ (1/8) دو اور جو باقی بچے گا وہ تمہارا ہے۔ ①

اسلام سے قبل عورت کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور اسلام ہی نے عورت کو پستی اور ذلت سے نکال کر عزت اور شرف عطا کیا۔

② التبني

عربوں میں یہ رواج تھا کہ کسی دوسرے کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنا لیا جاتا تھا۔ پھر اُسے اسی کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اور متبنی بیٹا اس کا وارث بھی ہوتا تھا۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے قبل زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ پھر اُسے

---

① أخرجه البخاري، ومسلم عن جابر بن عبدالله

زید بن محمد ﷺ سے پکارا جاتا تھا اور اسلام کے ابتدائی ایام تک یہ رواج قائم دائم رہا حتی کہ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 4،5 کے نزول پر اُسے منسوخ کر دیا گیا۔

③ الحلف (معاہدہ)

جاہلیت کے دور میں عرب حلف کے ذریعہ ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے وہ حلف میں کہتے تھے «دَمِی دَمُكَ وَهَدْمِی هَدْمُكَ، تَرِثُنِی وَأَرِثُكَ تَطْلُبْ بِی وَأَطْلُبُ بِكَ»۔ معاہدہ مکمل ہونے پر کسی ایک کی وفات کے بعد دوسرا اس کی جائیداد میں سے چھٹے حصہ (1/6) کا وارث بنتا تھا۔ بعد میں سورۃ الانفال آیت ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ کے نزول پر حلف کے ذریعے وراثت منسوخ ہوگئی۔

یہ ہیں وراثت کے وہ قوانین جو قبل از اسلام دوسری قوموں میں رائج تھے۔ ایک انصاف پسند اور عقلمند قاری پر ضرور یہ واضح ہو گیا ہوگا کہ انصاف کہاں پایا جاتا ہے۔ خود ساختہ قوانین میں یا اللہ سبحانہ وتعالی کے نازل کردہ قوانین میں، جس نے عورت، کمزور اور ناتواں مردوں کو عدل وانصاف مہیا کیا ہے اور ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے۔

❀❀❀❀❀❀❀❀

علم المیراث اور علم الفرائض

علماء نے وراثت کے علم کے لیے دو نام استعمال کیے ہیں:

① علم المیراث ② علم الفرائض

یہ دو مختلف نام ہیں لیکن ان دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔

میراث کی لغوی تعریف

کلمہ میراث باب وَرِثَ یَرِثُ کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں انتقال شئی من شخص إلی شخص آخر یعنی کسی چیز کا ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہونا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ﴾ (سورۃ النمل: 27|16) اور سورۃ مریم میں سیدنا زکریا علیہ السلام کا قول ہے۔ «يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ» اسی طرح حدیث شریف میں ہے «اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ» یعنی علماء انبیاء کے علم کے وارث ہیں۔

الفرائض کی لغوی تعریف

کلمہ فرائض، فریضہ کی جمع ہے۔ یہ فَرْضٌ سے مشتق ہے جس کے معنی قطع کرنا ہے۔ اہل زبان کہتے ہیں «فَرَضْتُ لِفُلَانٍ كَذَا وَكَذَا أَيْ قَطَعْتُ لَهُ شَيْئًا مِنَ الْمَالِ»

میراث کی اصطلاحی تعریف

علم میراث ایسے قوانین کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے یہ جاننا مقصود ہے کہ میت کا کون وارث بنتا ہے اور کون وارث نہیں ہے۔ اور اگر کوئی وارث بنتا ہے تو میت کی جائیداد سے اس کا کتنا حصہ ہے «هُوَ الْعِلْمُ بِالْقَوَاعِدِ يُعْرَفُ بِهَا وَمَنْ يَرِثُ مَنْ لَا يَرِثُ وَنَصِيبُ كُلِّ وَارِثٍ مِنَ التَّرِكَةِ»

ترکۃ المیت (میت کا ترکہ)

میت کے ترکہ سے مراد اس کی جائیداد ہے جسے چھوڑ کر وہ فوت ہو گیا چاہے وہ نقدی کی صورت میں ہو یا زرعی زمین یا مکانات ہوں یا حقوق ہوں جنہیں اس نے زندگی میں ادا کرنا تھا اور وہ ادا نہیں کر سکا۔

میت کے ترکہ سے متعلق چار حقوق ہیں جو درج ذیل ترتیب وار ادا ہونگے۔

① میت کی تدفین کے اخراجات

② قرض کی ادائیگی

③ وصیت کی ادائیگی

④ وارثوں کا حق

① **میت کی تدفین کے اخراجات:** میت کے کفن اور دفن کرنے میں اور قبر کھودنے وغیرہ پر جو خرچ ہوگا اُسے میت کے ترکہ میں سے لیا جائے گا، اس میں فضول خرچی اور کنجوسی سے اجتناب کرنا ہوگا۔ اس طرح اس کے جو عزیز واقارب اس سے قبل وفات پا گئے اور اسے ان کے دفن اور کفن وغیرہ کا موقعہ نہیں ملا۔ ان کی تجہیز وتکفین کے اخراجات بھی اس کی جائیداد سے لیے جائیں گے۔

② **قرض کی ادائیگی:** میت کی تجہیز وتکفین کے اخراجات کے بعد میت کے قرض کی ادائیگی ہوگی۔ فقہاء کے نزدیک قرض کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) **دین اللہ:** یعنی اللہ کا قرض، اس سے مراد وہ قرض ہے جو میت نے اپنی زندگی میں

ادا کرنا تھا لیکن اُسے انہیں ادا کرنے کا موقعہ نہیں ملا اور وفات پا گیا مثلاً فرض زکوٰۃ یا کفارہ یا فرض حج وغیرہ جو اس کے ذمہ تھا لیکن وہ اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا۔ انہیں اس کی جائیداد سے ادا کیا جائے گا۔

(ب) دین العباد: یعنی بندوں کا قرض، اس سے مراد وہ قرضہ ہے جو اس نے اپنی زندگی میں لیا تھا اور اُسے ادا نہیں کیا۔ اسی طرح وہ قرضہ جو اس نے اپنی زرعی زمین یا مکان وغیرہ کو گروی (رہن) رکھ کر حاصل کیا تھا ان سب قرضوں کا ادا کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

«نَفْسُ الْمُومِنِ مُعِلَّقَةٌ بِدَيْنِهِ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ»

''یعنی قرض کے ساتھ مومن کی جان لٹکی رہتی ہے جب تک اس سے ادا نہ کر دیا جائے۔''[1]

دین اللہ کے بارے میں فقہاء کا اختلاف

- احناف کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا قرض میت کی طرف سے ادا نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت نیت کے بغیر ممکن نہیں لہذا وہ شخص یوم القیامہ اس کا جواب دہ ہوگا۔
- امام مالک رحمہ اللہ، شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کے نزدیک جملہ دیون میت کی طرف سے ادا کیے جائے گے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرض بھی ادا کیا جائے گا۔[2]

③ الوصیۃ

اگر میت نے مرنے سے قبل کوئی وصیت کی ہے۔ تو اسے تجہیز و تکفین کے اخراجات

---

① رواہ احمد

② المغنی لابن قدامة:403/3، المحلی لابن حزم:253/8، الدسوقی لشمس الدین: 171/4، رد المختار لابن عابدین:458/6

اورقرضہ جات کی ادائیگی کے بعد جو ترکہ بچے گا اس سے ادا کیا جائے گا۔ اُسے باقی ماندہ ترکہ کے تیسرے حصے سے زیادہ نہیں ہونا چاہے جیسا کہ ابن ماجہ میں سیدنا ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللّٰهَ تَصَدَّقَ عَلَيْكُمْ عِنْدَ وَفَاتِكُمْ بِثُلُثِ أَمْوَالِكُمْ وَجَعَلَ زِيَادَةً لَكُمْ فِي أَعْمَالِكُمْ»

قرض کی ادئیگی کو وصیت پر مقدم رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم قرآن میں «مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٌ» پڑھتے ہو یعنی وصیت قرضہ سے پہلے ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کا فیصلہ وصیت سے پہلے فرمایا ہے۔

④ تقسیم ترکہ

مذکورہ بالا تین حقوق ادا کرنے کے بعد جو ترکہ بچے گا اسے کتاب وسنت کے مطابق وارثوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ اور یہی وراثت کا اصل مقصود ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

وارثت کے ارکان، شروط، اسباب اور موانع

دوسرے علوم کی طرح علم المیراث کے بھی ارکان، اسباب، شروط اور موانع الارث ہیں۔ جن کا بیان درج ذیل ہے۔

⊙ ارکان الارث

میراث کے تین ارکان ہیں، ان میں سے اگر ایک رکن بھی کم ہو تو میراث کا وجود نہیں ہو گا۔

(ا) **المُوَرِّث:** اس سے مراد میت ہے جس کی جائیداد کو وارثوں کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔

(ب) **الوارث:** یہ میت کا وہ رشتہ دار ہے جو میت کے ترکہ کا حقدار ہوتا ہے۔

(ج) **المَوروث:** اس سے مراد میت کی جائیداد ہے چاہے وہ نقدی کی صورت میں ہو یا زرعی زمین یا مکان وغیرہ وغیرہ۔

⊙ اسباب الارث

اسباب الارث تین ہیں: ① النسب ② النکاح ③ الولاء

(ا) **النسب:** اس سے مراد ''خونی رشتہ اور قرابت ہے جو وارث اور مورِّث کے درمیان ولادت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ رشتہ میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) اور میت کے آباء واجداد (باپ، دادا، ماں، دادی، نانی اور میت کے بھائی بہن اور چچاؤں

وغیرہ) پر مشتمل ہے۔

(ب) **النکاح**: اس سے مراد وہ نکاح ہے جو عقد صحیح کے ذریعے واقع ہوا ہو۔ چاہے خلوت اور مجامعت حاصل نہ ہوئی ہو۔ اس میں خاوند اور بیوی میں سے کسی ایک کی وفات کے بعد وہ ایک دوسرے کی جائیداد کے وارث بنتے ہیں۔ باطل نکاح، (نکاح متعہ وغیرہ) کی صورت میں وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

مطلقہ عورت کی میراث (میراث المطلقہ)

- اگر خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی (پہلی یا دوسری طلاق) دی اور وہ بیوی کی عدت کے دوران خاوند فوت ہو گیا۔ سب فقہاء کے نزدیک وہ بیوی وارث ہوگئ۔ اور اگر عدت ختم ہونے کے بعد خاوند فوت ہوا تو وہ عورت وارث نہیں بنے گی۔
- اگر خاوند نے اپنے بیوی کو طلاق بائن، بینونہ کبریٰ (تیسری طلاق) دی اور خاوند صحیح وسالم اور تندرست تھا پھر وہ فوت ہو گیا۔ ایسی صورت میں بیوی وارث نہیں ہوگی چاہے اس کی عدت ختم ہوگئی ہو یا نہ۔
- اگر خاوند مرض الموت میں مبتلا ہے۔ اسی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق بائن (بینونہ کبریٰ) دے دی اور خاوند کی نیت اُسے وارثت سے محروم کرنا ہے۔ اس مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔[1]

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ عورت مطلقاً وارث نہیں ہوگی، کیونکہ طلاق بائن واقع ہوئی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں خاوند اگر عورت کی عدت کے دوران فوت ہوا ہے تو وہ وارث ہوگی۔ اگر عدت ختم ہونے کے بعد خاوند فوت ہوا ہے۔ تو وہ عورت وارث نہیں ہوگی، اور اگر عورت کے طلب کرنے پر اس نے طلاق دی یا طلاق خلع واقع ہوئی ہو تو وہ

[1] فتح القدیر:3/15، المبسوط:6/155، الرحبیہ:32

مطلقاً وارث نہیں ہوگی۔

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ عورت ہر حالت میں وارث ہوگی لیکن اگر اس نے عدت ختم ہونے کے بعد کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لی تو وہ وارث نہیں ہوگی۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ ہر حالت میں وارث ہوگی، خواہ اس نے عدت ختم ہونے کے بعد شادی کی ہے یا نہیں اور ان کی دلیل یہ ہے۔سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی تمادر کو بیماری کی حالت میں طلاق بائن دی تھی پھر وہ اسی بیماری کی حالت میں وفات پا گئے۔تو امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تمادر کو اس کے ترکہ میں سے وراثت دی تھی۔اور یہی رائے راجح ہے۔

③ الولاء

الولاء سے مراد وہ قرابت ہے جس کو اسلام نے آقا اور اس کے آزاد کردہ غلام کے درمیان بنایا ہے۔آزاد کردہ غلام کی وفات کے بعد وہ آقا اس غلام کی جائیداد کا وارث ہوگا بشرطیکہ غلام کا کوئی شرعی وارث موجود نہ ہو۔جیسا کہ حدیث بریرہ میں آیا ہے«إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ» (رواہ البخاری ومسلم) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ»[1]

⊙ شروط الارث (وراثت کی شروط)

وراثت پانے کی تین شرطیں ہیں:

پہلی شرط: مورث کی موت کا حقیقی طور پر واقع ہونا یا حکمی طور پر، حقیقی موت تو ظاہر ہے لوگ خود اپنے ہاتھوں سے میت کو دفناتے ہیں۔اور حکمی موت قاضی کے موت کا حکم صادر کرنے سے ہوتی ہے۔اس کی مثال مفقود (گم شدہ) شخص ہے جب قاضی

[1] رواہ احمد وابن حبان والحاکم

اس کی موت کا فیصلہ صادر کر دے۔ تو پھر اس شخص کو مُردہ تصور کیا جائے گا اور اس کی جائیداد کو اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

دوسری شرط: وارث کی زندگی کا ثبوت کہ مورّث کی موت کے وقت وہ زندہ تھا چاہے چند منٹ کے لیے ہی زندہ رہا۔ یہ زندگی حقیقی طور پر ہو یا حکمی طور پر جس کی مثال حمل ہے اُسے اس کی پیدائش تک زندہ ہی تصور کیا جائے گا۔ اگر وارث کے زندہ ہونے کا پتہ نہ چل سکے تو وہ وارث نہیں بنتا۔

تیسری شرط: وارث بننے کے لیے اس سبب کی پہچان ضروری ہے۔ جس کی بنا پر وہ وارث بن رہا ہے۔ یعنی نسب، نکاح یا ولاء میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔

⊙ موانع الارث

کلمہ موانع، مانع کی جمع ہے، یہ ایسا وصف ہے اگر کسی شخص میں پایا جائے تو وہ وراثت سے محروم ہو جائے گا۔ خواہ اس میں وارث بننے کے اسباب موجود بھی ہوں مانع تین ہیں۔ ① القتل ② اختلاف الدین ③ الرق (یعنی غلامی)

① القتل

اس میں سب فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مورث کو عمداً قتل کر دے تو وہ اپنے مقتول کی جائیداد کا وارث نہیں ہوگا جیسا حدیث شریف میں ہے۔

«عَنْ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: لَيْسَ لِلْقَاتِلِ مِنَ الْمِيرَاثِ شَيْءٌ» [1]

اور دوسری حدیث میں ہے:

«عَن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده عن النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا

---

[1] رواه النسائی

یَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا»

اس طرح فقہاء کا مقولہ بھی ہے۔«مَنْ تَعَجَّلَ شَيْئًا قَبْلَ الاوانِ عُوقِبَ بِالْحِرْمَانِ»

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے غلطی (القتل بالخطاء) سے اپنے مورث کو قتل کر دیا تو وہ اس کی جائیداد کا وارث تو ہوگا۔ لیکن اس نے جو دیت ادا کی ہے وہ اس کا وارث نہیں بنے گا۔ لیکن باقی ائمہ کے نزدیک وہ مطلقاً وارث نہیں ہوگا۔

② اختلاف الدين

اس سے مراد کفر اور اسلام ہے یعنی مسلم اور غیر مسلم ایک دوسرے کے وارث نہ ہونگے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

«عَنْ أُسَامَةَ بن زيد رضی اللہ عنہ قَالَ: أَنَّ النبى صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرَ الْمُسْلِمَ» متفق عليه

اگر کسی مسلمان نے اہل کتاب کی عورت سے شادی کی پھر خاوند یا بیوی فوت ہو گئے تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے۔

اگر کوئی کافر اپنے مسلم رشتہ دار کی موت کے بعد اور ترکہ کی تقسیم سے پہلے ایمان لے آیا تو امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک وہ وارث نہیں بنے گا۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں اسلام کی ترغیب دینے کے لیے اُسے وراثت میں شریک بنا لیا جائے گا۔

اسلام میں آزاد اور غلام کے درمیان توارث نہیں ہے۔ کیونکہ غلام خود اور جو کچھ وہ کماتا ہے وہ اس کے آقا کا ہوتا ہے۔ اس لیے اگر غلام اپنے کسی عزیز کا وارث بنتا ہے تو وہ جائیداد اس کے آقا کو منتقل ہو جائے گی۔ حالانکہ آقا کا میت سے کوئی تعلق نہیں ہے

اس لیے سب فقہاء کے نزدیک یہ باطل ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ «لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ إِلَّا الطَّلَاقَ»۔

نوٹ: کوئی وارث جب کسی مانع کی وجہ سے وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔ تو اس کی موجودگی دوسرے وارثوں کو نہ تو وراثت سے محروم کر سکتی ہے اور نہ ہی انہیں ان کے بڑے حصہ کی بجائے چھوٹے حصہ کی طرف منتقل کر سکتی ہے۔ مثلاً بیٹے نے اپنی ماں کو قتل کر دیا۔ مقتولہ نے اپنا خاوند، عینی بھائی اور قاتل بیٹا زندہ چھوڑا۔ خاوند کو اس کا بڑا حصہ (½) ملے گا۔ اور باقی آدھی جائیداد عینی بھائی بطور عصبہ لے گا۔ اور قاتل بیٹا محروم ہے۔ اس طرح مرتد اور غلام کی موجودگی بھی دوسرے وارثوں پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ ①

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

① الرجبية للماردينى، ص: ٣٦، المغنى ابن قدامة: ٦/٢٦٦۔٢٦٧

ورثاء اوران کی تعداد

⊙ الوارثون من الرجال (مردورثاء) مرد جو وارث بنتے ہیں ان کی تعداد پندرہ ہے:

① بیٹا ② پوتا ③ باپ ④ دادا ⑤ عینی بھائی (جن کے ماں، باپ ایک ہوں) ⑥ علاتی بھائی (جن کا باپ ایک ہی ہو اور مائیں الگ الگ ہوں) ⑦ اخیافی بھائی (جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہوں) ⑧ عینی بھائی کا بیٹا (میت کا بھتیجا) ⑨ علاتی بھائی کا بیٹا ⑩ چچا (حقیقی چچا) ⑪ علاتی چچا (سوتیلا چچا) ⑫ حقیقی چچا کا بیٹا ⑬ علاتی چچا کا بیٹا ⑭ خاوند ⑮ آقا جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو۔

نوٹ: اگر کوئی عورت فوت ہوگی اور اس نے مذکورہ پندرہ مرد وارث زندہ چھوڑے تو ان میں سے صرف تین مرد وارث ہونگے (بیٹا، باپ اور خاوند) اور باقی ماندہ بارہ (12) محروم ہونگے۔

⊙ **الوارثات من النساء** (وارث عورتیں)

عورتیں جو وارث بنتی ہیں ان کی تعداد دس ہے۔

① بیٹی ② پوتی ③ ماں ④ نانی ⑤ دادی ⑥ عینی بہن ⑦ علاتی بہن ⑧ اخیافی بہن ⑨ بیوی ⑩ وہ عورت جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا ہو (المعتقة)

نوٹ ①: اگر کوئی آدمی فوت ہوگیا اور اس نے مذکورہ دس عورتوں کو زندہ چھوڑا۔ ان میں سے صرف پانچ عورتیں وارث بنیں گی۔ بیٹی، پوتی، ماں، عینی بہن اور بیوی۔ اور باقی سب وراثت سے محروم ہونگی۔

نوٹ②: اگر کوئی مرد یا عورت فوت ہو جائے اور وہ مذکورہ (24) وارث زندہ چھوڑے تو
ان میں سے صرف پانچ اشخاص وارث ہونگے۔ اور وہ خاوند یا بیوی، بیٹا، بیٹی،
ماں، باپ ہیں اور باقی ماندہ سب وراثت سے محروم ہونگے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

احوال الوارثین (ورثاء کی کیفیات)

ورثاء (مرد اور عورت) کی دو قسمیں ہیں۔

⊙ اصحاب الفروض ⊙ العصبة

① اصحاب الفروض

لغوی معنی: فروض، فرض کی جمع ہے۔ لغت میں فرض کاٹنے کے معنی میں آتا ہے۔ چونکہ وارث کو میت کی جائیداد سے کچھ حصہ کاٹ کر اُسے دیا جاتا ہے۔ اس لیے انہیں اصحاب الفروض کہا جاتا ہے۔

اصطلاحا: اصحاب الفروض وہ وارث ہیں جن کو قرآن مجید یا حدیث شریف یا صحابہ کے اجماع سے میت کی جائیداد میں سے کچھ مقرر حصہ دیا گیا ہو۔ یہ درج ذیل ہیں۔

① خاوند ② باپ ③ دادا ④ اخیافی بھائی ⑤ بیوی ⑥ بیٹی ⑦ پوتی ⑧ ماں ⑨ دادی ⑩ نانی ⑪ عینی بہن ⑫ علاتی بہن ⑬ اخیافی بہن

جو فروض (حصے) ان کو دیے گئے ہیں ان کی تعداد چھ ہے وہ سورۃ النساء آیت ۱۱، ۱۲ اور ۱۷۶ میں بیان کیے گئے ہیں۔

① النصف (½)، ② الربع (¼)، ③ الثمن (⅛)، ④ الثلثان (⅔)،

⑤ الثلث (⅓)، ⑥ السدس (⅙)۔

ان کے علاوہ ایک ساتواں فرض بھی ہے جو اجتہاد سے لیا گیا ہے جس کو ثلث الباقی کہتے ہیں، یہ حصہ امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سیدنا زید بن

ثابت رضی اللہ عنہ کے اجتہاد سے ماں کو دیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل ان شاء اللہ ماں کے باب میں آئے گی۔ اسی طرح دادا کی بھی یہ حصہ (ثلث الباقی) بعض اوقات بہن بھائیوں کی موجودگی میں دیا جاتا ہے، اس کی تفصیل ان شاء اللہ الجد والاخوۃ کے باب میں آئے گی۔

② العصبة

لغوی معنی: عصبہ، عاصب کی جمع ہے لغت میں اس کے معنی، ایک جماعت (گروہ) باندھنا اور تقویت دینے کے آتے ہیں۔

اصطلاحاً: عصبہ وہ وارث ہیں جن کو کوئی مقرر شدہ حصہ (فرض) نہیں دیا گیا۔ اگر وہ اکیلا ہی وارث ہے تو وہ ساری جائیداد (ترکہ) لے جائے گا۔ اگر اس کے ہمراہ کوئی وارث اصحاب الفروض میں سے ہے تو صاحب فرض کو اس کا حصہ دینے کے بعد جو ترکہ باقی بچے گا وہ عصبہ لے گا۔ اور اگر کوئی حصہ باقی نہ بچا تو اُسے کچھ نہیں ملے گا۔

أقسام العصبة

عصبہ کی تین قسمیں ہیں:

① العصبة بالنفس ② العصبة بالغير ③ العصبة مع الغير

① العصبة بالنفس

وہ ایسا وارث ہے جو میت کا قریبی رشتہ دار اور مذکر ہو جس کے اور میت کے درمیان کسی عورت کا واسطہ نہ ہو۔ یہ تعداد میں (12) ہیں۔

① بیٹا ② پوتا ③ باپ ④ دادا ⑤ عینی بھائی ⑥ علاتی بھائی ⑦ عینی بھائی کا بیٹا یعنی بھتیجا ⑧ علاتی بھائی کا بیٹا ⑨ عینی چچا ⑩ علاتی چچا ⑪ عینی چچا کا بیٹا ⑫ علاتی چچا کا بیٹا۔

العصبة بالنفس کے درجات

العصبۃ بالنفس کے وارثوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے درجہ کے وارثوں کی موجودگی میں باقی تین درجوں والے وارث نہیں بنتے اور دوسرے درجہ کے وارثوں کی موجودگی میں تیسرے اور چوتھے درجہ والے وارث نہیں بنتے۔ اس طرح تیسرے درجہ کے وارثوں کی موجودگی میں چوتھے درجہ والے وارث نہیں بنتے۔

پہلا درجہ: اس میں بیٹا اور پوتا آتے ہیں۔ لیکن بیٹے کی موجودگی میں پوتا وارث نہیں بنتا بلکہ وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

دوسرا درجہ: یہ باپ اور دادا پر مشتمل ہے۔ لیکن باپ کی موجودگی میں دادا وارث نہیں ہوتا۔

تیسرا درجہ: اس سے مراد عینی بھائی، علاتی بھائی اور ان کے بیٹے ہیں۔ لیکن عینی بھائی کی موجودگی میں علاتی بھائی، عینی اور علاتی بھائیوں کے بیٹے وارث نہیں ہونگے۔ اگر عینی بھائی موجود نہ ہو تو علاتی بھائی وارث ہوگا عینی اور علاتی بھائیوں کے بیٹے وارث نہیں ہونگے۔ اسی طرح علاتی بھائی کی عدم موجودگی میں عینی بھائی کا بیٹا وارث ہوگا۔ اور اس کی عدم موجودگی میں علاتی بھائی کا بیٹا وارث ہوگا۔

چوتھا درجہ: یہ عینی چچا، علاتی چچا اور ان کے بیٹوں پر مشتمل ہے۔ عینی چچا کی موجودگی میں علاتی چچا اور ان کے بیٹے وارث نہیں ہونگے۔ اگر عینی چچا موجود نہ ہو تو علاتی چچا وارث ہوگا اور عینی اور علاتی چچاؤں کے بیٹے وارث نہیں ہونگے اسی طرح علاتی چچا کی عدم موجودگی میں عینی چچا کا بیٹا وارث ہوگا۔ اور اس کی عدم موجودگی میں علاتی چچا کا بیٹا وارث ہوگا۔

② العصبة بالغیر

یہ چار عورتیں ہیں: ① بیٹی ② پوتی ③ عینی بہن ④ علاتی بہن۔

ان کو جائیداد میں سے فرض حصہ آدھا (½) اور کبھی دو تہائی (⅔) دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اپنے بھائیوں کی موجودگی میں بطور العصبة بالغیر وارث بنتی ہیں۔ قرآن کریم کے قاعدہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأنثَيَيْنِ﴾ کی رو سے مرد کو عورت سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

بیٹی، بیٹے کی موجودگی میں، پوتی، پوتے کی موجودگی میں اور عینی بہن، عینی بھائی کی موجودگی میں اسی طرح علاتی بہن علاتی بھائی کی موجودگی میں بطور العصبة بالغیر وارث ہوتی ہیں۔ ان کی دلیل قولہ تعالیٰ: ﴿وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأنثَيَيْنِ﴾ آیت میں «اخوة» سے مراد عینی بھائی، علاتی بھائی اور ان کی بہنیں ہیں۔

③ العصبة مع الغیر

العصبة مع الغیر سے مراد دو عورتیں عینی بہن اور علاتی بہن ہیں۔ ان کو فرض حصہ آدھا (½) اور کبھی دو تہائی (⅔) دیا جاتا ہے۔ لیکن بیٹی اور پوتی کی موجودگی میں بطور العصبة مع الغیر وارث بنتی ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مسئلہ میں بیٹا یا پوتا موجود نہ ہو۔ اور عینی بھائی اور علاتی بھائی بھی موجود نہ ہوں۔

نوٹ: عینی بہن جب بطور العصبة مع الغیر وارث بنتی ہے تو وہ عینی بھائی کے درجہ میں ہوجاتی ہے چنانچہ اس کی موجودگی علاتی بھائی، عینی بھائی کا بیٹا، علاتی بھائی کا بیٹا، عینی چچا، علاتی چچا اور ان کے بیٹوں کو وراثت سے محروم کردیتی ہے۔ اسی طرح علاتی بہن جب بطور العصبة مع الغیر بنتی ہے تو وہ بھی علاتی بھائی کے درجہ میں ہوجاتی ہے۔ اور نیچے والے سب وارثوں کو محروم کردیتی ہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

اصل مسئلہ

وراثت کے کسی بھی مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اصل مسئلہ کو جاننا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔

تعریف: یہ ایسا چھوٹا عدد ہے جس سے ابتدائی تقسیم اصحاب الفروض اپنا اپنا نصیب بغیر کسر کے لیتے ہیں۔

اصل مسئلہ کو معلوم کرنے کا طریقہ

میراث کے مسائل میں ہر مسئلہ کے ورثاء کی نوعیت چونکہ مختلف ہوتی ہے۔ کبھی صرف عصبہ اور کبھی صرف اصحاب الفروض اور کبھی اصحاب الفروض اور عصبہ دونوں مخلط ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے اصل مسئلہ معلوم کرنے کے طریقے بھی مختلف ہیں۔

① اگر مسئلہ کے سب ورثاء عصبہ ہوں یا اصحاب الفروض ایک ہی قسم سے ہوں تو ان کی تعداد اصل مسئلہ ہوگی۔

مثال ①: ایک شخص فوت ہوگیا اس نے چار بیٹے یا پانچ بھائی زندہ چھوڑے تو اصل مسئلہ (4) ہوگا یا (5) ان کی تعداد کے مطابق۔

مثال ②: ایک شخص فوت ہوگیا اس نے تین بیٹیاں یا چار بہنیں زندہ چھوڑیں تو اصل مسئلہ (3) ہوگا یا (4) ان کی تعداد کے مطابق۔

② اگر مسئلہ کے سب ورثاء عصبہ مذکر اور مونث یعنی العصبة بالغیر ایک ہی قسم سے

ہوں۔ جیسے بیٹا اور بیٹی یا بھائی اور بہن تو قرآنی قاعدہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الاُنْثَيَيْنِ﴾ کے تحت مذکر کو دو اور مؤنث کو ایک شمار کریں گے اور ان کی تعداد کا مجموعہ اصل مسئلہ ہوگی۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوا اس نے دو بیٹے اور تین بیٹیاں زندہ چھوڑیں تو اس کا اصل مسئلہ سات ہوگا۔ ہر بھائی کو دو اور ہر بہن کو ایک شمار کریں گے۔

③ اگر کسی مسئلہ میں صرف ایک ہی صاحب فرض اور دوسرے وارث عصبہ ہوں۔ تو اصل مسئلہ صاحب فرض کے نصیب کی کسر ہوگا۔ [کسر اس عدد کو کہتے ہیں جو خط کے نیچے (بٹا) لکھا ہوتا ہے مثلاً (1/4) میں کسر (4) ہے۔]

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اس نے بیوی اور بیٹا زندہ چھوڑا اس مثال میں بیوی کو جائیداد کا (1/8) ملتا ہے اور بیٹا بطور عصبہ وارث ہے۔ بیوی کے نصیب (1/8) کی کسر (8) ہے اس لیے اصل مسئلہ (8) ہوگا۔

④ اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ اصحاب الفروض ہوں تو اس مسئلہ کا اصل معلوم کرنے کے لیے درج ذیل عمل کرنا ہوگا۔

میراث کے علماء نے چھ مقدرہ فروض کو دو گروپوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلے گروپ میں (1/2)، (1/4) اور (1/8) ہیں جبکہ دوسرے گروپ میں (2/3)، (1/3) اور (1/6) ہیں۔

(ا) اگر کسی میت کے سب وارثوں کے فروض کا تعلق صرف پہلے گروپ سے ہے یا صرف دوسرے گروپ سے ہے تو اصل مسئلہ ان وارثوں کے نصیب کی بڑی کسر ہوگا۔

مثال①: ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے بیوی، بیٹی اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔ اس مثال میں بیوی کا نصیب (1/8) ہے اور بیٹی کا (1/2) اور باقی بھائی بطور عصبہ لے گا۔ بیوی کے

نصیب کی کسر 8، 2 سے بڑی ہے اس لیے اصل مسئلہ 8 ہوگا۔

مثال ②: ایک عورت فوت ہوگئی اس نے دو بیٹیاں، ماں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔ اس مثال میں دو بیٹیوں کا نصیب (2/3) ہے اور ماں کا نصیب (1/6) ہے اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ ماں کے نصیب کی کسر (6) سب سے بڑی ہے اس لیے اصل مسئلہ (6) ہوگا۔

(ب): اگر کسی مسئلہ میں وارثوں کے فروض کا تعلق پہلے اور دوسرے دونوں گروپوں سے ہے یعنی کچھ وارثوں کے فروض کا تعلق پہلے گروپ سے ہے اور کچھ کا تعلق دوسرے گروپ سے ہے تو اس صورت میں اصل مسئلہ معلوم کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے۔

(i) اگر مسئلہ میں کوئی وارث پہلے گروپ میں سے نصف (1/2) کا حقدار ہو اور بقیہ ورثاء دوسرے گروپ میں سے کسی بھی نصیب کے حقدار ہوں تو اس اصل مسئلہ ہمیشہ (6) ہوگا۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی۔ اس نے خاوند، ماں اور اخیافی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل اس مثال میں خاوند کو (1/2) ملے گا۔ ماں کو (1/3) اخیافی بھائی کو (1/6) ملے گا۔ اس کا اصل مسئلہ (6) ہے کیونکہ (1/2) کا تعلق پہلے گروپ سے ہے اور (1/3)، (1/6) کا تعلق دوسرے سے ہے۔

		6
1/2	خاوند	3
1/3	ماں	2
1/6	اخیافی بھائی	1

(ii) مسئلہ میں اگر کوئی وارث پہلے گروپ میں سے ربع (1/4) کا حقدار ہو اور بقیہ دوسرے گروپ میں سے کسی بھی نصیب کے حقدار ہوں۔ تو اصل مسئلہ ہمیشہ (12) ہوگا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے اپنی بیوی، ماں اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل اس مثال میں بیوی کو (1/4) ملے گا۔ ماں کو (1/3) اور بھائی بطور عصبہ باقی لے گا۔ اس کا اصل مسئلہ (12) ہے کیونکہ (1/4) کا تعلق پہلے گروپ ہے اور (1/3) کا تعلق دوسرے گروپ سے ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی (1/2) کا حقدار ہو تو اصل مسئلہ پھر بھی (12) ہے۔

		12
1/4	بیوی	3
1/3	ماں	4
ع	بھائی	5

(iii) اگر کوئی وارث پہلے گروپ میں سے ثمن (1/8) کا حقدار ہے اور بقیہ ورثاء دوسرے گروپ میں سے کسی بھی نصیب کے حقدار ہوں تو اصل مسئلہ ہمیشہ (24) ہوگا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے اپنی بیوی، 2 بیٹیاں، ماں اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل اس مثال میں بیوی کو (1/8) ملے گا۔ 2 بیٹیوں کو (2/3) ماں کو (1/6) ملے گا اور بھائی بطور عصبہ باقی لے گا۔ اس کا اصل مسئلہ (24) ہے کیونکہ (1/8) کا تعلق پہلے گروپ سے ہے اور (2/3)، (1/6) کا تعلق دوسرے گروپ سے اس صورت میں اگر کوئی وارث (1/2) کا حقدار ہو تو اصل پھر بھی (24) ہی ہوگا۔

		24
1/8	بیوی	3
2/3	2 بیٹیاں	16
1/6	ماں	4
ع	بھائی	1

یہ تمام اصول وضوابط اپنی جگہ، لیکن اصل مسئلہ معلوم کرنے کا ایک سادہ طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں اصحاب الفروض جیسے بھی ہوں، ان کے حصوں کی کسروں کا ذواضعاف اقل حاصل کریں وہ اس مسئلہ کا اصل ہوگا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

احوال اصحاب الفروض (اصحاب الفروض کے حصوں کا بیان)

① خاوند کی وارثت

میراث میں خاوند کی دو حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: خاوند کو فوت شدہ بیوی کے ترکہ کا (½) نصف حصہ ملتا ہے۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد نہ ہو، یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا یا پوتی میں سے کوئی بھی نہ ہو۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی۔ اس نے اپنا خاوند اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل خاوند کو (½) ملے گا کیونکہ بیوی کی کوئی اولاد نہیں ہے اور باقی ترکہ بھائی بطور عصبہ لے گا۔ اس کا اصل (2) ہے۔ خاوند کو (1) اور باقی (1) بھائی لے گا۔

		2
½	خاوند	1
ع	بھائی	1

دوسری حالت: خاوند کو بیوی کی جائیداد کا چوتھا حصہ (¼) ملے گا۔ اگر بیوی کی کوئی اولاد زندہ ہو (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) خواہ اس خاوند سے ہو یا کسی سابقہ خاوند سے ہو۔ یا ولد الزنی (حرامی) ہو۔ کیونکہ اُسے ماں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگی اس نے اپنا خاوند اور بیٹا زندہ چھوڑا۔

حل خاوند کو (¼) ملے گا کیونکہ بیٹا موجود ہے۔ اور باقی بیٹا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (4) ہے۔ خاوند کو (1) اور باقی (3) بیٹا بطور عصبہ لے گا۔

		4
¼	خاوند	1
ع	بیٹا	3

خاوند کی دونوں حالتوں کی دلیل: قرآن کریم سورۃ النساء میں ہے

﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ﴾ (سورة النساء : ۱۲/۴)

② بیوی کی وراثت

میراث میں بیوی کی دو حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: بیوی اپنے متوفی خاوند کی جائیداد میں سے چوتھے حصہ (¼) کی وارث ہوگی۔ اگر خاوند کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) موجود نہ ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے اپنی بیوی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل

بیوی کو (¼) ملے گا اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا اصل مسئلہ (4) ہے۔ بیوی کو (1) ملا اور باقی (3) چچا بطور عصبہ لے گا۔

		4
¼	بیوی	1
ع	چچا	3

دوسری حالت: بیوی کو متوفی خاوند کے ترکہ میں سے (⅛) ملے گا۔ اگر متوفی کی کوئی اولاد موجود ہو۔ چاہے وہ اولاد اس بیوی کے بطن سے ہو یا کسی دوسری بیوی کے بطن سے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اس نے اپنی بیوی اور بیٹا زندہ چھوڑا۔

حل، بیوی کو (⅛) ملے گا کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے اور باقی بیٹا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (8) ہے۔ بیوی (1) اور باقی (7) بیٹا بطور عصبہ لے گا۔

		8
⅛	بیوی	1
ع	بیٹا	7

نوٹ: اگر کسی خاوند کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو وہ سب کی سب الربع یا الثمن

(1/4 یا 1/8) حصوں میں برابر برابر کی شریک ہوں گی۔

بیوی کی دونوں حالتوں کی دلیل

قَوْلُهُ تَعَالٰی:

﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ﴾ (سورة النساء : ١٢/٤)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

③ بیٹی کی وارثت

میراث میں بیٹی کی تین حالتیں ہیں۔

پہلی حالت: بیٹی کو میت کا نصف ترکہ (½) ملے گا۔ اگر وہ اکیلی ہو اور اس کے ہمراہ میت کا کوئی بیٹا موجود نہ ہو۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اس نے اپنی بیوی، بیٹی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل، بیوی کو (⅛) ملے گا کیونکہ میت کی بیٹی موجود ہے۔ بیٹی کو (½) ملے گا کیونکہ وہ اکیلی ہے۔ اور اس کے ہمراہ میت کا بیٹا موجود نہیں ہے، چچا عصبہ ہے۔ اصل مسئلہ (8) ہے۔ بیوی کو (1) بیٹی کو (4) اور باقی (3) چچا لے گا۔

		8
⅛	بیوی	1
½	بیٹی	4
ع	چچا	3

مثال ②: ایک عورت فوت ہوگی اس نے اپنا خاوند، بیٹی اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل خاوند کو (¼) ملے گا کیونکہ بیٹی موجود ہے۔ بیٹی کو (½) ملے گا کیونکہ وہ اکیلی ہے اور بھائی بطور عصبہ وارث ہے۔ اصل مسئلہ (4) ہے۔ خاوند کو (1) بیٹی کو (2) اور باقی (1) بھائی بطور عصبہ لے گا۔

		4
¼	خاوند	1
½	بیٹی	2
ع	بھائی	1

دوسری حالت: بیٹی کو دوتہائی (⅔) ملے گا اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں اور میت کا بیٹا بھی موجود نہ ہو، اس کا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، دو بیٹیاں اور چچا زندہ چھوڑا۔

حل خاوند کو (¼) ملے گا۔ دو بیٹیوں کو (⅔) کیونکہ وہ ایک سے زیادہ ہیں اور بیٹا موجود نہیں ہے۔ اور چچا بطور عصبہ وارث ہے۔ اصل مسئلہ (12) ہے خاوند کو (3) دو بیٹیوں کو (8) ہر ایک کو (4) اور باقی (1) چچا بطور عصبہ لے گا۔

		12
¼	خاوند	3
⅔	2 بیٹیاں	8
ع	چچا	1

تیسری حالت: بیٹی بطور عصبہ وارث ہوگی۔ میت کے بیٹے کی موجودگی میں اور جائیداد ان کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے قاعدہ کے مطابق تقسیم ہوگی۔ یعنی بیٹے کو دو حصے ملیں گے اور بیٹی کو ایک حصہ۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی، اپنا خاوند، بیٹی اور بیٹا زندہ چھوڑا۔

حل خاوند کو (¼) ملے گا۔ بیٹی اور بیٹا دونوں عصبہ ہیں۔ اصل مسئلہ (4) خاوند کو (1) اور باقی (3) بیٹی اور بیٹے کے درمیان تقسیم کیے جائیں گے چنانچہ بیٹی کو (1) ملا، اور بیٹے کو (2) ملے۔

		4
¼	خاوند	1
ع	بیٹی	1
ع	بیٹا	2

بیٹی کی تینوں حالتوں کی دلیل

قَوْلُهُ تَعَالٰى:

﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾(سورة النساء:٤/١١)

④ پوتی کی وراثت

پوتی سے مراد میت کے بیٹے کی بیٹی، میت کے پوتے کی بیٹی ہے۔ اور نیچے تک۔

میراث میں پوتی کی پانچ حالتیں ہیں

پہلی حالت: پوتی کو ($\frac{1}{2}$) ملے گا۔ اگر وہ اکیلی ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی یا پوتا موجود نہ ہوں۔ (پوتا چاہے اس کا عینی بھائی ہو یا اس کے چچا کا بیٹا ہو)

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی، پوتی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل،

بیوی کو ($\frac{1}{8}$) ملے گا۔ پوتی کو ($\frac{1}{2}$) اور چچا عصبہ۔ اصل مسئلہ (8) بیوی کو (1) ملا، پوتی کو (4) اور باقی (3) چچا کو بطور عصبہ ملے گا۔

		8
$\frac{1}{8}$	بیوی	1
$\frac{1}{2}$	پوتی	4
ع	چچا	3

دوسری حالت: پوتی کو جائیداد کا دو تہائی ($\frac{2}{3}$) ملے گا۔ اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں اور میت کا بیٹا، بیٹی اور پوتا موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، دو پوتیاں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل، بیوی کو ($\frac{1}{8}$) ملے گا۔ دو پوتیاں کو ($\frac{2}{3}$) اور چچا بطور عصبہ وارث ہوگا۔ اصل مسئلہ (24) ہے، بیوی کو (3) ملے دو پوتیوں کو (16) اور باقی (5) چچا بطور عصبہ لے گا۔

		24
$\frac{1}{8}$	بیوی	3
$\frac{2}{3}$	2 پوتیاں	16
ع	چچا	5

تیسری حالت: پوتی کو جائیداد کا چھٹا حصہ (1/6) ملے گا چاہے پوتیاں ایک سے زیادہ ہوں اگر ان کے ہمراہ میت کی ایک بیٹی موجود ہو، (تَکْمَلَة لِلثلثین) یعنی بیٹیوں کے حصے (2/3) کو پورا کرنے کے لیے۔ جب میت کا بیٹا اور پوتا بھی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اپنی بیوی، بیٹی 2 پوتیوں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل: بیوی کو (1/8) ملے گا۔ بیٹی کو (1/2) دو پوتیوں کو (1/6) (تکملة للثلثين) اور چچا عصبہ ہے۔ اس کا اصل مسئلہ (24) ہے۔ بیوی کو (3) ملیں گے، بیٹی کو (12) دو پوتیاں کو (4) ہر ایک کو (2) اور باقی (5) چچا بطور عصبہ لے گا۔

		24
1/8	بیوی	3
1/2	بیٹی	12
1/6	2 پوتیاں	4
ع	چچا	5

چوتھی حالت: پوتی میت کے پوتے کی موجودگی میں عصبہ بن کر وارث ہوگی، پوتا دو حصے لے گا اور پوتی ایک حصہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے قاعدہ کے تحت۔ جب میت کا بیٹا موجود نہ ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اپنی بیوی، بیٹی، پوتی اور پوتے کو زندہ چھوڑا۔

حل: بیوی کو (1/8) ملے گا۔ بیٹی کو (1/2) پوتا اور پوتی بطور عصبہ وارث ہونگے اصل مسئلہ (8) ہے۔ بیوی کو (1) ملا بیٹی کو (4) اور باقی (3) پوتی اور پوتا لیں گے۔ ان میں سے پوتی کو (1) اور پوتے کو (2) ملیں گے۔

		8	8
1/8	بیوی	1	1
1/2	بیٹی	4	4
ع	پوتی	3	1
ع	پوتا		2

نوٹ: جب کبھی عورتوں کا حصہ (2/3) پورا ہو جائے اور پوتی وراثت سے محروم ہو رہی

ہوتو اپنے نیچے والے پڑپوتے یا شکر پوتے کی موجودگی میں بھی عصبہ بن کر وارث بن جاتی ہے۔

مثال: جب پوتی، پڑپوتے (ابن ابن الابن) کی وجہ سے وارث ہوتی ہے۔ایک آدمی فوت ہوگیا۔اس نے اپنی بیوی، دو بیٹیاں، پوتی اور پڑپوتے کو زندہ چھوڑا۔

حل، بیوی (1/8) لے گی، دو بیٹیاں (2/3)، پوتی، پڑپوتے کے ساتھ مل کر بطور عصبہ باقی لیں گے۔اصل مسئلہ (24) ہے بیوی کو (3) ملے دو بیٹیوں کو (16) ہر ایک کو (8) اور باقی (5) پوتی اور پڑپوتا بطور عصبہ (لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ) کی رو سے لیں گے۔اس مسئلہ میں

		24
1/8	بیوی	3
2/3	2 بیٹیاں	16
ع	پوتی	5
ع	پڑپوتا	

پڑپوتا موجود نہ ہوتو عورتوں کے دوتہائی (2/3) حصے پورے ہو جانے کی وجہ سے پوتی کو جائیداد میں سے کچھ بھی نہ ملتا۔

پانچویں حالت: پوتی میت کے بیٹے کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دو بیٹیوں کی موجودگی میں بھی وراثت سے محروم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عورتوں کا حصہ دوتہائی (2/3) دو بیٹیوں کے درمیان پورا ہو گیا ہے۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، بیٹا اور پوتی کو زندہ چھوڑا۔

حل خاوند (1/4) لے گا۔اور باقی ترکہ بیٹا بطور عصبہ لے گا۔ اور پوتی بیٹے کی موجودگی کی وجہ سے محروم ہے۔ اصل مسئلہ (4) ہے خاوند کو (1) ملا اور باقی (3) بیٹا لے گا۔جبکہ پوتی وراثت سے محروم ہے۔

		4
1/4	خاوند	1
ع	بیٹا	3
م	پوتی	X

مثال②: ایک عورت فوت ہوگئی۔ اپنے خاوند، دو بیٹیوں، پوتی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل خاوند (1/4) لے گا۔ 2 بیٹیاں (2/3) پوتی عورتوں کا حصہ دو تہائی (2/3) پورا ہو جانے کی وجہ سے محروم ہے اور باقی بھائی بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (12) ہے۔ خاوند کو (3) ملے دو بیٹیوں کو (8) ہر ایک کو (4) پوتی وراثت سے محروم ہے اور باقی (1) بھائی لے گا۔

		12
1/4	خاوند	3
2/3	2 بیٹیاں	8
م	پوتی	X
ع	بھائی	1

پوتی کی وراثت کے دلائل

① سب مفسرین اس پر متفق ہیں کہ

قَوْلُهُ تَعَالَى:﴿يُوْصِيكُمُ اللّٰهُ فِي اَوْلَادِكُمْ......﴾(سورة النساء:١١/٤)

میں لفظ (اولاد) سے مراد متوفی کی صلبی اولاد ہیں، اور صلبی اولاد کی عدم موجودگی میں پوتا بیٹے کے درجہ میں آجاتا ہے اور پوتی بیٹی کے درجے میں آجاتی ہے۔

پوتی کی تیسری حالت کی دلیل

حَدِيث هزيل بن شرحبيل قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى أبى موسى الاشعرى رضى الله عنه وسلمان بن ربيعه فسأله عن ابنةٍ وابنة ابن وأخت شقيقة فَقَالَا: لابنته النصف وللاخت النصف ولم يورثا ابنة الابن شيئا وقالا إت ابن مسعود رضى الله عنه فإنه سيتابعنا، فأتاه الرجل فسأله وأخبره بقولهما: قال قد ضللت إذا وما أنا من المهتدين ولكن سأقضى فيها بقضاء النبى صلى

الله عليه وسلم لابنته النصف ولابنة الابن السدس تكملة للثلثين وما بقى فللاخت الشقيقة فجاء إلى أبي موسى فأخبره بجواب ابن مسعود رضى الله عنه فقال لا تسألونى عن شيئى مادام هذا الحبر فيكم» (رواه البخاری، والترمذی، وابن ماجة)

''ہزیل بن شرحبیل رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اس نے کہا: ایک آدمی سیدنا ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ اور سلمان بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور بیٹی پوتی اور عینی بہن کی وراثت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹی آدھی جائیداد لے گی اور باقی آدھی عینی بہن لے گی، اور پوتی وراثت سے محروم ہے۔ اور مزید کہا کہ تم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی جا کر پوچھ لو، وہ بھی ہماری موافقت کریں گے، چنانچہ آدمی ان کے پاس گیا اور مذکورہ مسئلہ کا حل پوچھا۔ اور ان کے جواب میں سے بھی مطلع کیا اور بتایا کہ انہوں نے کہا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھو وہ بھی ہماری موافقت کریں گے۔ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اگر میں ان کی موافقت کرونگا تو میں ہدایت پر نہیں ہوں گا۔ میں تمہیں اس مسئلہ کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوی سے مطلع کرتا ہوں۔ آپ نے بیٹی کو آدھی جائیداد دی اور پوتی کو چھٹا حصہ (تكملة للثلثين) دیا اور باقی عینی بہن کو دیا۔ تو وہ آدمی دوبارہ سیدنا ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جواب سے مطلع کیا۔ تو انہوں نے کہا جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے تو مجھ سے کچھ نہ پوچھنا۔'' (بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

⑤ باپ کی وراثت

میت کے باپ کی تین حالتیں ہیں

پہلی حالت: باپ بطور عصبہ وارث ہوگا جب میت کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا یا پوتی) موجود نہ ہو۔ اگر باپ اکیلا ہی وارث ہے تو وہ ساری جائیداد لے گا۔ اور اگر اس کے ہمراہ کوئی اور صاحب فرض ہے تو اس کا حصہ دینے کے بعد جو باقی بچے گا وہ باپ کا ہوگا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی بیوی اور باپ کو زندہ چھوڑے۔

حل بیوی (¼) لے گی اور باقی باپ کو بطور عصبہ ملے گا۔

اصل مسئلہ (4) ہے۔ بیوی کو (1) حصہ ملا اور باقی (3) باپ بطور عصبہ لے گا۔

		4
¼	بیوی	1
ع	باپ	3

دوسری حالت: باپ کو جائیداد کا (⅙) ملے گا، یعنی وہ صاحب الفرض کی حیثیت سے وارث ہوگا۔ جب میت کا بیٹا یا پوتا موجود ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اس نے اپنا باپ اور بیٹا زندہ چھوڑے۔

حل باپ (⅙) لے گا اور بیٹا بطور عصبہ وارث ہے۔

اصل مسئلہ (6) ہے۔ باپ کو (1) حصہ ملا اور باقی (5) بیٹا لے گا۔

		6
⅙	باپ	1
ع	بیٹا	5

تیسری حالت: باپ دو حصوں کا مستحق ہوگا پہلے (1/6) فرضاً پھر عصبہ بن کر باقی لے گا۔
جب میت کی بیٹی یا پوتی موجود ہو۔ لیکن بیٹا اور پوتا موجود نہ ہو۔ اصحاب الفروض
کے حصوں کے بعد اگر کوئی حصہ باقی نہ بچا تو وہ صرف (1/6) کا وارث ہوگا۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اپنا باپ اور بیٹی کو زندہ چھوڑا۔

حل بیٹی کو (1/2) ملے گا۔ باپ کو پہلے (1/6) اور پھر جو باقی بچا اُسے بطور عصبہ ملے گا۔ اصل مسئلہ (6) ہے۔ بیٹی کو (3) ملے۔ باپ پہلے ایک حصہ (1) فرضاً اور پھر باقی (2) بطور عصبہ لے گا۔ اس طرح باپ کو کل (3) ملیں گے۔

		6
1/2	بیٹی	3
1/6 ع	باپ	2+1

مثال ②: ایک عورت فوت ہوئی۔ اس نے اپنی ماں، دو بیٹیاں اور باپ زندہ چھوڑا۔

حل ماں کو (1/6)، دو بیٹیوں کو (2/3) ملے گا۔ باپ پہلے (1/6) بطور صاحب فرض اور باقی بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (6) ہے ماں کو (1) دو بیٹیوں کو (4) باپ کو (1) حصہ دینے کے بعد اصل مسئلہ میں سے کچھ باقی نہیں بچا۔ اس لیے اُسے مزید کچھ نہیں ملے گا۔

		6
1/6	ماں	1
2/3	2 بیٹیاں	4
1/6 ع	باپ	0+1

باپ کی وراثت کی تینوں حالتوں کی دلیل

قَوْلُهٗ تَعَالٰی:

﴿وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ وَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ﴾ (سورة النساء: ١١/٤)

لفظ "ولد" سے مراد بیٹا، بیٹی، پوتا اور پوتی ہے۔ ان کی موجودگی میں باپ کو السدس

(1/6) ملے گا۔ اور ان کی عدم موجودگی میں اگر وارث ماں اور باپ ہی ہوں تو ماں کو الثلث (1/3) ملے گا۔ لیکن آیت مبارکہ میں باپ کے حصے کا ذکر نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ بطور عصبہ باقی جو الثلثین (2/3) ہے لے گا۔

اسی طرح اگر باپ کے ہمراہ صرف بیٹی یا پوتی ہو تو باپ اپنا حصہ السدس (1/6) لینے کے بعد جو باقی بچے گا وہ بطور عصبہ لے گا۔ کیونکہ وہی بیٹے کی عدم موجودگی میں میت کے قریب ترین مذکر عصبہ ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

«عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَاَولٰی رَجُلٍ ذَكَرٍ» رواه البخاری ومسلم

”وراثت حق داروں تک دے دو باقی جو بچے تو قریب ترین مرد کے لیے ہے۔“

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

⑥ ماں کی وراثت

اگر کسی عورت کا بیٹا یا بیٹی فوت ہو جائے تو وہ (ماں) ان کی جائیداد کی وارث ہوتی ہے۔

میراث میں میت کی ماں کی تین حالتیں ہیں

پہلی حالت: ماں جائیداد کے ایک تہائی (1/3) حصے کی وارث ہوتی ہے۔ جب میت کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) موجود نہ ہو۔ اور میت کے دو یا دو سے زیادہ بھائی، بہن یا ایک بھائی اور ایک بہن موجود نہ ہوں۔ چاہے وہ عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی یا مختلط ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اور اپنی ماں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔ یا اپنی ماں اور ایک بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل ان دونوں مثالوں میں ماں کو (1/3) ملے گا اور باقی چچا یا بھائی بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (3) ہے۔ ماں کو (1) ملا اور باقی (2) چچا یا بھائی لے گا۔

		3
1/3	ماں	1
ع	چچا/ بھائی	2

دوسری حالت: ماں کو چھٹا حصہ (1/6) ملے گا۔ جب ماں کے ہمراہ میت کی کوئی اولاد موجود ہو یا میت کے دو بھائی یا دو بہنیں یا ایک بھائی اور ایک بہن موجود ہو۔ چاہے وہ وارث ہوں یا کسی وجہ سے وراثت سے محروم ہوں۔

مثال ①: ایک شخص فوت ہو گیا۔ اپنی ماں اور بیٹا کو زندہ چھوڑا۔

حل، ماں کو بیٹے کی موجودگی کی وجہ سے (1/6) ملے گا۔اور باقی جائیداد بیٹا بطور عصبہ لے گا۔اصل مسئلہ (6) ہے ماں کو (1) ملا اور باقی (5) حصے بیٹا لے گا۔

		6
1/6	ماں	1
ع	بیٹا	5

مثال ②: ایک شخص فوت ہوگیا اور اپنی ماں اور دو عینی بھائی زندہ چھوڑے۔

حل ماں کو (1/6) ملے گا اور باقی دونوں بھائی بطور عصبہ لیں گے۔اصل مسئلہ (6) ہے۔ماں کو (1) ملا۔اور باقی (5) دونوں بھائی لیں گے۔

		6
1/6	ماں	1
ع	2 بھائی	5

تیسری حالت: ماں کو ثلث الباقی (1/3 الباقی) ملتا ہے یہ صرف دو مسئلوں میں ملتا ہے جنہیں عمریتین کہتے ہیں۔(1) خاوند، ماں اور باپ (2) بیوی، ماں اور باپ، ان دونوں مسئلوں میں خاوند اور بیوی کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو حصے بچتے ہیں ان کا ثلث (1/3) ماں کو دیا جائے گا پھر اس کے بعد جو باقی بچے گا اُسے باپ بطور عصبہ لے گا، بشرطیکہ ان دونوں مسئلوں میں، بیٹا، بیٹی یا (ایک سے زیادہ بہن بھائی) موجود نہ ہوں۔

مثال ①: ایک عورت فوت ہوگئی۔اپنا خاوند، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔

حل

خاوند کو (1/2) ملے گا۔ ماں کو (1/3 الباقی) اور باقی باپ بطور عصبہ لے گا۔اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (3) ملے، ماں کو (1) باقی (2) باپ بطور عصبہ لے گا۔

		6
1/2	خاوند	3
1/3 باقی	ماں	1
ع	باپ	2

مثال ②: ایک آدمی فوت ہوگیا۔اپنی بیوی، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔

حل

بیوی کو (1/4) ملے گا۔ ماں کو (1/3 الباقی) اور باقی باپ بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (3) ملے۔ ماں کو (3) اور باقی (6) باپ لے گا۔

		12
1/4	بیوی	3
1/3 باقی	ماں	3
ع	باپ	6

ماں کی وراثت کی دلیلیں

پہلی اور دوسری حالت کی دلیل

قَوْلُهُ تَعَالٰی:

﴿وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ وَإِنْ كَانَ لَهٗ إِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ﴾(سورة النساء:١١/٤)

تیسری حالت کی دلیل

امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک عورت فوت ہوگئی، اس نے اپنا خاوند، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔ قاعدہ کی رو سے اس کا حل یہ تھا کہ خاوند (1/2) لیتا ماں (1/3) اور جو باقی بچتا اسے باپ لیتا۔ اس کا اصل مسئلہ (6) ہے۔ خاوند کو (3) ملتے ماں کو (2) اور باقی (1) باپ بطور عصبہ لیتا۔ اس تقسیم سے ماں کو باپ سے دوگنا ملا ہے۔ باپ نے امیر المومنین سے شکایت کی کہ ماں جو کہ میری بیوی ہے اُسے مجھ سے دوگنا کیسے ملا۔ اور کہا کہ کسی حالت میں بھی بیوی کو خاوند سے دوگنا نہیں ملتا۔ بلکہ اس کے برعکس خاوند ہمیشہ دوگنا لیتا ہے۔ دوسری یہ بات کہ اگر ہم دونوں (ماں، باپ) اکیلے ہی میت کے وارث ہوتے تو قرآن کی رو سے ماں کو (1/3) ملتا اور باقی (2/3) مجھے

ملتے۔ اس لیے مذکورہ تقسیم صحیح نہیں ہے مجھے میرا حق ملنا چاہیے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کا حل یوں نکالا کہ ہم خاوند کو پہلے اس کا حصہ (½) دے دیتے ہیں اور جو جائیداد باقی بچے گی اس میں سے ماں کو (⅓) دیتے ہیں اور جو باقی بچے گا باپ لے گا۔ چنانچہ باپ اس تقسیم پر راضی ہوگیا۔

درحقیقت پہلے مسئلے (خاوند، ماں اور باپ) میں ماں کو (⅙) چھٹا حصہ ملتا ہے اور دوسرے مسئلہ (بیوی، ماں، باپ) میں ماں کو (¼) چوتھا حصہ ملتا ہے، ماں بھی اس تقسیم پر راضی ہوگی کیونکہ اسے ماں کے روپ میں بعض اوقات چھٹا حصہ (⅙) ملتا ہے اور کبھی بیوی کے روپ میں (¼) بھی ملتا ہے۔

ان دونوں مسئلوں کو المسئلتین العمریتین کہا جاتا ہے کیونکہ یہ عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں واقع ہوئے تھے۔ اس طرح انہیں مسئلتین غراوین بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ستاروں کی مانند روشن اور مشہور ہیں۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

⑦ عینی بہن کی وراثت (الاخت الشقیقة)

عینی بہن میت کی وہ بہن ہے جن کے ماں اور باپ ایک ہی ہوں۔

عینی بہن کی میراث میں پانچ حالتیں ہیں

پہلی حالت: عینی بہن اپنے متوفی بھائی کی جائیداد کا نصف حصہ (½) لے گی۔ جب وہ اکیلی ہو اور میت کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) موجود نہ ہو اور نہ ہی باپ، دادا اور کوئی عینی بھائی موجود ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اس نے اپنی بیوی، عینی بہن اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل بیوی کو (¼) ملے گا، عینی بہن (½) لے گی اور باقی جائیداد چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (4) ہے بیوی کو (1) ملا۔ عینی بہن کو (2) اور باقی (1) چچا لے گا۔

		4
¼	بیوی	1
½	عینی بہن	2
ع	چچا	1

دوسری حالت: بہن کو جائیداد کا دو تہائی حصہ (⅔) ملے گا۔ جب وہ ایک سے زیادہ ہوں۔ اور ان کے ہمراہ میت کی کوئی اولاد، باپ، دادا یا عینی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک شخص فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی ماں، دو عینی بہنیں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل ماں کو (⅙) ملے گا کیونکہ دو بہنیں موجود ہیں، دو بہنوں کو (⅔) باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (6) ہے ماں (1) لے گی۔ دو بہنیں کو (4) ہر ایک کو (2) اور باقی (1) چچا لے گا۔

		6
⅙	ماں	1
⅔	2 عینی بہنیں	4
ع	چچا	1

تیسری حالت: عینی بہن چاہے ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں، اپنے عینی بھائی کی موجودگی میں العصبة بالغیر بن کر وارث ہوگی ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کی رو سے بھائی دو حصے لے گا اور بہن ایک حصہ لے گی۔ بشرطیکہ میت کی کوئی مذکر اولاد، باپ یا دادا موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے اپنی بیوی، عینی بہن اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل اصل مسئلہ (4) ہے بیوی (¼) یعنی ایک حصہ لے گی۔ باقی (3) بھائی اور بہن بطور عصبہ لیں گے۔ بھائی کو (2) اور بہن کو (1) ملے گا۔

		4	4
¼	بیوی	1	1
ع	عینی بہن	3	1
ع	عینی بھائی		2

چوتھی حالت: عینی بہن میت کی بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں العصبة مع الغیر بن کر وارث ہوگی بشرطیکہ میت کی مذکر اولاد (بیٹا، پوتا) باپ، دادا اور عینی بھائی موجود نہ ہوں عینی بہن چاہے ایک ہو یا ایک سے زیادہ ہوں۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی۔ اس نے اپنا خاوند، بیٹی اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل اس مثال کا اصل مسئلہ (4) ہے۔ خاوند کو (¼)، (1) حصہ ملا، بیٹی کو (½) یعنی (2) ملے اور باقی (1) عینی بہن بطور العصبة مع الغیر لے گی۔

		4
¼	خاوند	1
½	بیٹی	2
ع	عینی بہن	1

نوٹ: عینی بہن جب بطور عصبہ مع الغیر وارث بنتی ہے تو وہ عینی بھائی کے درجہ میں ہوجاتی ہے۔ چنانچہ وہ علاتی عینی، علاتی بھائی کے بیٹے، چچا اور ان کے بیٹوں کو

وارثت سے محروم کر دیتی ہے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی ماں، بیٹی، عینی بہن اور علاتی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل، اس کا اصل مسئلہ (6) ہے، ماں کو (1/6) ایک حصہ ملا۔ بیٹی کو (1/2)، (3) ملے۔ اور باقی (2) عینی بہن بطور عصبہ لے گی۔ اور علاتی بھائی کو عینی بہن نے وراثت سے محروم کر دیا۔

		6
1/6	ماں	1
1/2	بیٹی	3
ع	عینی بہن	2
م	علاتی بھائی	X

پانچویں حالت: عینی بہن مندرجہ ذیل وارثوں کی موجودگی کی وجہ سے وراثت سے محروم ہوگی۔ ① بیٹا، ② پوتا، ③ باپ، ④ دادا۔

نوٹ: دادا سے متعلق فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک دادا سب بھائی بہنوں کو وراثت سے محروم کر دیتا ہے۔ لیکن امام مالک رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک دادا صرف اخیافی بھائی اور بہن کو وراثت سے محروم کرتا ہے لیکن عینی اور علاتی بھائی بہنیں اس کی موجودگی میں وارث ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل دادا کی وراثت کے باب میں بیان کی جائے گی۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اس نے اپنی بیوی، بیٹا اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل بیوی کو (1/8) ملے گا۔ اور باقی بیٹا بطور عصبہ لے گا اور عینی بہن بیٹے کی وجہ سے محروم ہے۔ اصل مسئلہ (8) ہے، بیوی کو (1) ملا، بیٹے کو باقی (7) حصے ملے اور عینی بہن محروم ہے۔

		8
1/8	ماں	1
ع	بیٹا	7
م	عینی بہن	X

مثال ④: ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے اپنی بیوی، باپ اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل، اصل مسئلہ (4) ہے بیوی کو (¼)، (1) ملا۔ اور باقی (3) باپ بطور عصبہ لے گا۔ اور عینی بہن باپ کی وجہ سے وراثت سے محروم ہے۔

		4
¼	بیوی	1
ع	باپ	3
م	عینی بہن	X

عینی بہن کی وراثت کی دلیلیں

پہلی، دوسری، تیسری اور پانچویں حالت کی دلیل

① ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَ اِنْ كَانُوْآ اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○﴾ (سورة النساء: ١٧٦/٤)

مذکورہ آیت میں لفظ ''أُخْتٌ'' سے مراد عینی اور علاتی بہن ہے کیونکہ بعض حالتوں میں وہ بطور عصبہ وارث بنتی ہیں۔ اور اس آیت میں اس کا ذکر بھی ہے کہ کب بطور عصبہ وارث ہونگی۔ لفظ ''أُخْتٌ'' سے اخیافی بہن ہرگز مراد نہیں۔ کیونکہ وہ بطور عصبہ وارث نہیں ہوتی بلکہ وہ تو اصحاب الفروض میں سے ہے۔ (⅙) اور (⅓) کی وارث ہوتی ہیں۔ نیز اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ باپ، بیٹے اور پوتے کی موجودگی میں عینی اور علاتی بہنیں وراثت سے محروم ہوجاتی ہیں۔

آیت میں لفظ ''ولد'' سے مراد بیٹا اور پوتا ہے اس سے بیٹی یا پوتی مراد نہیں ہے۔

کیونکہ آیت «هُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ» میں صراحت ہے کہ ولد یعنی بیٹے کی موجودگی میں عینی بھائی، عینی بہن وارث نہیں ہوتے۔ لیکن بیٹی کی موجودگی میں وہ بطور عصبہ وارث ہوتے ہیں۔

④ «قَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سَبْعُ أَخَوَاتٍ، فَدَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَخَ فِي وَجْهِي، فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أُوْصِينِي لِاخْوَاتِي بِالثُّلُثِ؟ فَقَالَ أَحْسَنَ قُلْتُ بِالشطر قَالَ أحسن، ثُمَّ خَرَجَ وَتَرَكَنِي، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَقَالَ لَا أَرَاكَ تَمُوتُ فِي وَجعكَ هٰذَا، وَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَنْزَلَ فَبَيَّنَ الَّذِي لِاخوَاتِكَ فَجعَلَ لَهُنَّ الثُّلُثَيْنِ» (رواه ابوداود)

چوتھی حالت کی دلیل

اس حالت کی دلیل: حدیث هذیل بن شرحبیل ہے جو پوتی کے باب میں مذکور ہے جس میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور عینی بہن کی وراثت سے متعلق پوچھا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: «لإبنته النصف ولإبنة الإبن السدس تكملة للثلثين وَمَا بَقِيَ فللاخت الشقيقة» (رواه البخاری، والترمذی، وابن ماجة)

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

⑧ علاتی بہن کی وراثت

علاتی بہن میت کی وہ بہن ہے جس کا باپ اور میت کا باپ ایک ہی ہو، اور دونوں کی ماں الگ الگ ہوں۔

علاتی بہن کی وراثت میں چھ (6) حالتیں ہیں

پہلی حالت: علاتی بہن اپنے بھائی کی جائیداد کا نصف حصہ (½) لے گی۔ جب وہ اکیلی ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ، دادا، عینی بھائی، عینی بہن اور علاتی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اس نے اپنی بیوی، علاتی بہن اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل بیوی (¼) لے گی، علاتی بہن (½) اور باقی جائیداد چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (4) ہے بیوی کو (1) ملا، علاتی بہن کو (2) اور باقی (1) چچا لے گا۔

		4
¼	بیوی	1
½	علاتی بہن	2
ع	چچا	1

دوسری حالت: علاتی بہن جائیداد کا دوتہائی حصہ (⅔) لے گی۔ جب وہ ایک سے زیادہ ہوں۔ اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ، دادا، عینی بھائی، عینی بہن اور علاتی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اور اپنی بیوی، دو علاتی بہنیں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل بیوی (1/4) لے گی، دو علاتی بہنیں (2/3) اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا اصل مسئلہ (12) ہے، بیوی کو (3) ملے گا دو علاتی بہنوں کو (8) ہر ایک کو (4) اور باقی (1) چچا لے گا۔

		12
1/4	بیوی	3
2/3	2 علاتی بہن	8
ع	چچا	1

تیسری حالت: علاتی بہن چاہے ایک ہو یا زیادہ اسے میت کی عینی بہن کی موجودگی میں ترکہ کا چھٹا حصہ (1/6) «تکملة للثلثين» ملے گا۔ جب میت کی اولاد، باپ، دادا، عینی بھائی اور علاتی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، عینی بہن، علاتی بہن اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل بیوی کو (1/4) ملے گا۔ عینی بہن کو (1/2)، علاتی بہن کو (1/6) «تکملة للثلثين» اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (3) ملے، عینی بہن کو (6) علاتی بہن کو (2) باقی (1) چچا لے گا۔

		12
1/4	بیوی	3
1/2	عینی بہن	6
1/6	علاتی بہن	2
ع	چچا	1

چوتھی حالت: علاتی بہن چاہے ایک ہو یا زیادہ میت کی بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں بطور العصبة مع الغير وارث بنتی ہے۔ جب میت کا بیٹا، پوتا، باپ، دادا، عینی بھائی، عینی بہن اور علاتی بھائی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، بیٹی، پوتی اور علاتی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل بیوی کو (⅛)، بیٹی کو (½)، پوتی کو (⅙) ملے گا «تکملة للثلثين» اور علاتی بہن بطور العصبة مع الغیر وارث ہے۔ اصل مسئلہ (24) ہے۔ بیوی (3) بیٹی (12) پوتی (4) لے گی اور باقی (5) علاتی بہن بطور عصبہ لے گی۔

		24
⅛	بیوی	3
½	بیٹی	12
⅙	پوتی	4
ع	علاتی بہن	5

نوٹ: علاتی بہن جب العصبة مع الغیر وارث بنتی ہے تو علاتی بھائی کے درجہ میں ہو جاتی ہے اور جن وارثوں کو بھائی محروم کرتا ہے یہ بھی انہیں وراثت سے محروم کر دیتی ہے۔

پانچویں حالت: علاتی بہن، علاتی بھائی کی موجودگی میں بطور العصبة بالغیر وارث بنتی ہے۔ جب ان کے ہمراہ میت کا بیٹا، پوتا، باپ اور عینی بھائی موجود نہ ہوں۔ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کی رو سے علاتی بھائی، علاتی بہن سے دوگنا لے گا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، بیٹی، علاتی بھائی اور علاتی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل بیوی کو (⅛) بیٹی کو (½) ملیں گے اور باقی علاتی بھائی اور علاتی بہن بطور عصبہ لیں گے۔ اصل مسئلہ (8) ہے بیوی کو (1) ملا۔ بیٹی کو (4) اور باقی (3) علاتی بھائی بہن لیں گے۔ ان میں سے علاتی بھائی (2) لے گا اور علاتی بہن (1) لے گی۔

		8	8
⅛	بیوی	1	1
½	بیٹی	4	4
ع	علاتی بھائی	3	2
ع	علاتی بہن		1

چھٹی حالت: علاتی بہن مندرجہ ذیل وارثوں کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہوگی۔

① بیٹا، ② پوتا، ③ باپ، ④ عینی بھائی، ⑤ عینی بہن جب وہ بطور العصبة مع الغیر وارث بنے، (6) دو یا دو سے زیادہ عینی بہنوں کی موجودگی میں جب وہ

(2/3) دوتہائی کی وارث ہوں۔اور علاتی بہن کے ہمراہ علاتی بھائی موجود نہ ہو۔اگر بھائی موجود ہوتو دونوں بطور عصبہ باقی ترکہ کے مستحق ہونگے۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہوگیا۔اپنا بیٹا یا پوتا اور علاتی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل: ساری جائیداد بیٹا لے گا یا پوتا لے گا۔علاتی بہن وراثت سے محروم رہے گی۔

مثال ②: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی ماں، عینی بھائی اور علاتی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل ماں (1/6) لے گی باقی عینی بھائی بطور عصبہ لے گا۔ علاتی بہن عینی بھائی کی وجہ سے محروم ہوگئی۔ اصل مسئلہ (6) ماں کو (1) ملا۔ باقی (5) عینی بھائی کو ملے اور علاتی بہن وراثت سے محروم ہے۔

		6
1/6	ماں	1
ع	عینی بھائی	5
م	علاتی بہن	X

مثال ③: ایک عورت فوت ہوگئی۔اپنا باپ اور علاتی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل: ساری جائیداد باپ لے گا۔علاتی بہن باپ کی موجودگی کی وجہ سے وراثت سے محروم ہے۔

مثال ④: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی بیوی، بیٹی، عینی بہن اور علاتی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل، اصل مسئلہ (8) ہے بیوی کو (1/8)، (1) حصہ ملے۔ بیٹی کو (1/2)، (4) ملے عینی بہن کو بطور العصبة مع الغیر باقی (3) ملے۔علاتی بہن وراثت سے محروم ہے۔

		8
1/8	بیوی	1
1/2	بیٹی	4
ع	عینی بہن	3
م	علاتی بہن	X

مثال ⑤: ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے اپنی بیوی، دو عینی بہنیں، علاتی بہن اور چچا کو

زندہ چھوڑا۔

حل، بیوی کو (1/4) ملے گا۔ دو عینی بہنوں کو (2/3) ملیں گے ان کے درمیان ثلثین پورے ہو گئے۔ اس لیے علاتی بہن وراثت سے محروم ہو گئی۔ اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (3) ملے۔ دو عینی بہنوں کو (8) ہر ایک کو (4) ملے۔ علاتی بہن محروم ہے اور باقی (1) چچا لے گا۔

		12
1/4	بیوی	3
2/3	دو عینی بہنیں	8
م	علاتی بہن	X
ع	چچا	1

علاتی بہن کی وراثت کی دلیلیں

علاتی بہن کو جملہ حالتوں کی دلیلیں وہی ہیں جو عینی بہن کے باب میں مذکورہ ہیں کیونکہ سورہ النساء کی آیت ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِاِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَ اِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِمِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ O﴾ میں لفظ ''الاخت'' سے مراد عینی بہن ہے اور اس کی عدم موجودگی میں علاتی بہن کو بھی شامل ہے۔

اس طرح العصبة مع الغیر کی دلیل حدیث ھزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ ہے جو پوتی کے باب میں مذکور ہے جس میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بہن کو بیٹی کی موجودگی میں بطور عصبہ وارث بنایا ہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

مشقی سوال

درج ذیل سوالوں کو حل کریں۔ اصل مسئلہ معلوم کریں، ہر وارث کو اصل مسئلہ سے اس کا حصہ دیں۔ اگر کوئی وارث، وراثت سے محروم ہے تو اس کی وجہ بیان کریں۔ ایک شخص فوت ہوگیا اور درج ذیل وارثوں کو زندہ چھوڑا۔

① خاوند، ماں، بیٹی، پوتی۔

② ماں، باپ، عینی بھائی۔

③ خاوند، ماں، باپ اور بیٹا۔

④ بیوی، ماں اور دو عینی بھائی۔

⑤ بیوی، ماں، باپ اور علاتی بھائی۔

⑥ خاوند، ماں، باپ اور دو عینی بہنیں۔

⑦ خاوند، ماں، بیٹی اور چچا۔

⑧ بیوی، ماں، بیٹی اور بیٹا۔

⑨ بیوی، ماں، عینی بھائی اور عینی بہن۔

⑩ خاوند، دو عینی بہنیں، علاتی بہن اور چچا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

⑨ اخیافی بھائی اور بہن کی وراثت

تعریف: اخیافی بھائی اور بہن میت کے وہ بھائی بہن ہیں جن کی ماں تو ایک ہو لیکن باپ جدا جدا ہوں۔

اخیافی بھائی اور بہن کی وراثت میں تین حالتیں ہیں

پہلی حالت: اخیافی بھائی اور بہن کو جائیداد کا چھٹا حصہ (1/6) ملے گا جب وہ اکیلا یا اکیلی ہو اور میت کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) باپ اور دادا موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، اخیافی بھائی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل بیوی کو (1/4) اور اخیافی بھائی کو (1/6) ملے گا۔ اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (12) بیوی کو (3) اور اخیافی بھائی کو (2) ملے اور باقی (7) چچا بطور عصبہ لے گا۔

12		
3	بیوی	1/4
2	اخیافی بھائی	1/6
7	چچا	ع

نوٹ: مذکورہ مثال میں اگر اخیافی بھائی کی جگہ اخیافی بہن ہو تو اسے بھی (1/6) ہی ملے گا۔

دوسری حالت: اخیافی بھائی اور بہن کو جائیداد کا ایک تہائی حصہ (1/3) ملتا ہے۔ اگر وہ ایک سے زیادہ ہوں۔ چاہے وہ سب بھائی ہوں یا سب بہنیں ہوں یا مختلط ہوں۔ جب میت کی کوئی اولاد، باپ اور دادا موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اپنی بیوی، ماں، دو اخیافی بہنیں اور چچا زندہ چھوڑا۔

حل بیوی کو (1/4)، ماں کو (1/6) اور دو اخیافی بہنوں کو (1/3) ملے گا۔ اور چچا بطور عصبہ وارث ہے۔ اصل مسئلہ (12) ہے۔ بیوی کو (3)، ماں کو (2) اور دو اخیافی بہنوں کو (4) ملے ہر ایک کو (2) اور باقی (3) چچا لے گا۔

		12
1/4	بیوی	3
1/6	ماں	2
1/3	2اخیافی بہنیں	4
ع	چچا	3

نوٹ ①: مذکورہ مثال میں دو بہنوں کی بجائے ایک اخیافی بہن اور ایک اخیافی بھائی ہو تو وہ بھی (1/3) میں برابر شریک گئے۔ اور ہر ایک کو (2،2) حصے ملے گے۔

نوٹ ②: اخیافی بھائی اور بہن کبھی بھی بطور عصبہ وارث نہیں ہوتے اور نہ ہی اخیافی بھائی اپنی بہن سے دوگنا حصہ لیتا ہے۔

تیسری حالت: اخیافی بھائی اور بہن میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی) باپ اور دادا کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہوتے ہیں۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اپنی بیوی، بیٹا اور دو اخیافی بھائی زندہ چھوڑے۔

حل بیوی کو (1/8) ملے گا۔ باقی بیٹا بطور عصبہ لے گا۔ اور دونوں اخیافی بھائی وراثت سے محروم ہیں۔ اصل مسئلہ (8) ہے بیوی کو (1) ملا اور باقی (7) بیٹا لے گا۔ دونوں اخیافی بھائی محروم ہیں۔

		8
1/8	بیوی	1
ع	بیٹا	7
م	2اخیافی بھائی	X

نوٹ: بیٹے کی جگہ اگر باپ یا دادا ہوں تو پھر بھی دونوں بھائی وراثت سے محروم ہونگے لیکن بیوی کو (1/4) ملے گا۔

مثال ②: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اپنی بیوی، بیٹی، دو اخیافی بہنیں اور چچا زندہ چھوڑا۔

حل بیوی کو (1/8) ملے گا۔ بیٹی کو (1/2) دونوں بہنیں، بیٹی کی وجہ سے محروم ہیں اور باقی چچا بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (8) ہے۔ بیوی کو (1) ملا، بیٹی کو (4) ملے اور باقی (3) چچا لے گا۔ دونوں اخیافی بہنیں وراثت سے محروم ہیں۔

		8
1/8	بیوی	1
1/2	بیٹی	4
م	2اخیافی بہنیں	X
ع	چچا	3

اخیافی بھائی، بہن کی وراثت کی دلیلیں

قَوْلُهُ تَعَالَى فِي سُورَةِ النِّسَاءِ: ﴿إِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ﴾ (سورة النساء : ١٢/٤)

مفسرین کے درمیان

لفظ ''کَلَالَةٌ'' کے معنی میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک کلالہ اسے کہتے ہیں ''مَنْ لَا وَلَدَ لَهُ وَلَا وَالِدٌ'' یعنی جس کے وارثوں میں کوئی اولاد اور باپ موجود نہ ہو۔ یہ سیدنا ابوبکر، زید بن ثابت، ابن مسعود رضی اللہ عنہم کی رائے ہے اور یہی راجح ہے کیونکہ سیدنا البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ «قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَارَسُولَ اللّٰهِ : يَسْتَفْتُونَكَ فِي الْكَلَالَةِ فَمَا الْكَلَالَةُ؟ قَالَ: تَجْزِئُكَ آيَةُ الصيف» (رواہ ابوداود)۔

مذکورہ آیت ہی آیۃ الصیف ہے کیونکہ یہ ایام صیف میں نازل ہوئی تھی۔ اس میں اخیافی بھائی اور بہن کی میراث بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ بطور عصبہ بھی وارث نہیں ہوتے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

المسئلة المشتركة

میراث کے مسائل میں کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ اصحاب الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد عصبہ کے لیے کوئی جائیداد باقی نہیں بچتی حالانکہ وہ بعض دیگر وارثوں کی نسبت میت سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس طرح کا ایک مسئلہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیش آیا۔ جب ایک عورت فوت ہوگی، اپنا خاوند، ماں دواخیافی بھائی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خاوند کو (½) دیا، ماں کو (⅙)، دواخیافی بھائیوں کو (⅓) دیا اور عینی بھائی کو عصبہ قرار دیا۔ اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (3) ملے، ماں کو (1) اور اخیافی بھائیوں کو (2) اس طرح عینی بھائی کے لیے کچھ باقی نہیں بچا جسے وہ بطور عصبہ لیتا۔ حالانکہ وہ اخیافی بھائیوں کی نسبت میت سے زیادہ قریب ہے۔ پھر ایک سال بعد اسی طرح کا ایک اور مسئلہ درپیش آیا۔ جس میں عینی بھائی نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ میرے اخیافی بھائیوں کی ماں اور میری ماں ایک ہی تو ہے لہذا اس ناطے مجھے بھی کچھ نہ کچھ ملنا چاہے اور مزید وضاحت کی۔ «يَا أَمِيرَ الْمُؤمِنِينَ هَبْ أَنَّ أَبَانَا حَجَرًا مُلْقًى فِي الْيَمِّ. أَلَسْنَا أَوْلَادَ أُمٍّ وَاحِدَةٍ - وفي رواية - هَبْ أَنَّ أَبَانَا حِمَارًا» ”یعنی امیر المومنین آپ تصور کر لیں کہ ہمارا باپ پتھر تھا جس کو سمندر میں پھینک دیا گیا ہو لیکن ہماری ماں تو ایک ہی ہے۔ دوسری روایت میں آپ تصور کریں ہمارا باپ گدھا تھا۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے قول کو درست خیال کیا۔ چنانچہ انہوں نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے مشورہ کرنے کے بعد اس مسئلہ کا حل یوں فرمایا کہ عینی بھائی اور اخیافی بھائی سارے کے سارے (1/3) میں برابر کے شریک ہوں گے۔ یعنی عینی بھائی بطور اخیافی بھائی شریک ہوا۔

حل

اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (3) ملے، ماں کو (1) ملا، دو اخیافی بھائیوں اور عینی بھائی کو (2) ملے۔

		6
1/2	خاوند	3
1/6	ماں	1
1/3	2اخیافی بھائی	2
	عینی بھائی	

امام مالک اور امام شافعی رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عینی بھائی چونکہ العصبة بالنفس ہے اس کے لیے اگر کچھ نہیں بچا تو وہ محروم ہوگا۔

نوٹ: اگر عینی بھائی کے ہمراہ عینی بہن بھی موجود ہو تو وہ بھی عینی اور اخیافی بھائیوں کے ساتھ برابر کی حصہ دار ہوگی۔ اس طرح اخیافی بہن بھی جملہ بھائیوں کے ساتھ برابر کی حصہ دار ہوگی۔

شروط المسئلة المشتركة

مسئلہ مشترکہ میں مندرجہ ذیل شروط کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے ایک شرط بھی کم ہوئی تو وہ مسئلہ مشترکہ نہیں ہوگا۔

① مسئلہ میں خاوند کا ہونا ضروری ہے اگر اس کی جگہ بیوی ہو تو پھر مسئلہ مشترکہ نہیں ہوگا۔

② اخیافی بھائیوں اور بہنوں کی تعداد کم از کم دو ہو۔ اگر دو سے کم ہوئے تو مسئلہ مشترکہ

نہیں ہوگا۔

③ مسئلہ میں عینی بھائی کا ہونا ضروری ہے۔ اگر اس کی بجائے میت کا علاتی بھائی ہو تو مسئلہ مشترکہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کی مائیں الگ ہیں۔ علاتی بھائی محروم ہوگا۔

④ اگر عینی بھائی کی بجائے مسئلہ میں عینی بہن ہو تو مسئلہ مشترکہ نہیں ہوگا کیونکہ ایسی صورت میں عینی بہن جائیداد میں (½) کی وارث ہوگی۔ اور مسئلہ میں عول واقع ہوگا۔

اس مسئلہ کو مسئلہ مشترکہ کے علاوہ ''مسئلہ حماریہ، مسئلہ حجریہ اور مسئلہ یمّیہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

⑩ دادی اور نانی کی وراثت

دادی سے مراد باپ کی ماں اور باپ کی ماں کی ماں یعنی دادی پڑدادی وغیرہ ہیں۔

اور نانی سے مراد ماں کی ماں اور ماں کی ماں کی ماں یعنی نانی اور پڑنانی وغیرہ ہیں۔

دادا کی ماں کی وراثت کے بارہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی ماں وارث ہے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ وارث نہیں ہے کیونکہ اس کی وراثت کے بارہ میں کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔

دادی اور نانی کی وراثت میں دو حالتیں ہیں

پہلی حالت: دادی اور نانی کو جائیداد کا چھٹا حصہ (1/6) ملتا ہے چاہے دادی یا نانی اکیلی ہو چاہے دونوں اکٹھی مسئلہ میں موجود ہوں، اگر وہ دونوں ایک ہی درجہ میں ہوں تو (1/6) ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ جب میت کی ماں موجود نہ ہو۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی بیوی، دادی یا نانی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل

بیوی کو (1/4)، دادی/نانی کو (1/6) ملے گا۔ اور چچا بطور عصبہ وارث ہے۔ اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (3) ملے دادی/نانی کو (2) اور باقی (7) چچا بطور عصبہ لے گا۔

		12
1/4	بیوی	3
1/6	دادی / نانی	2
ع	چچا	7

مثال ②: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی بیوی، دادی، نانی اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل

بیوی کو (¼) ملا، دادی اور نانی دونوں کو (⅙) ملا، اور چچا عاصب ہے۔ اس کا اصل مسئلہ (12) ہے بیوی کو (4) ملے دادی اور نانی کو (2) ہر ایک کو (1) ملا، اور باقی (7) چچا بطور عصبہ لے گا۔

		12	12
¼	بیوی	3	3
⅙	دادی	2	1
	نانی		1
ع	چچا	7	7

دوسری حالت: دادی اور نانی مندرجہ ذیل وارثوں کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہوتی ہیں۔

(i) ماں: میت کی ماں کی موجودگی میں دادی اور نانی دونوں وراثت سے محروم ہوں گی۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اس نے اپنی ماں، دادی، نانی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل ماں کو (⅓) ملا، دادی اور نانی وراثت سے محروم اور بھائی عصبہ ہے۔ اصل مسئلہ (3) ہے۔ ماں کو (1) ملا اور باقی (2) بھائی بطور عصبہ لے گا۔

		3
⅓	ماں	1
م	دادی	X
م	نانی	X
ع	بھائی	2

(ii) باپ: میت کے باپ کی موجودگی سے صرف دادی وراثت سے محروم ہوگی لیکن نانی (⅙) کی حقدار ہے۔ لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک باپ دادی کو محروم نہیں کرتا،

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اور اپنا باپ، دادی اور نانی کو زندہ چھوڑا۔

حل: اس مثال میں نانی کو (⅙) ملے گا اور باقی جائیداد باپ بطور عصبہ لے گا۔ دادی باپ کی وجہ سے محروم ہوگئی۔

(iii) قریب والی دادی (ام الاب) بعید والی پڑدادی (ام ام الاب) اور پڑنانی (ام

ام الام) کو وراثت سے محروم کر دے گی۔ اسی طرح قریب والی نانی (ام الام) دور والی پڑنانی اور پڑدادی کو وراثت سے محروم کر دے گی۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قریب والی نانی دور والی سب دادیوں اور نانیوں کو وراثت محروم کر دیتی ہے۔ جبکہ قریب والی دادی صرف دور والی دادیوں کو وراثت سے محروم کرتی ہے لیکن دور والی نانیاں قریب والی دادی کے ہمراہ چھٹے حصہ (1/6) میں برابر کی شریک ہوں گی۔

دادی اور نانی کی وراثت کی دلیل

① «عَنْ بَرِيدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدس إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنها أم» (رواه ابوداود)

② رواه قبيصة بن ذؤيب قَالَ: جَاءَ ت الجدة (أم الام) إلى أبى بكر رضى الله عنه فقالت إِنَّ ابن إبنتى مَاتَ وَقد أخبرتُ أن لى فى كتاب الله حَقًّا، فَقال أبوبكر مَا أَجِدُ لكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مِنْ حَقٍّ وَمَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى لَكِ شَيْئًا فَارْجِعِي حَتّٰى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنِ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُول اللّٰهِ صَلى اللّٰه عليه وسلم أَعْطَاهَا السدسَ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ، فَقَامَ مُحَمَّد بن مسلمة الانصارى فقال مثل ما قال المغيرة فأنفذ لها أبوبكر ـ وفى رواية ثم جاء ت أم الاب إليه طلبت ميراثها، فقال أن ذلك السدس بينكما هو لمن أنفرد منكما» (رواه أبوداود، موطا، ابن ماجة، والترمذى وقال حديث حسن صحيح)

③ «عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰه

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَّثَ جَدَّةً سُدُسًا» (رواہ ابن ماجة)

مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دادی اور نانی کی میراث چھٹا حصہ (1/6) ہی ہے۔ وہ ایک ہو یا ایک زیادہ۔ اگر زیادہ ہوں تو چھٹا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

⑪ دادا کی وراثت

دادا سے مراد میت کے باپ کا باپ اور باپ کے باپ کا باپ ہے۔ اگر میت اور دادا کے درمیان کسی عورت کا واسطہ آ جائے (اب ام الاب) اور (اب الام) یعنی نانا، پڑنانا وغیرہ تو ان کو فاسد دادا کہتے ہیں۔ وہ صاحب فرض نہیں ہوتا کیونکہ وہ ذووالارحام میں سے ہے۔

دادا کی میراث میں پانچ حالتیں ہیں

پہلی حالت: دادا بطور عصبہ وارث ہوتا ہے جب میت کا باپ، بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی موجود نہ ہوں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے اپنی بیوی اور دادا کو زندہ چھوڑا۔

حل بیوی کو (1/4) ملا۔ اور باقی دادا بطور عصبہ لے گا۔

اصل مسئلہ (4) ہے۔ بیوی کو (1) ملا، اور باقی (3) دادا لے گا۔

		4
1/4	بیوی	1
ع	دادا	3

دوسری حالت: دادا کو جائیداد کا چھٹا حصہ (1/6) ملتا ہے جب میت کا باپ موجود نہ ہو لیکن میت کا بیٹا، پوتا موجود ہو۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، دادا اور بیٹا کو زندہ چھوڑا۔

حل

خاوند کو (1/4) ملے۔ دادا کو (1/6) اور بیٹا عاصب ہے۔
اصل مسئلہ (12) ہے خاوند کو (3) اور دادا کو (2) ملے
اور باقی (7) بیٹا بطور عصبہ لے گا۔

		12
1/4	خاوند	3
1/6	دادا	2
ع	بیٹا	7

تیسری حالت: دادا بطور صاحب فرض اور بطور عصبہ دونوں حیثیتوں سے وارث ہوتا ہے۔ یعنی پہلے چھٹا حصہ (1/6) فرضاً لیتا ہے اور پھر باقی بطور عصبہ لیتا ہے۔ جب میت کی بیٹی، پوتی موجود ہو لیکن میت کا باپ، بیٹا اور پوتا موجود نہ ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، بیٹی اور دادا کو زندہ چھوڑا۔

حل، بیوی (1/8) لے گی۔ بیٹی (1/2) اور دادا پہلے (1/6) اپنا حصہ لے گا پھر باقی بطور عصبہ لے گا۔ اصل مسئلہ (24) ہے بیوی کو (3) بیٹی (12) دادا نے پہلے (4) اپنا حصہ لیا پھر باقی (5) حصے بطور عصبہ لیے کل (9) لیے۔

		24
1/8	بیوی	3
1/2	بیٹی	12
1/6+ ع	دادا	5+4

چوتھی حالت: اگر میت کا باپ موجود ہو تو دادا وراثت سے محروم ہو گا۔ اس طرح قریب والے دادا (باپ کا باپ) کی موجودگی میں دور والا دادا (باپ کے باپ کا باپ) وراثت سے محروم ہو گا۔ یعنی دادا کی موجودگی میں پڑدادا محروم ہو گا کیونکہ قاعدہ معروف ہے «مَنْ أدلى إِلَى الْمَيِّتِ بِوَاسَطَةٍ لَا يَرِثُ مَعَ وَجُودِ ذٰلِكَ الْوَاسِطَةِ»۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی ماں، باپ اور دادا زندہ چھوڑا۔

حل ماں (⅓) لے گی اور باقی باپ بطور عصبہ لے گا۔ اور دادا باپ کی موجودگی کی وجہ سے وراثت سے محروم ہے۔ اصل مسئلہ (3) ہے ماں کو (1) ملا، اور باقی (3) باپ کو ملے اور دادا محروم ہے۔

		3
⅓	ماں	1
ع	باپ	2
م	دادا	X

دادا کی وراثت کی چار حالتوں کی دلیل

قرآن کریم میں بہت سی آیات میں دادا کو باپ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مثلاً ﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ اس میں کوئی شک نہیں کہ آدم علیہ السلام ہم میں سے کسی کے بھی حقیقی باپ نہیں ہیں بلکہ وہ ہم سب کے جداعلی ہیں۔ اسی طرح سیدنا یوسف علیہ السلام کا کہنا ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ﴾ انہوں نے سیدنا ابراہیم اور سیدنا اسحٰق علیہما السلام کو باپ کہا ہے حالانکہ وہ دادا اور پڑدادا ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دادا کی وراثت باپ کی عدم موجودگی میں حقیقی باپ والی ہی ہے۔ چنانچہ دادا کی وراثت کی دلیلیں وہی ہیں جو باپ کی وراثت کے باب میں گزر چکی ہیں۔ علاوہ ازیں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ «قَالَ : أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنَّ ابن ابنى مَاتَ فَمَالِي مِنْ مِيرَاثِهِ؟ قَالَ لَكَ السُّدُسُ» (رواه احمد وابوداود)

پانچویں حالت: دادا اور بھائیوں کی میراث

اس مسئلہ میں سب فقہاء کا اتفاق ہے کہ اخیافی بھائی اور اخیافی بہن دادا کی موجودگی میں وراثت سے محروم ہوتے ہیں۔ کیونکہ اخیافی بھائی اور بہن صرف کَلَالَة کے وارث بنتے ہیں اور کَلَالَة کے معنی ہیں «مَنْ لَمْ يَتْرك وَالِدًا وَلَا وَلَدًا» چونکہ باپ کی عدم موجودگی میں دادا اس کے قائم مقام ہوتا ہے۔ اس لیے دادا کی موجودگی میں اخیافی بھائی

بہن وراثت سے محروم ہونگے۔

لیکن عینی اور علاتی بھائی بہنوں کی وراثت کے بارے میں جب دادا موجود ہو فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا سب بھائی بہنوں یعنی عینی، علاتی اخیافی کو وراثت سے محروم کر دیتا ہے اور یہی مذہب سیدنا ابوبکر، عبداللہ بن عباس، ابی بن کعب معاذ بن جبل وغیرہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں عینی اور علاتی بھائی بہن وارث ہونگے اور دادا اور ان کو محروم نہیں کرتا اور یہی مذہب سیدنا علی، زید بن ثابت، عبداللہ بن مسعود دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے نیز امام ابوحنیفہ کے تلامیذ ابویوسف اور محمد بن الحسن کا بھی یہی قول ہے۔ اور یہی مذہب ادلہ کے لحاظ سے راجح معلوم ہوتا ہے۔

عینی، علاتی بھائی بہنوں کی موجودگی میں دادا کی وراثت کی تین حالتیں ہیں

پہلی حالت: اگر دادا کے ہمراہ صرف عینی بھائی اور عینی بہن یا صرف علاتی بھائی اور علاتی بہن ہوں اور مسئلہ میں ان کے ساتھ صاحب فرض (خاوند، بیوی، بیٹی، پوتی، یا ماں) میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو دادا کو اس صورت میں کل جائیداد کا ایک تہائی (1/3) یا مقاسمۃ میں سے جو بہتر ہوگا وہ دیا جائے گا۔

مقاسمۃ کی تعریف: مقاسمۃ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی [آپس میں تقسیم کرنا ہے] لیکن علم الفرائض کی اصطلاح میں ”دادا کو عینی بھائی اور علاتی بھائی تصور کیا جائے گا۔ اور ان کے ہمراہ بطور عصبہ وارث ہوگا۔ عینی اور علاتی بہن سے دوگنا لے گا۔

نوٹ①: اگر دادا کے ہمراہ دو بھائی یا چار بہنیں ہوں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں تو

دادا کے لیے (⅓) اور مقاسمہ دونوں برابر ہونگے۔

② اگر دادا کے ہمراہ ایک عینی بھائی یا دو عینی بہنیں یا ایک علاتی بھائی یا دو علاتی بہنیں ہوں تو دادا کے لیے مقاسمہ بہتر ہوگا۔

③ اگر دادا کے ہمراہ تین عینی بھائی یا چھ عینی بہنیں یا اس سے زیادہ ہوں تو دادا کے لیے جائیداد کا (⅓) بہتر ہوگا۔

مثال①: دادا کے لیے مقاسمہ اور (⅓) دونوں برابر ہیں ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنا دادا دو عینی بھائی یا دو علاتی بھائی زندہ چھوڑے۔

حل

		3
⅓	دادا	1
ع	2 عینی بھائی	2

		3
مقاسمہ	دادا	1
	2 عینی بھائی	2

دادا کے لیے مقاسمہ اور (⅓) دونوں برابر ہیں۔ اصل مسئلہ (③) ہے دادا کو دونوں حالتوں میں (①) ملتا ہے۔

مثال②: دادا کے لیے مقاسمہ بہتر ہے۔ ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنا دادا اور ایک عینی بھائی زندہ چھوڑا یا دادا اور دو عینی بہنیں زندہ چھوڑیں۔

حل

		3
⅓	دادا	1
ع	1 عینی بھائی	2

		2
مقاسمہ	دادا	1
	1 عینی بھائی	1

اگر دادا کو (⅓) دیں تو بھائی کو دادا سے دوگنا ملتا ہے۔ اس لیے دادا کے لیے مقاسمہ

بہتر ہے جس میں دادا کو آدھی جائیداد ملتی ہے۔

مثال ④: دادا کے لیے جائیداد کا (⅓) بہتر ہے۔ ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنا دادا اور تین عینی یا علاتی بھائی زندہ چھوڑے۔

حل

		3
⅓	دادا	1
ع	3 عینی بھائی	2

		4
مقاسمہ	دادا	1
	3 عینی بھائی	3

اگر دادا کو جائیداد کا (⅓) دیں تو دادا کو تین عینی بھائیوں کی نسبت زیادہ ملتا ہے اور مقاسمہ کی صورت میں دادا کو (¼) ملتا ہے۔ چنانچہ (⅓) دادا کے لیے بہتر ہے۔

دوسری حالت: اگر دادا کے ہمراہ عینی بھائی بہن اور علاتی بھائی بہن دونوں موجود ہوں تو عینی اور علاتی بھائی ایک گروپ بنا کر دادا کو جائیداد کا (⅓) حصہ لینے پر مجبور کر دیتے ہیں اور جب دادا اپنا حصہ لے لیتا ہے تو عینی بھائی اپنے علاتی بھائی کو وراثت سے محروم کر دیتا ہے اور باقی جائیداد یعنی (⅔) وہ اکیلا ہی لے لیتا ہے۔ جب مسئلہ میں ان کے ساتھ کوئی صاحب فرض (خاوند، بیوی، بیٹی، پوتی، ماں) موجود نہ ہو۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اپنا دادا، عینی بھائی اور دو علاتی بھائی زندہ چھوڑے۔

		3
⅓	دادا	1
ع	عینی بھائی	2
م	2 علاتی بھائی	x

حل اس مثال میں عینی اور علاتی بھائیوں نے گروپ کر بنا دادا کو (⅓) لینے پر مجبور کر دیا کیونکہ مقاسمہ کی نسبت (⅓) دادا کے لیے بہتر ہے۔ اصل مسئلہ (3) ہے دادا کو (1) ملا، اور باقی (2) تین بھائیوں کو ملے لیکن بعد میں عینی بھائی، علاتی بھائیوں کو محروم کر کے خود (2) لے لیتا ہے۔

نوٹ: اگر دادا کے ہمراہ عینی بھائی کی بجائے ایک عینی بہن اور علاتی بھائی ہوں تو اس صورت میں دادا کو اس کا حصہ دینے کے بعد عینی بہن کو کل جائیداد کا (½) یا (⅔) اگر ایک سے زیادہ ہوں ملے گا۔ اب اگر کچھ باقی بچا تو وہ علاتی بھائی کو مل جائے گا ورنہ علاتی بھائی کو کچھ نہیں ملے گا۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنا دادا، دو عینی بہنیں اور علاتی بھائی زندہ چھوڑا۔

حل، اس مثال میں دادا کے لیے (⅓) اور مقاسمہ دونوں برابر ہیں۔ اصل مسئلہ (6) ہے دادا کو (2) ملے دو عینی بہنوں کو (⅔)، (4) ملے اور علاتی بھائی کے لیے کچھ نہیں بچا۔ اس لیے وہ محروم ہے۔

		6
مقاسمہ	دادا	2
⅔	2 عینی بہنیں	4
ع	علاتی بھائی	X

تیسری حالت: اگر دادا اور بھائیوں کے ہمراہ کوئی صاحب فرض ہو تو دادا کو کل جائیداد کا چھٹا حصہ (⅙) یا مقاسمہ یا ثلث الباقی (صاحب فرض کو اس کا حصہ دینے کے بعد جو بچے گا اس کا ایک تھائی (⅓)) میں سے جو حصہ زیادہ ہوگا وہ دادا لے گا۔ لیکن کسی حالت میں بھی دادا کو (⅙) سے کم نہیں دیا جائے گا۔ اگر کسی مسئلہ میں اصحاب الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد صرف (⅙) ہی بچے تو وہ دادا لے گا اور بھائی محروم ہوں گئے۔ اسی طرح اگر کسی مسئلہ میں باقی (⅙) سے کم ہوں تو دادا کو (⅙) ضرور دیا جائے گا۔ اور بھائی محروم ہونگے اور مسئلہ میں عول واقع ہوگا۔

مثال①: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی ماں، دو بیٹیاں، دادا اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل اصل مسئلہ (6) ہے ماں کو (1/6) (1) ملا دو بیٹیوں کو (2/3)، (4) ملے اور باقی (1/6) (1) بچا وہ دادا لے گا۔ اور بھائی محروم ہوگا۔

		6
1/6	ماں	1
2/3	2بیٹیاں	4
1/6	دادا	1
ع	عینی بھائی	X

مثال ②: ایک عورت فوت ہوگئی اپنا خاوند، دو بیٹیاں، دادا اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل، اصل مسئلہ (12) ہے خاوند کو (1/4)، (3) ملے۔ دو بیٹیوں کو (2/3)، (8) ملے۔ ان کا حصہ دینے کے بعد باقی (1/6) سے کم بچتا ہے۔ چنانچہ دادا کا (1/6) مکمل کیا۔ اصل مسئلہ (12) سے (13) ہوگیا۔ یعنی مسئلہ میں عول واقع ہوگی۔ اور عینی بھائی محروم ہوگیا۔

		13/12
1/4	خاوند	3
2/3	2بیٹیاں	8
1/6	دادا	2
ع	عینی بھائی	X

المسئلة الاکدریة

ایک عورت فوت ہوگئی۔ اپنا خاوند، ماں، دادا اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

حل اگر اس مسئلہ کو اصولی طور پر حل کیا جائے تو اس کا اصل (6) ہے۔ خاوند کو (1/2)، (3) ملے، ماں کو (1/3)، (2) ملے اور باقی چھٹا حصہ (1) بچتا ہے۔ اب اگر دادا کو مقاسمہ یا ثلث الباقی دیں۔ تو دادا کو چھٹے حصہ (1/6) سے کم ملتا ہے۔ اور یہ

		6
1/2	خاوند	3
1/3	ماں	2
1/6	دادا	1
	عینی بہن	

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اصول کے خلاف ہے کہ دادا کو (1/6) سے کم نہیں ملتا

چاہیے۔ اور اگر دادا کو باقی حصہ (⅙)، (1) دیں تو عینی کو کچھ نہیں ملتا یہ بھی ان کے اصول کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ صاحبہ فرض ہے اولاد اور باپ کی عدم موجودگی میں اس کا حصہ (½) بنتا ہے۔ اگر اسے اس کا حصہ (½) دیں تو اسے دادا سے زیادہ ملتا ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ وہ دادا کے ہمراہ بطور عصبہ وارث ہوتی ہے۔

چنانچہ اس مسئلہ کو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس طرح حل کیا۔

حل: اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (½)، (3) ملے، ماں کو (⅓)، (2)، دادا کو (⅙)، (1) اور عینی بہن کو (½)، (3) ملے۔ اس طرح سب حصوں کا مجموعہ (3+2+1+3=9)، (9) ہو گیا اور مسئلہ میں عول واقع ہو گیا۔ اب دادا اور

		6/	9x3=	27
½	خاوند	3	3x3	9
⅓	ماں	2	3x2	6
⅙	دادا	1	3x4	8
½	عینی بہن	3	12=	4

عینی بہن کے حصوں کو اکٹھا کیا (1+3=4) تو ان کا مجموعہ (4) ہے اسے دادا اور عینی بہن کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے تحت تقسیم کیا جو کہ ممکن نہیں کیونکہ ان میں کسر آتی ہے۔ چنانچہ دادا اور عینی بہن کے رؤوس (3) کو عول (9) سے ضرب دیا۔ اور جواب (27=3x9) 27 مسئلہ کی تصحیح ہو گی۔ پھر خاوند، ماں کے حصوں کو بھی (3) سے ضرب دیا۔ نیز دادا اور عینی بہن کے حصوں کے مجموعہ (4) کو بھی (3) سے ضرب دیا تو جواب (3x4 = 12) 12 کو ان کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے تحت تقسیم کیا۔

نتیجہ کے طور پر خاوند کو (9) ماں کو (6) دادا کو (8) اور عینی بہن کو (4) ملے۔

وجہ تسمیہ: اس مسئلہ کو اکدریہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ جو عورت فوت ہو گئی تھی اس کا تعلق اکدر نامی گاؤں سے تھا یا وہ بنی اکدر قبیلہ سے تھی۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ

اس نے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اصولوں کو مکدر کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دادا اور بھائیوں والے مسئلہ میں عول نہیں آتا لیکن اس مسئلہ میں عول واقع ہو گیا ہے۔ یہ بھی ان کا کہنا ہے کہ دادا کے ہمراہ عینی بہن صاحبہ فرض نہیں بنتی بلکہ عصبہ بنتی ہے۔ اس مسئلہ میں عینی بہن کہ قرآنی حصہ (1/2) دینا پڑا۔ ان اسباب کی وجہ سے اس مسئلہ کو اکدریہ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: مسئلہ اکدریہ کے لیے ضروری ہے کہ صرف مندرجہ ذیل وارث ہی ہوں۔ (1) خاوند، (2) ماں، (3) دادا، (4) عینی یا علاتی بہن اگر عینی بہن کی بجائے عینی بھائی ہو تو مسئلہ اکدریہ نہیں ہوگا۔ اور (1/6) دادا لے لیگا۔ اور بھائی محروم ہوگا۔ اسی طرح اگر مسئلہ میں دو بہنیں ہوں تو پھر بھی اکدریہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں ماں کو (1/3) کی بجائے (1/6) ملے گا۔ پھر چھٹا حصہ (1/6) اور مقاسمہ دادا کے لیے برابر ہونگے۔ اور اگر مسئلہ میں بہن اور بھائی دونوں موجود ہوں تو دادا کے لیے چھٹا حصہ (1/6) بہتر ہوگا اور باقی بہن اور بھائی ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے تحت آپس میں تقسیم کریں گے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

مشقی سوال

مندرجہ ذیل سوالوں کو حل کریں۔ اصل مسئلہ معلوم کریں۔ ہر وارث کو اس کا حصہ دیں۔ اگر کوئی وارث محروم ہے تو اس کا سبب بیان کریں۔ ایک شخص فوت ہوگیا اور درج ذیل وارثوں کو زندہ چھوڑا۔

① بیوی، ماں، دو اخیافی بہنیں اور عینی بہن اور چچا۔

② خاوند، ماں، دو اخیافی بہنیں اور عینی بہن۔

③ بیوی، ماں، دادی، نانی، عینی بہن اور چچا۔

④ خاوند، دادی، بیٹی، پوتی اور چچا۔

⑤ بیوی، ماں، دو علاتی بہنیں، اخیافی بھائی اور چچا۔

⑥ بیوی، دو بیٹیاں، پوتی اور پوتا۔

⑦ خاوند، ماں، بیٹی، دو پوتیاں، عینی بھائی۔

⑧ بیوی، نانی، پوتی، عینی بہن اور چچا۔

⑨ خاوند، ماں، باپ اور دو عینی بھائی۔

⑩ ماں، باپ، دادا، بیٹا اور پوتا۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

باب الحجب (حجب کی بحث)

حجب کے لغوی معنی: حجب روکنا اور منع کرنے کے معنی میں آتا ہے، قرآن کریم میں ہے ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾ حجاب (پردہ) اور حاجب (دربان) اس کے ماخوذ ہیں۔

اصطلاحی معنی: میراث میں حجب سے مراد کسی وارث کو دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے کلیۃً محروم کرنا ہے یا کسی وارث کے بڑے حصے میں کمی کرنا ہے مثلاً بیٹے کی موجودگی میں بھائی کلیۃً محروم ہو جاتا ہے اس طرح اولاد کی موجودگی میں ماں ایک تہائی (1/3) کی بجائے چھٹا حصہ (1/6) لیتی ہے۔

حجب کی اقسام: حجب کی دو قسمیں ہیں۔

① حجب حرمان ② حجب نقصان

حجب حرمان کی تعریف: کسی وارث کو دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے جائیداد سے کلیۃً محروم کرنے کو حجب حرمان کہتے ہیں۔ مثلاً: بیٹے کی موجودگی میں پوتا وراثت سے محروم ہو جاتا ہے۔

حجب حرمان کا اطلاق باپ، ماں، خاوند، بیوی، بیٹا، بیٹی۔ یعنی ان چھ افراد کے علاوہ باقی سب وارثوں پر ہوتا ہے۔

حجب حرمان کی بنیاد دو قاعدوں پر ہے

① جس وارث کا تعلق میت کے ساتھ کسی واسطے سے ہو تو اس واسطے کی موجودگی میں

وہ شخص وراثت سے محروم ہوگا۔ مثلاً پوتے کا میت سے تعلق اس کے بیٹے کے واسطہ سے ہے اس لیے پوتا بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتا۔ اسی طرح میت کے ساتھ نانی کا تعلق ماں کے واسطے سے ہے لہذا ماں کی موجودگی میں نانی محروم ہوتی ہے۔

۲ جو وارث رشتہ میں میت سے زیادہ قریب ہوگا وہ وارث ہوگا جو بعید ہوگا وہ وارث نہیں ہوگا «الاقرب فالأقرب» جیسا العصبة بالنفس کی ترتیب میں ذکر ہو چکا ہے۔ یعنی بھائی کی نسبت بیٹا میت سے زیادہ قریب ہے اس لیے بیٹا وارث ہوگا اس کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں ہوگا۔

حجب نقصان کی تعریف

کسی وارث کو دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے اسے اس کے بڑے حصہ سے محروم کر کے چھوٹا حصہ کا حقدار بنانے کی حجب نقصان کہتے ہیں۔ مثلاً خاوند کو میت کی اولاد کی موجودگی میں نصف حصہ (½) کی بجائے چوتھا حصہ (¼) ملتا ہے۔

حجب نقصان سے متأثرہ افراد: حجب نقصان سے خاوند، بیوی، ماں، پوتی اور علاتی بہن یعنی صرف پانچ افراد متاثر ہوتے ہیں۔

۱ خاوند میت کی اولاد کی موجودگی میں (½) حصہ سے محروم ہو کر (¼) کا وارث بنتا ہے۔

۲ بیوی میت کی اولاد کی موجودگی میں (¼) حصہ سے محروم ہو کر (⅛) کی وارث ہوتی ہے۔

۳ ماں اولاد کی موجودگی میں یا میت کے دو بھائیوں یا دو بہنوں کی موجودگی میں (⅓) سے محروم ہو کر (⅙) کی وارث بنتی ہے۔

④ پوتی میت کی ایک بیٹی کی موجودگی میں اپنے بڑے حصہ (½) سے محروم ہو کر (⅙) کی وارث بنتی ہے۔

⑤ علاتی بہن ایک عینی بہن کی موجودگی میں اپنے بڑے حصے (½) سے محروم ہو کر (⅙) کی وارث بنتی ہے۔

⑥ بیٹی، بیٹے کی موجودگی میں اپنے بڑے حصے (½) سے محروم ہو کر، العصبہ بالغیر بن کر کم لیتی ہے۔

نوٹ ①: جو شخص میراث کے مانع کی وجہ سے وراثت کا اہل نہیں ہوتا مثلاً کافر یا میت کا قاتل یہ کسی دوسرے وارث کے لیے حجب حرمان یا حجب نقصان کا سبب نہیں ہوگا۔ خدانخواستہ اگر بیٹا کافر ہے تو اس کی موجودگی میں خاوند اپنا بڑا حصہ (½) لے گا۔ اسی طرح اس کی موجودگی میں پوتا یا بھائی وراثت سے محروم نہیں ہونگے۔

② اگر کوئی وارث کسی دوسرے وارث کی موجودگی کی وجہ سے مجحوب ہے تو وہ دوسرے وارثوں کے لیے حجب نقصان کا سبب بن سکتا ہے مثلاً میت کے دو یا دو سے زیادہ بھائی میت کے باپ کی موجودگی میں وارث نہیں بنتے لیکن ان کی موجودگی ماں کا حصہ کم کر دیتی ہے یعنی وہ (⅓) کی بجائے (⅙) کی حقدار ہوگی۔

⦿⦿⦿⦿⦿⦿⦿

النسب الأربعة (نسبتوں کا بیان)

میراث کے مسائل کو حل کرنے کے لیے چار نسبتوں کا جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ یہ اصل مسئلہ کی تصحیح کے عمل میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ درج ذیل ہیں۔

① التماثل ② التداخل ③ التباین ④ التوافق

① **التماثل**: اگر دو عدد مساوی ہوں تو ان کے درمیان تماثل کی نسبت پائی جاتی ہے۔ مثلاً (2،2)، (3،3) یا (5،5)۔

② **التداخل**: دو عددوں میں سے ایک چھوٹا ہو اور دوسرا بڑا لیکن اس طرح کہ چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کر دے اور باقی کچھ نہ بچے تو ان کے درمیان تداخل کی نسبت پائی جاتی ہے۔ مثلاً (3 اور 6) اس میں (3) اپنے سے بڑے عدد (6) کو پورا پوا تقسیم کر دیتا ہے اس طرح (4 اور 8) اس میں (4) اپنے سے بڑے عدد (8) کو پورا پورا تقسیم کر دیتا ہے۔

③ **التباین**: ایسے دو عدد جن میں چھوٹا عدد بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم نہ کرے۔ اور نہ ہی کوئی تیسرا عدد ان کو پورا پورا تقسیم کرے۔ تو ان کے درمیان تباین کی نسبت پائی جاتی ہے۔ مثلاً (5 اور 7) یا (7 اور 12) وغیرہ وغیرہ۔

④ **التوافق**: دو عدد ایسے ہوں کہ چھوٹا عدد اپنے سے بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم نہ کرے، لیکن کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے۔ مثلاً (8 اور 12) ان

باب التصحیح (مسائل کی تصحیح)

وراثت کے بعض مسائل میں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وارثوں کو جو حصہ اصل مسئلہ سے ملتا ہے وہ ان کے عدد رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا بلکہ ان کے حصوں میں کسر واقع ہوجاتی ہے۔ اس کسر کو رفع کرنے کے لیے ہم اصل مسئلہ کو کسی مناسب عدد سے ضرب دے کر دوسرا نیا اصل مسئلہ دریافت کرتے ہیں جس سے ہر وارث اپنا اپنا حصہ بغیر کسر وصول کرتا ہے۔ اس عملیہ کو تصحیح کہتے ہیں۔

مثال: ایک آدمی اپنی دو بیویوں اور دو عینی بھائیوں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔

حل، اصل مسئلہ (4) ہے دو بیویوں کو (¼)(1) ملا، دو بھائیوں کو باقی (3) ملے۔ بیویوں اور بھائیوں کا حصہ ان کے رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہیں ہو رہا۔ اس لیے ہمیں مسئلہ کے اصل (4) کی تصحیح کی ضرورت ہے۔

		4
¼	2 بیویاں	1
ع	2 عینی بھائی	3

اصل کی تصحیح کرنے کا طریقہ

قاعدہ ①: اگر کسی مسئلہ میں وارثوں کے صرف ایک فریق کا حصہ ان کے رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہ ہوتا ہو، تو ان کے رؤوس اور ان کے حصے کے درمیان چار نسبتوں میں سے ایک نسبت ضرور پائی جائے گی۔

(ا) اگر رؤوس اور ان کے حصہ کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو رؤوس کی تعداد کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر رؤوس

دونوں کو (4) پورا پورا تقسیم کرتا ہے اسی طرح (6 اور 8) ان کو (2) تقسیم کرتا ہے۔
اگر ان دو عددوں کو (2) تقسیم کرے۔ تو کہتے ہیں کہ ان کے درمیان توافق بالنصف ہے۔ اگر دونوں کو (3) تقسیم کرے تو کہتے ہیں کہ ان کے درمیان توافق بالثلث ہے۔ اور اگر (5) تقسیم کرے تو توافق بالخمس کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: التداخل کی نسبت میں جب چھوٹا عدد اپنے سے بڑے عدد کو پورا پورا تقسیم کر دیتا ہے تو اسے بھی توافق میں شمار کرتے ہیں مثلاً (6 اور 12) میں (6) بڑے عدد (12) کو پورا پورا تقسیم کر دیتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان توافق بالسدس ہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

کی تعداد کو ہر وارث کے حصہ میں ضرب دے کر جواب ہر فریق کے سامنے تصحیح کے نیچے تحریر کریں گے۔

مثال: بیوی فوت ہوگئی۔ اپنا خاوند، تین بیٹیاں اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل اصل مسئلہ (12) ہے۔ خاوند کو (¼) (3) ملے۔ 3 بیٹیوں کو (⅔) (8) ملے باقی (1) بھائی کو بطور عصبہ ملا، 3 بیٹیوں کا حصہ (8) ان کے رؤس پر پورا پورا

		3x12	36
¼	خاوند	3x3	9
⅔	3بیٹیاں	3x8	24
ع	عینی بھائی	3x1	3

تقسیم نہیں ہو رہا۔ (3) اور (8) کے درمیان تباین کی نسبت ہے لہذا (3) کو اصل مسئلہ (12) سے ضرب دی (3x12 =36) حاصل ضرب (36) اس مسئلہ کی تصحیح ہے۔ اور پھر (3) کو خاوند، بیٹیوں اور بھائی کے حصوں سے ضرب دیا۔ اس کے نتیجہ میں خاوند کو (9)، 3 بیٹیوں کو (24) ہر ایک کو (8) اور عینی بھائی کو (3) ملے۔

(ب) اگر کسی ایک فریق کے رؤس اور اس کے حصہ کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو رؤس کی تعداد کو ان کے توافق سے تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے جواب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیتے ہیں اور حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر اس وفق سے ہر وارث کے حصہ سے ضرب دیتے ہیں۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، 6 بیٹیاں اور چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل اصل مسئلہ (12) ہے۔ خاوند کو (¼) (3) ملے۔ 6 بیٹیوں کو (⅔)، (8) ملے چچا کو باقی (1) ملا۔ بیٹیوں کے رؤس (6) اور ان کے حصہ (8) کے درمیان

		3x12	36
¼	خاوند	3x3	9
⅔	6بیٹیاں	3x8	24
ع	چچا	3x1	3

توافق بالنصف ہے۔ لہذا (6) کو (2) سے تقسیم کیا۔ (6÷2=3) حاصل تقسیم (3) کو اصل مسئلہ (12) سے ضرب دیا (3x12=36) حاصل ضرب (36) مسئلہ کی تصحیح ہے۔ پھر ہر وارث کے حصوں کو (3) سے ضرب دیا۔ چنانچہ خاوند کو (9) ملے۔ 6 بیٹیوں کو (24) ہر ایک کو (4) ملے اور چچا کو (3) ملے۔

(ج) اگر کسی ایک فریق کے رؤس اور ان کے حصہ کے درمیان تداخل کی نسبت ہو تو اسے حل کرنے کے لیے توافق کی نسبت والا عمل ہی کیا جائے گا۔

مثال: ایک شخص فوت ہو گیا۔ ماں، 8 بیٹیاں اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔

حل، اصل مسئلہ (6) ہے ماں کو (1/6)(1) ملا 8 بیٹیوں کو (2/3)(4) ملے بھائی عصبہ ہے اسے باقی (1) ملا۔ 8 بیٹیوں اور ان کے حصہ (4) کے درمیان توافق بالربع

		2x6	12
1/6	ماں	2x1	2
2/3	8بیٹیاں	2x4	8
ع	بھائی	2x1	2

ہے لہذا بیٹیوں کے رؤس (8) کو (4) سے تقسیم کیا۔ (8÷4=2)) حاصل تقسیم (2) کو اصل مسئلہ (6) سے ضرب دیا۔ (2x6=12) حاصل ضرب (12) مسئلہ کی تصحیح ہے۔ نیز ہر وارث کے حصہ کو بھی (2) سے ضرب دیا۔ چنانچہ ماں کو (2)، 8 بیٹیوں کو (8) ہر ایک کو (1) اور بھائی کو (2) ملے۔

قاعدہ ۲: اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ فریقوں کے حصے ان کے رؤس پر پورے پورے تقسیم نہ ہوتے ہوں تو ان کے اصل مسئلہ کی تصحیح کے لیے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ میراث کی کتابوں میں موجود ہے اور چار نسبتوں کے ذریعے اصل مسئلہ کی تصحیح کی جاتی ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

(ا) جب کسی مسئلہ میں دو یا دو سے زیادہ فریقوں کے رؤس پر ان کے حصے پورے

پورے تقسیم نہ ہوتے ہوں اور سب فریقوں کے رؤوس کے درمیان تماثل کی نسبت ہو۔ تو کسی ایک فریق کے عدد رؤوس کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب اصل مسئلہ کی تصحیح ہوگئی۔ پھر اسی عدد سے ہر فریق کے حصوں سے بھی ضرب دیں گئے۔

مثال: ایک شخص فوت ہوگیا۔ اپنی 3 بیویاں، 3 بیٹیاں اور 3 چچے زندہ چھوڑے۔

		3x24	72
⅛	3 بیویاں	3x3	9
⅔	3 بیٹیاں	3x16	48
ع	3 چچے	3x5	15

حل اصل مسئلہ (24) ہے۔ 3 بیویوں کو (⅛) (3) ملے۔ 3 بیٹیوں کو (⅔) (16) ملے اور 3 چچے عصبہ ہیں انہیں باقی (5) ملے۔ بیٹیوں اور رچچاؤں کے حصے ان کے رؤوس پر پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ بیوی، بیٹیوں اور چچاؤں کے رؤوس کے درمیان تماثل کی نسبت ہے۔ لہذا (3) سے اصل مسئلہ (24) میں ضرب دیں گئے۔ (3x24 = 72) حاصل ضرب (72) مسئلہ کی تصحیح ہے۔ پھر ہر فریق کے حصہ کو بھی (3) سے ضرب دیں گے۔ اس طرح 3 بیویوں کو (9) ملے ہر ایک کو (3)، 3 بیٹیوں کو (48) ملے ہر بیٹی کو (16) اور 3 چچاؤں کو (15) ملے۔ ہر ایک کو (5)۔

(ب) اگر سب فریقوں کے رؤوس کے درمیان تداخل کی نسبت ہو تو سب سے بڑے عدد کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہوگئی نیز اسی عدد سے ہر فریق کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی (4) بیویوں، 3 اخیافی بہنوں اور (12) عینی بھائیوں کو زندہ چھوڑا۔

حل اصل مسئلہ (12) ہے۔ 4 بیویوں کو (3) ملے، 3 اخیافی بہنوں کو (4) ملے اور (12) بھائیوں کو باقی (5) ملے۔ اس مثال میں ہر فریق کے رؤوس پر ان کے حصوں کی

		12x12	144
¼	4 بیویاں	12x3	36
⅓	3 اخیافی بہنیں	12x4	48
ع	12 عینی بھائی	12x5	60

تقسیم میں کسر واقع ہوئی ہے۔ لیکن ان کے رؤوس 4، 3 اور 12 کے درمیان تداخل کی نسبت ہے۔ اس لیے ان میں سے بڑے عدد (12) سے اصل مسئلہ (12) کو ضرب دیں گے (144 = 12x12) حاصل ضرب (144) مسئلہ کی تصحیح ہے اس طرح (4) بیویوں کو (36) ملے ہر بیوی کو (9) 3 اخیافی بہنوں کو (48) ملے ہر بہن کو (16) اور (12) بھائیوں کے (60) ملے ہر بھائی کو (5)۔

(ج) اگر سب فریقوں کے عدد رؤوس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو ایک فریق کے عدد کے وفق کو دوسرے فریق کے کل عدد کے ساتھ ضرب دیں گے۔ پھر اگر حاصل ضرب اور تیسرے فریق کے عدد رؤوس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد رؤوس کے وفق سے ضرب دیں گے اور اگر تباین کی نسبت ہو تو تیسرے فریق کے کل عدد رؤوس کے ساتھ ضرب دیں گے۔ پھر اسی طرح چوتھے اور پانچویں فریق کے رؤوس کے ساتھ عمل دھرائیں گے۔ پھر ان سب کی حاصل ضرب کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔ پھر سب کی حاصل ضرب کو دوبارہ ہر فریق کے حصے کے ساتھ بھی ضرب دیں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اپنی 4 بیویوں، 6 بیٹیوں اور 10 عینی بہنوں کو زندہ چھوڑا۔

1440	60x24		
180	60x3	4 بیویاں	1/8
960	60x16	6 بیٹیاں	2/3
300	60x5	10 عینی بہن	ع

حل اصل مسئلہ (24) ہے۔ 4 بیویوں کو (3) ملے۔ 6 بیٹیوں کو (16) ملے اور 10 عینی بہنوں کو (5) ملے اس مسئلہ میں ہر فریق کے رؤوس پر ان کی حصوں کی تقسیم میں کسر واقع ہوئی ہے اور سب فریقوں کے عدد رؤوس 4، 6، 10 کے درمیان توافق کی نسبت پائی جاتی ہے۔ لہذا (10) اور (6) کے درمیان توافق بالنصف ہے۔ (10) کا وفق (5) ہے۔ اسے (6) سے ضرب دی (5x6 =30) حاصل ضرب (30) ہے، اب (30) اور (4) کے درمیان بھی توافق بالنصف ہے۔ (30) کا وفق (15) ہے اسے (4) سے ضرب دیا (15x4 =60) حاصل ضرب (60) ہے۔ اب (60) کو اصل مسئلہ (24) سے ضرب دیا۔ (60x24 =1440)۔ حاصل ضرب (1440) ہے جو مسئلہ کی تصحیح ہے۔ اب دوبارہ (60) کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دیا۔ اس طرح 4 بیویوں کو (180) ملے ہر بیوی کو (45) ملے۔ 6 بیٹیوں کو (960) ملے ہر بیٹی کو (160) ملے اور (10) عینی بہنوں کو (300) ملے ہر بہن کو (30) ملے۔

(د) اگر سب فریقوں کے عدد رؤوس کے درمیان تباین کی نسبت پائی جاتی ہو تو پہلے فریق کے عدد رؤوس کو دوسرے فریق کے عدد رؤوس سے ضرب دیں گے۔ پھر اس کی حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے عدد رؤوس سے ضرب دیں گے۔ اور اسی طرح اس حاصل ضرب کو چوتھے پھر پانچویں فریق کے عدد رؤوس کے ساتھ عمل دھرائیں گے۔ اور آخری حاصل ضرب کو اصل مسئلہ کے ساتھ ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب اس کی مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی 2 بیویوں، 5 بیٹیوں اور 3 بھائیوں کو زندہ چھوڑا۔

		30x24	720
1/8	2 بیویاں	30x3	90
2/3	5 بیٹیاں	30x16	480
ع	3 بھائی	30x5	150

حل، اصل مسئلہ (24) ہے۔ 2 بیویوں کو (1/8)(3) ملے۔ (5) بیٹیوں کو (2/3) (16) ملے۔ اور باقی 5، 3 بھائیوں کو ملے۔ اس مسئلہ میں سب فریقوں کے عدد رؤوس (2، 5، 3) کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ پہلے (2) کو (5) سے ضرب دیں گے۔ (2x5 =10) حاصل ضرب (10) کو (3) سے ضرب دیں گے (3x10 =30) حاصل ضرب (30) کو اصل مسئلہ (24) سے ضرب دیں گے۔ (24x30 =720) حاصل ضرب (720) اس مسئلہ کی تصحیح ہے پھر ہر فریق کے حصے کو (30) سے ضرب دیں گے۔ اس طرح (2) بیویوں کو (90) ہر بیوی (45) ملے۔ (5) بیٹیوں کو (480) ہر بیٹی کو (96) ملے اور (3) بھائیوں کو (150) ملے ہر بھائی کو (50) ملے۔

دوسرا طریقہ: یہ طریقہ ریاضی جاننے والوں کے لیے بہت آسان ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں ایک سے زیادہ فریقوں کے حصے ان کے عدد رؤوس پر پورے پورے تقسیم نہ ہوتے ہوں۔ اور سب فریقوں کے عدد رؤوس کے درمیان چار نسبتوں میں سے کوئی بھی نسبت پائی جائے۔ تو اس مسئلہ کی تصحیح کرنے کے لیے سب فریقوں کے عدد رؤوس کا ذو اضعاف اقل معلوم کریں گے پھر اس سے اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہو گئی۔ پھر ذو اضعاف اقل سے ہر فریق کے حصہ سے ضرب دیں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی 4 بیویاں، 18 بیٹیاں اور 8 چچے زندہ چھوڑے۔

حل اصل مسئلہ (24) ہے۔ (4) بیویوں کو (1/8) (3) ملے اور (18) بیٹیوں کو (2/3) (16) ملے اور (8) چچوں کو باقی (5) ملے۔ ہر فریق کے حصے ان کے درمیان پورے پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ اس لیے (4، 18، 8) کا ذواضعاف اقل معلوم کریں گے)

			72x24	1728
1/8	4 بیویاں		72x3	216
2/3	18 بیٹیاں		72x16	1152
ع	8 چچے		72x5	360

ذواضعاف اقل معلوم کرنے کا طریقہ

2	4 -	18 -	8
2	2 -	9 -	4
3	1 -	9 -	2
3	1 -	3 -	2
2	1 -	1 -	2
	1 -	1 -	1

ان کا ذواضعاف اقل (72) ہے

اسے اصل مسئلہ (24) سے ضرب دیں گے (72x24 = 1728) حاصل ضرب (1728) اس مسئلہ کی تصحیح ہے پھر (72) کو ہر فریق کے حصہ سے ضرب دیا۔ نتیجہ کے طور پر (4) بیویوں کو (216) ملے ہر بیوی کو (54) ملے۔ (18) بیٹیوں کو (1152) ملے ہر بیٹی کو (64) ملے۔ اور (8) چچوں کو (360) ملے۔ ہر چچا کو (45) ملے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

مشقی سوال

مندرجہ ذیل سوالوں کو حل کریں۔

① خاوند، ماں، دادا، دو اخیافی بھائی اور دو عینی بھائی۔

② دادا، عینی بھائی، عینی بہن اور علاتی بھائی۔

③ بیوی، دادا اور دو علاتی بھائی۔

④ ماں، چھ بیٹیاں اور پوتا۔

⑤ خاوند، ماں، باپ، پانچ بیٹیاں اور پانچ بیٹے۔

⑥ دو بیویاں، چھ اخیافی بھائی اور دو عینی بھائی۔

⑦ چار بیویاں، چھ پوتیاں، تین چچے۔

⑧ خاوند، دو بیٹیاں، دو پوتیاں اور پوتا۔

⑨ ماں، دادا، نانی اور بیٹا۔

⑩ دو بیویاں، دادی، تین اخیافی بھائی اور تین عینی بھائی۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

عول کا بیان

عول کے لغوی معنی: عربی لغت میں عول کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ظلم کرنا، مائل ہونا، بلند اور اونچا کرنا جیسا کہ (عَالَ الْمِیزَانُ) اور اسی سے (عَالَتِ الْفَرِیضَۃَ) ہے۔

اصطلاحی معنی: کسی مسئلہ میں جب وارثوں کے حصوں کا مجموعہ اس کے اصل مسئلہ سے زیادہ ہو جائے تو اس مسئلہ کو عائلہ کہتے ہیں۔

حقیقت میں عول والے مسئلہ میں ہر وارث کو اس کے اصل حصہ سے کم حصہ ملتا ہے۔ عائلہ مسئلوں میں اس کے اصل مسئلہ کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ وارثوں کے حصوں کے مجموعہ کو بطور اصل مسئلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، ماں اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔

		8/6
½	خاوند	3
⅓	ماں	2
½	عینی بہن	3

حل اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (½)(3) ملے، ماں کو (⅓)(2) ملے اور عینی بہن کو (½)(3) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (8=3+2+3) (8) ہے۔ جو اصل مسئلہ (6) سے زیادہ ہے۔

جائیداد کی تقسیم کے وقت اصل مسئلہ (6) کو نظر انداز کر کے (8) کو بطور اصل مسئلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

اسلام میں پہلا عول

نبی اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوئی عول کا مسئلہ ظاہر نہیں ہوا تھا۔ پہلا عول والا مسئلہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیش آیا جب ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند اور دو عینی بہنیں زندہ چھوڑیں۔ خاوند اپنا حصہ لینے کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ پھر بہنیں اپنا حصہ لینے کے لیے حاضر ہوئیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ «مَا أَدْرِي أَيُّكُمْ قَدَّمَهُ اللّٰهُ وَإِيَّكُمْ أَخَّرَهُ» ''اگر میں خاوند کو اس کا پورا حصہ دیتا ہوں تو بہنوں کے حصہ میں کمی آجاتی ہے۔ اور اگر بہنوں کو پہلے ان کا پورا حق دیتا ہوں تو خاوند کا حصہ کم رہ جاتا ہے۔''

تب آپ نے اس مسئلہ کے بارہ میں صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ چنانچہ زید بن ثابت قیل علی بن ابی طالب قیل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم نے عول مسئلہ کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ اس کی مثال قرض جیسی ہے۔ ترکہ کی کمی کی صورت میں ہر قرض خواہ کو کم ملتا ہے۔ اگر ایک آدمی چھ درہم چھوڑ کر مرا جبکہ اس نے ایک قرض خواہ کو تین درہم اور دوسرے کو چار درہم دینے ہیں۔ تو کیا انہیں ان کے قرض سے کم نہیں ملے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یقیناً'' تو سیدنا زید نے کہا کہ اسی قانون پر یہاں عمل کیا جائے گا۔ چنانچہ سب صحابہ کرام کی متفق رائے سے عول پر عمل کیا گیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خاوند کو (1/2) دیا اور دو بہنوں کو (2/3) دیا اور مسئلہ (6) سے (7) تک عول کر گیا۔

اصل جن میں عول آتا ہے

جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ وارثوں کو قرآن کریم سورۃ النساء میں چھ فرض دے گئے ہیں۔ وہ النصف (1/2)، الربع (1/4)، الثمن (1/8)، الثلثان (2/3)، الثلث (1/3)، اور السدس (1/6) ہیں۔ ان کے لحاظ سے مسئلوں کے کل سات اصول بنتے ہیں،

یعنی (2، 3، 4، 6، 8، 12 اور 24) ہیں۔ ان اصولوں میں سے صرف تین میں عول آتا ہے۔ وہ (6، 12، اور 24) ہیں۔ باقی اصولوں (2، 3، 4 اور 8) میں کبھی بھی عول نہیں آتا۔

- اصل (6) میں چار دفعہ عول آتا ہے۔ یہ (7، 8، 9 اور 10) تک بڑھ جاتا ہے۔
- اصل (12) میں تین دفعہ عول آتا ہے۔ یہ (13، 15 اور 17) تک بڑھ جاتا ہے۔
- اصل (24) میں صرف ایک دفعہ عول آتا ہے یہ (27) تک بڑھ جاتا ہے۔

اصل (6) کے عول کی مثالیں

مثال ①: اصل (6) کا عول (7) تک۔

ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، عینی بہن اور علاتی بہن کو زندہ چھوڑا۔ اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (½)، (3) ملے عینی بہن کو (½)، (3) ملے اور علاتی بہن کو (⅙)، (1) ملا ان کے حصوں کا مجموعہ (7=1+3+3) (7) ہے۔

مثال ②: اصل (6) کا عول (8) تک۔

خاوند، ماں، 2 عینی بہنیں، اصل مسئلہ (2) ہے۔ خاوند کو (½) (3) ملے۔ ماں کو (⅙) (1) ملا اور دو عینی بہنوں کو (⅔) (4) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (8=4+1+3) (8) ہے۔

مثال ③: اصل (6) کا عول (9) تک۔

خاوند، ماں، 2 عینی بہنیں، اخیافی بھائی، اصل مسئلہ (6) ہے۔ خاوند کو (½)، (3) ملے۔ ماں کو (⅙)، (1) ملا۔ (2) عینی بہنوں کو (⅔)، (4) ملے اور اخیافی بھائی کو (⅙)، (1) ملا۔ انکے حصوں کا مجموعہ (9=1+4+1+3) (9) ہے۔

مثال ④: اصل (6) کا عول (10) تک۔

خاوند، ماں، دو عینی بہنیں، دو اخیافی بہنیں، اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (½)، (3) ملے۔ ماں کو (⅙)، (1) ملا۔ دو عینی بہنوں کو (⅔)، (4) ملے اور دو اخیافی بہنوں کو (⅓)، (2) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (3+1+4+2=10) (10) ہے۔

اصل (12) کے عول کی مثالیں

مثال ①: اصل (12) کا عول (13) تک۔

خاوند، ماں، دو بیٹیاں۔ اصل مسئلہ (12) ہے۔ خاوند کو (¼)، (3) ملے، ماں کو (⅙)، (2) ملے۔ دو بیٹیوں کو (⅔)، (8) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (3+2+8=13) (13) ہے۔

مثال ②:: اصل (12) کا عول (15) تک۔

بیوی، دو عینی بہنیں، دو اخیافی بھائی۔ اس کا اصل مسئلہ (12) ہے۔ بیوی کو (¼)، (3) ملے۔ دو بیٹیوں کو (⅔)، (8) ملے۔ اور دو اخیافی بھائیوں کو (⅓)، (4) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (3+8+4=15) (15) ہے۔

مثال ③: اصل (12) کا عول (17) تک۔

بیوی، ماں، دو عینی بہنیں اور 2 اخیافی بہنیں۔ اصل مسئلہ (12) ہے۔ بیوی کو (¼)، (3) ملے ماں کو (⅙)، (2) ملے۔ دو عینی بہنوں کو (⅔)، (8) ملے۔ اور دو اخیافی بہنوں کو (⅓)، (4) ملے، ان کے حصوں کا مجموعہ (3+2+8+4=17) (17) ہے۔

اصل (24) کا عول (27) تک

مثال: "ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی بیوی، دو بیٹیاں، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔ اصل مسئلہ (24) ہے۔ بیوی کو (⅛)، (3) ملے۔ دو بیٹیوں کو (⅔)، (16) ملے،

ماں کو (⅙)، (4) ملے۔ اور باپ کو (⅙)، (4) ملے۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (27=4+4+16+3) (27) ہے۔

مشقی سوال

مندرجہ ذیل سوالوں کو حل کریں۔

① خاوند، عینی بہن اور علاتی بہن۔

② خاوند، ماں اور دو علاتی بہنیں۔

③ خاوند، ماں، علاتی بہن اور اخیافی بھائی۔

④ خاوند، ماں، عینی بہن، علاتی بہن اور دو اخیافی بہنیں۔

⑤ خاوند، ماں اور دو بیٹیاں۔

⑥ بیوی، بیٹی، پوتی، ماں اور باپ۔

⑦ بیوی، دو اخیافی بھائی، دو علاتی بہنیں اور نانی۔

⑧ خاوند، ماں، بیٹی اور دو پوتیاں۔

⑨ خاوند، ماں، دو پوتیاں اور باپ۔

⑩ خاوند، نانی، علاتی بہن اور اخیافی بھائی۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

رد کی بحث

لغوی معنیٰ: عربی لغت میں رد کئی معنوں میں آتا ہے۔ یہ رجوع کرنے اور لوٹنے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے ﴿فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ اور لوٹانے کے معنیٰ میں بھی آتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

«اَللّٰهُمَّ رُدَّ كَيْدَهُمْ عَنِّی» أَیْ أَصْرِفْ كَيْدَهُمْ عَنِّی

کسی شاعر کا قول ہے

يَا أُمَّ عمرٍو جَزَاكِ اللّٰه مَغْفِرَةً
رُدِّی عَلَیَّ فُؤَادِی مِثْل مَا كَانَا

أَیْ أُعِيدِی عَلَیَّ فُؤَادِی كَمَا كَانَ فِی السَّابِقِ

اصطلاحی معنیٰ: میراث کے بعض مسائل میں اصحاب الفروض کو اصل مسئلہ سے ان کے حصے دینے کے بعد کچھ حصے باقی بچ جاتے ہیں۔ اور مسئلہ میں کوئی عصبہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ باقی لے لیتا۔ ان باقی ماندہ حصوں کو دوبارہ اصحاب الفروض کے درمیان ان کے سہام کی نسبت سے لوٹانے کو رد کہتے ہیں۔ رد، عول کے برعکس ہے یعنی ضد ہے۔ عول والے مسائل میں اصحاب الفروض کے حصوں کا مجموعہ اصل مسئلہ سے بڑھ جاتا ہے اور رد والے مسائل میں ان کے حصوں کا مجموعہ اصل مسئلہ سے کم رہ جاتا ہے۔

اختلاف الفقہاء فی الرد

رد کے بارہ میں صحابہ کرام میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ کہ رد کے کون کون مستحق ہیں؟

سیدنا عمر، سیدنا عثمان، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے رد کو اختیار فرمایا تھا کہ باقی جائیداد کو اصحاب الفروض پر دوبارہ ان کے سہام کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اور دوسری طرف سیدنا ابوبکر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ اصحاب الفروض پر رد نہیں ہوگا۔ بلکہ باقی جائیداد بیت المال میں جمع ہوگی۔ امام ابن حزمؒ، امام مالکؒ اور امام الشافعیؒ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن سن 200 ہجری کے آخر میں بیت المال کے غلط استعمال کی وجہ سے مالکیہ اور شافعیہ نے بھی باقی جائیداد کو اصحاب الفروض پر رد کرنے کو قبول کر لیا۔ چنانچہ سب فقہاء کا رد پر اجماع ہوگیا۔

شروط الرد

رد کے مسائل کی تین شرطیں ہیں۔ کوئی بھی شرط کم ہونے کی صورت میں وہ مسئلہ رد کا نہیں ہوگا۔

① مسئلہ کے ورثاء سب کے سب اصحاب الفروض ہوں۔

② مسئلہ کے ورثاء میں کوئی عصبہ موجود نہ ہو۔

③ اصحاب الفروض کو ان کا مقرر شدہ حصہ ادا کرنے کے بعد کچھ حصے باقی بچ جائیں۔

ورثاء جو رد کے مستحق ہیں

① بیٹی ② پوتی ③ عینی بہن ④ علاتی بہن ⑤ اخیافی بہن

⑥ دادی ⑦ نانی ⑧ ماں ⑨ اخیافی بھائی

نوٹ①: باپ اور دادا دونوں صاحب فرض ہیں اور بعض حالتوں میں بطور عصبہ بھی وارث ہوتے ہیں۔ اگر وہ کسی مسئلہ میں وارث ہوں تو جو حصہ باقی بچے گا وہ لے لیں گے لہٰذا وہ مسئلہ رد کا مسئلہ نہیں ہوگا۔

نوٹ ②: خاوند اور بیوی اگر رد والے مسئلہ میں وارث ہوں تو وہ رد کے مستحق نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی میت سے جو قرابت ہے وہ نسب کی قرابت نہیں ہے بلکہ نکاح کی قرابت ہے جو کسی ایک کی موت سے منقطع ہوگئی ہے۔ چنانچہ باقی ترکہ دیگر وارثوں پر رد کیا جائے گا۔

رد کے مسائل کی اقسام اور ان کا حل

رد کے مسائل کی چار قسمیں ہیں۔ اور ان کے حل کے بھی چار ہی قاعدے ہیں۔

قاعدہ ①: اگر مسئلہ کے ورثاء صرف وہ ہوں جو رد کے مستحق ہیں اور وہ ایک ہی صنف کے ہوں۔ اور ان کے ہمراہ خاوند یا بیوی میں سے کوئی موجود نہ ہو۔ تو ان کا اصل مسئلہ ان کے رؤوس کی تعداد ہوگی اور وہ فرضا اور رداً وارث ہونگے۔ مثلاً میت نے اپنی چار بیٹیاں یا چھ عینی بہنیں زندہ چھوڑیں۔ تو ان کا اصل مسئلہ (4) یا پھر (6) ہوگا۔ جو ان کے رؤوس کی تعداد ہے۔

قاعدہ ②: اگر مسئلہ کے ورثاء صرف وہ ہوں جو رد کے مستحق ہیں اور وہ دو یا دو سے زیادہ اصناف کے ہوں اور ان کے ہمراہ خاوند یا بیوی میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ تو ان کا اصل مسئلہ ان کے حصوں کا مجموعہ ہوگا۔ جو وہ اصل مسئلہ سے لیتے ہیں۔

مثال: ایک شخص فوت ہوگیا اور اپنی بیٹی، پوتی اور ماں کو زندہ چھوڑا۔

حل، اصل مسئلہ (6) ہے۔ بیٹی کو ½ (3) ملے۔ پوتی ⅙ (1) ملا۔ اور ماں کو ⅙ (1) ملا۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (5=1+1+3) (5) ہے جو اصل مسئلہ (6) سے کم ہے اس لیے یہ مسئلہ رد کا ہے اب ان کے حصوں کا مجموعہ (5) اس مسئلہ کا نیا اصل ہوگا۔

		5/6
½	بیٹی	3
⅙	پوتی	1
⅙	ماں	1

قاعدہ ④ (الف): اگر کسی مسئلہ کے ورثاء (جو رد کے مستحق ہیں) ایک ہی صنف سے ہوں اوران کے ہمراہ خاوند یا بیوی ہوں۔ تو اس مسئلہ کا حل اس طرح ہے کہ پہلے خاوند یا بیوی کے فرض کی کسر کو اصل مسئلہ بنائیں اس میں سے خاوند یا بیوی کو اس کا حصہ دیں اور جو حصہ باقی بچ جائے اسے باقی ورثاء کے درمیان تقسیم کرنا ہے اگر وہ باقی ورثاء کے رؤوس پر بغیر کسر کے تقسیم ہو جائے تو خاوند یا بیوی والا اصل ہی رد کے مسئلہ کی جامعہ ہو گا۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند اور 3 بیٹیاں زندہ چھوڑیں۔

حل اصل مسئلہ (4) ہے جو خاوند کے فرض کی کسر ہے۔ خاوند کو ¼ (1) ملا۔ اور باقی (3) تین بیٹیوں کے ہیں جو ان کے رؤوس پر پورے پورے تقسیم ہو رہے ہیں چنانچہ اس مسئلہ کی جامعہ (4) ہوگئی۔

		4
¼	خاوند	1
باقی	3 بیٹیاں	3

(ب): اگر باقی ماندہ حصہ باقی ورثاء کے رؤوس پر پورا پورا تقسیم نہ ہو تو دیکھنا ہوگا ورثاء کے رؤوس اوران کے لیے باقی حصہ کے درمیان کونسی نسبت پائی جاتی ہے۔ اگر تباین کی نسبت ہو تو عدد رؤوس کو خاوند یا بیوی والے اصل سے ضرب دیں گے اور حاصل ضرب اس مسئلہ کی جامعہ ہوگا۔ دوبارہ عدد رؤوس کو خاوند یا بیوی کے حصہ اور باقی ماندہ حصوں سے بھی ضرب دیں گئے۔ اور حاصل ضرب کو جامعہ کے تحت لکھیں گئے۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند اور 4 بیٹیوں کو زندہ چھوڑا۔

حل اس مسئلہ (4) ہے خاوند کو ¼ (1) ملا اور باقی (3) چار بیٹیوں کے ہیں جو ان کے رؤوس پر پورے پورے تقسیم نہیں ہو رہے۔ 4 اور 3 کے درمیان تباین کی نسبت ہے اب بیٹیوں کے رؤوس (4) کو اصل مسئلہ (4) سے ضرب دیں گے

		4X4	16
¼	خاوند	4X1	4
باقی	4 بیٹیاں	4X3	12

(16=4x4) حاصل ضرب (16) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ دوبارہ (4) کو خاوند کے حصہ (1) سے ضرب دیں گے۔ اور بیٹیوں کے حصہ (3) سے بھی ضرب دیں گے اس طرح خاوند کو (4) اور 4 بیٹیوں کو (12) ملیں گے ہر ایک کو (3)۔

(ج): اگر باقی ماندہ حصے اور باقی ورثاء کے رؤوس کے درمیان توافق کے نسبت ہو۔ تو ورثاء کے رؤوس کے توافق کو زوجین والے اصل سے ضرب دیں گے اور حاصل ضرب مسئلہ کی جامعہ ہوگی پھر اس سے زوجین کے حصے اور باقی ورثاء کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی بیوی اور 6 عینی بہنوں کو زندہ چھوڑا۔

		2X4	8
¼	بیوی	2x1	2
باقی	6 بہنیں	2x3	6

حل اصل مسئلہ (4) ہے۔ بیوی کو ¼ (1) ملا اور باقی (3) چھ بہنوں کے ہیں۔ جو انکے رؤوس پر پورے پورے تقسیم نہیں ہو رہے اور ان کے درمیان توافق بالثلث کی نسبت ہے لہذا (6) کو (3) سے تقسیم کیا۔ (6÷3 =2) حاصل تقسیم (2) کو بیوی کے اصل مسئلہ (4) سے ضرب دیا۔ (4X2 =8) حاصل ضرب (8) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ دوبارہ (2) کو بیوی کے حصے اور چھ بہنوں کے حصوں سے بھی ضرب دیا۔ چنانچہ بیوی کو (2) اور چھ بہنوں کو (6) ملے۔ ہر ایک کو (1) ملا۔

قاعدہ ④: اگر کسی مسئلہ کے ورثاء جورو کے مستحق ہیں دو یا دو سے زیادہ اصناف سے ہوں اور ان کے ہمراہ زوجین میں سے بھی کوئی ایک موجود ہو تو اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے درج ذیل عمل کرنا ہوگا۔

(ا): سب سے پہلے اس مسئلہ کو یہ معلوم کرنے کے لیے حل کریں کہ یہ مسئلہ رد کا ہے یا نہیں۔

(ب): اگر یہ رد کا مسئلہ ہو پھر زوجین کے فرض کی کسر کو اصل مسئلہ بنائیں۔ اس سے خاوند یا بیوی کو اس کا حصہ دیں اور باقی ماندہ حصے دوسرے وارثوں کے ہیں جیسا کہ قاعدہ نمبر 3 میں وضاحت کی گئی ہے۔

(ج): اب رد کے مستحق ورثاء کا اصل معلوم کریں۔ ان کے حصوں کا مجموعہ ان کا اصل ہوگا۔ جیسا کہ قاعدہ نمبر 2 میں بیان کیا گیا ہے۔

(د): اب یہ معلوم کریں کہ زوجین کے اصل میں سے باقی ماندہ حصہ اور رد کے مستحق وارثوں کے اصل کے درمیان تماثل تباین یا توافق میں سے کونسی نسبت ہے۔ اگر ان کے درمیان تماثل کی نسبت ہے تو زوجین کے مسئلہ کا اصل ہی رد کے مسئلہ کی جامعہ ہوگی۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی بیوی، ماں، اخیافی بہن کو زندہ چھوڑا۔

4	3/6		4	
1	-	-	1	1/4 بیوی
=	=	=	3	باقی
2	2	ماں	1/3	
1	1	اخیافی بہن	1/6	

حل بیوی کے فرض کی کسر (4) اصل مسئلہ ہے۔ بیوی کو (1/4)، (1) ملا اور باقی (3) ماں اور اخیافی بہن کے لیے ہیں۔ ماں اور اخیافی بہن کا اصل مسئلہ (6) ہے ماں کو (1/3) (2) ملے بہن کو (1/6) (1) ملا۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (2+1=3) (3) ہی ان کے مسئلہ کا اصل ہے۔ اب اصل (3) اور بیوی والے اصل میں سے باقی حصے (3) کے درمیان تماثل کی نسبت ہے۔ لہذا بیوی والا اصل مسئلہ (4) ہی اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ جس میں سے بیوی کو (1) ملا۔ ماں کو (2) اور اخیافی بہن کو (1) ملا۔

تباین کی نسبت کی مثال اور اس کا حل

اگر زوجین کے اصل مسئلہ میں سے باقی حصہ اور رد کے مستحق ورثاء کے اصل کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو رد کے مستحق وارثوں کے اصل کو زوجین کے اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب مسئلہ کی جامعہ ہوگی پھر اسے زوجین کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے۔ اور جواب کو جامعہ کے تحت لکھیں گے۔ اب زوجین کے اصل مسئلہ میں سے باقی ماندہ حصہ کو رد کے مستحق وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ اور ان کے جواب کو جامعہ کے تحت لکھیں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی بیٹی اور ماں کو زندہ چھوڑا۔

32	4/6		4x8	
4	=	=	4x1	1/8 بیوی
=	=	=	7	باقی
21	7x3	بیٹی	1/2	
7	7x1	ماں	1/6	

حل بیوی کے فرض (1/8) کی کسر (8) اصل مسئلہ ہے۔ بیوی کو (1) ملا اور (7) بیٹی اور ماں کے لیے ہیں۔ بیٹی اور ماں کا اصل مسئلہ (6) ہے بیٹی کو (1/2) (3) ملے اور ماں کو (1/6) (1) ملا۔ ان کا مجموعہ (4=1+3) (4) ان کا اصل مسئلہ ہے۔ اب باقی حصے (7) اور ان کے اصل (4) کے درمیان تباین کی نسبت ہے لہذا (4) کو (8) سے ضرب دیا۔ (32=4X8) حاصل ضرب (32) مسئلہ کی جامعہ ہے پھر بیوی کے حصہ (1) سے بھی ضرب دیا اور جواب (4) جامعہ کے تحت لکھا۔ پھر باقی حصے (7) کو بیٹی اور ماں کے حصوں سے ضرب دیا اور ان کے جواب کو جامعہ کے تحت لکھا۔ اس طرح بیوی کو (4) ملے، بیٹی کو (21) ملے اور ماں کو (7) ملے۔

توافق کی نسبت کی مثال اور اس کا حل

اگر زوجین کے اصل مسئلہ میں سے باقی ماندہ حصوں اور رد کے مستحق وارثوں کے اصل کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو رد کے مستحق وارثوں کے اصل کے وفق سے زوجین کے اصل سے ضرب دیں گے۔ اور حاصل ضرب مسئلہ کی جامعہ ہو گی۔ پھر اسے زوجین کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے اب زوجین کے اصل میں سے باقی ماندہ حصوں کے وفق سے رد کے مستحق وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ ان کے جواب جامعہ کی تحت تحریر کریں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی۔ دادی ، نانی اور 2 اخیافی بھائی زندہ چھوڑے۔

8	6	2x3		2x4	
2	-	-	=	1	1/4 بیوی
=	-	-	=	3	باقی ٠
2	1x2	2x1	دادی/نانی	1/6	
4	1x4	2x2	2اخیافی بھائی	1/3	

حل، بیوی کے فرض (1/4) کی کسر (4) اصل مسئلہ ہے بیوی کو (1) ملا، اور باقی (3) دادی، نانی اور 2 اخیافی بھائیوں کے لیے ہیں۔ ان کا اصل مسئلہ (6) ہے دادی اور نانی کو (1/6) (1) ملا۔ دو بھائیوں کو (1/3) (2) ملے۔ ان کا مجموعہ (1+2=3) (3) ان کا اصل مسئلہ ہے۔ دادی اور نانی کا حصہ (1) ان پر پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا اس کی اصل کی تصحیح کرنے کے لیے اسے ان کے رؤس 2 سے ضرب دیا (2x3=6) حاصل ضرب (6) ان کے اصل کی تصحیح ہے۔ ان کے اصل (6) اور باقی حصے (3) کے درمیان توافق بالثلث ہے لہذا (6) کو (3) سے تقسیم کیا (6÷3 = 2) اس کے جواب (2) کو بیوی کے اصل (4) سے ضرب دیا

(8=2X4) حاصل ضرب (8) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ پھر بیوی کے حصہ (1) کو بھی (2) سے ضرب دیا (2=2x1) جواب (2) بیوی کا حصہ ہے۔ اب باقی (3) کو بھی توافق (3) سے تقسیم کیا (1=3÷3) جواب (1) نانی، دادی اور بھائیوں کے حصوں سے ضرب دیا اور ان کے جواب جامعہ کے تحت لکھا۔ اس طرح بیوی کو (2) ملے۔ دادی اور نانی کو (2) ملے ہر ایک کو (1) اور دو بھائیوں کو (4) ملے ہر ایک کو (2)۔

رد کے مسائل کو حل کرنے کا ایک اور آسان طریقہ ہے جسے بعض علماء میراث نے اختراع کیا ہے۔ اس میں النسب الاربعة تماثل' تداخل تباین اور توافق کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں زوجین کے مسئلہ کو حل کریں پھر علیحدہ ان وارثوں کا مسئلہ حل کریں جو رد کے مستحق ہوں۔

مثال: ایک آدمی نے اپنی بیوی، 2 بیٹیوں اور ماں کو زندہ چھوڑا۔

حل

	8
1/8 بیوی	1
باقی	7

		5/6
2/3	2 بیٹیاں	4
1/6	ماں	1

بیوی کو (1/8) ملے اور باقی (7/8) بیٹیوں اور ماں کے ہیں۔ 2 بیٹیوں اور ماں کا اصل مسئلہ (5) ہے۔ بیٹیوں کو (4/5) ملے اور ماں کو (1/5) ملے۔

دو بیٹیوں کا حصہ : $4/5 \times 7/8 = 28/40$

ماں کا حصہ : $1/5 \times 7/8 = 7/40$

سب وارثوں کا مجموعہ: بیوی دو بیٹیاں ماں

$\frac{1}{8} + \frac{28}{40} + \frac{7}{40} \qquad \frac{7+28+5}{40} = \frac{40}{40}$

رد کے مسئلہ کی جامعہ (40) ہے۔ جس میں سے بیوی کو (5) ملے۔ دو بیٹیوں (28) ملے، اور ماں کو (7) ملے۔

مثال: ایک عورت اپنا خاوند، بیٹی اور پوتی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

حل

		4
¼	خاوند	1
	باقی	3

		4/6
½	بیٹی	3
⅙	پوتی	1

خاوند کو (¼) ملے اور باقی (¾) بیٹی اور پوتی کے ہیں۔ بیٹی اور پوتی کا اصل مسئلہ (4) ہے۔ بیٹی کو (¾) ملے اور پوتی کو (¼) ملے۔

بیٹی کا حصہ: $\frac{3}{4} \times \frac{3}{4} = \frac{9}{16}$

پوتی کا حصہ: $\frac{1}{4} \times \frac{3}{4} = \frac{3}{16}$

سب وارثوں کا مجموعہ: خاوند بیٹی پوتی

$\frac{1}{4} + \frac{9}{16} + \frac{3}{16} \qquad \frac{3+9+4}{16} = \frac{16}{16}$

اس مسئلہ کی جامعہ (16) ہے۔ خاوند کا حصہ (4)۔ بیٹی کا حصہ (9) اور پوتی کا حصہ (3) ہے۔

◉◉◉◉◉◉◉

مشقی سوال

ایک شخص فوت ہوگیا اور مندرجہ ذیل وارث چھوڑے۔

1۔ بیوی، ماں اور اخیافی بھائی۔

2۔ بیوی، ماں اور اخیافی بہنیں۔

3۔ خاوند، بیٹی اور ماں۔

4۔ بیوی، عینی بہن اور علاتی بہن۔

5۔ بیوی، ماں، عینی بہن اور اخیافی بہن۔

6۔ بیوی، بیٹی اور دادی۔

7۔ بیوی، بیٹی اور پوتی، ماں۔

8۔ بیوی، دادی، نانی اور 2 اخیافی بھائی۔

9۔ بیوی، 2 بیٹیاں اور ماں۔

10۔ خاوند، دادی اور اخیافی بہن۔

تقسیم الترکۃ (جائیداد کی تقسیم)

علم میراث کو سیکھنے کی غرض وغائت میت کی جائیداد کی تقسیم ہی ہے۔ باقی تأصیل یعنی اصل مسئلہ اور تصحیح وغیرہ کا علم تو اس کے حصول کا ایک ذریعہ ہے، جائیداد کی تقسیم درج ذیل قواعد کے تحت عمل پذیر ہوتی ہے۔

① اگر کسی میت کا ایک ہی وارث ہو تو وہ اکیلا ہی ساری جائیداد سمیٹ لے گا چاہے وہ صاحب فرض، عصبہ یا ذوی الارحام میں سے کوئی بھی ہو۔

② اگر میت کے ورثاء اصحاب الفروض یا عصبہ ہوں تو پہلے ان کا اصل معلوم کریں اور ہر وارث کو اس کا حصہ دیں۔

③ جائیداد میں سے جس وارث کا حصہ معلوم کرنا ہو۔ تو اس وارث کو اصل مسئلہ سے جو حصہ ملا ہے اسے ترکہ سے ضرب دیں۔ اور حاصل ضرب کو اصل، عول یا رد کی جامعہ سے تقسیم کریں۔ تو حاصل تقسیم اس وارث کا حصہ ہوگا۔

قاعدہ: ترکہ x وارث کا حصہ ÷ اصل، عول یا رد کی جامعہ

مثال①: ایک عورت اپنے خاوند، ماں اور بیٹے کو چھوڑ کر فوت ہوگئی اور اس کا ترکہ 2400 روپے ہے۔

حل

اصل مسئلہ (12) ہے۔ خاوند کو ¼ (3) ملے۔ ماں کو ⅙ (2) ملے، بیٹے کو باقی بطور عصبہ (7) ملے۔

		12
¼	خاوند	3
⅙	ماں	2
ع	بیٹا	7

خاوند کا حصہ: 2400X3÷12=600 روپے ہے۔

ماں کا حصہ : 2400X2÷12=400 روپے ہے۔

خاوند کا حصہ: 2400X7÷12=1400 روپے ہے۔

مثال ②: عول کی مثال

ایک عورت اپنے خاوند، عینی بہن، علاتی بہن اور اخیافی بھائی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔ اس کی جائیداد 4000 روپے ہے۔

حل:

اس کا اصل (6) ہے خاوند کو ½ (3) ملے عینی بہن کو ½ (3) ملے، علاتی بہن ⅙ (1) ملا اور اخیافی بھائی کو ⅙ (1) ملا۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (8) ہے چنانچہ یہ مسئلہ عائلہ ہے اس کا نیا اصل (8) ہے۔

		8/6
½	خاوند	3
½	عینی بہن	3
⅙	علاتی بہن	1
⅙	اخیافی بھائی	1

خاوند کا حصہ : 4000X3÷8=1500 روپے ہے۔

عینی بہن کا حصہ: 4000X3÷8=1500 روپے ہے۔

علاتی بہن کا حصہ: 4000X1÷8=500 روپے ہے۔

اخیافی بھائی کا حصہ: 4000X1÷8=500 روپے ہے۔

مثال ③: رد کی مثال

ایک آدمی اپنی بیوی، ماں، بیٹی اور پوتی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ اس کا ترکہ 800 روپے ہے۔

حل،

	5x8	5/6	40
1/8 بیوی	5x1	=	5
باقی	7	=	=
1/6 ماں	=	7x1	7
1/2 بیٹی	=	7x3	21
1/6 پوتی	=	7x1	7

یہ رد مسئلہ ہے اس کی جامعہ (40) ہے۔
اس میں سے بیوی کو (5) ملے۔ ماں کو (7)
ملے۔ بیٹی کو (21) ملے اور پوتی کو (7) ملے۔

بیوی کا حصہ : 5X800÷40=100 روپے ہے۔

ماں کا حصہ : 7X800÷40=140 روپے ہے۔

بیٹی کا حصہ : 21X800÷40=420 روپے ہے۔

پوتی کا حصہ : 7X800÷40=140 روپے ہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

قضاء الدین (قرضہ کی ادائیگی)

اگر کوئی میت مقروض ہو۔ تجہیز و تکفین کے اخراجات کے بعد ترکہ کم ہونے کی صورت میں قرض خواہوں کو ان کا قرض پورا پورا ادا نہ ہو سکے تو اس کے ترکہ میں سے ہر قرض خواہ کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے۔

ہر قرض خواہ کے قرضہ کی رقم کو اس کے سہام کی جگہ استعمال کریں گے۔ اور قرضہ کی مجموعی رقم کو بطور اصل مسئلہ استعمال کریں گے۔ اور باقی عمل ترکہ کی تقسیم والا ہوگا۔ یعنی میت کے ترکہ کو قرض خواہ کے قرضہ کی رقم سے ضرب دیں گے اور حاصل ضرب کو قرضہ کی کل رقم سے تقسیم کریں گے۔

قاعدہ: ترکہ x قرض خواہ کا قرضہ ÷ قرضہ کی کل رقم

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس کے ذمہ 1000 روپے قرضہ ہے جو اس نے مختلف تین اشخاص سے لیا تھا۔ میت نے زید کو 500 روپے یاسر کے 300 روپے اور بکر کو 200 روپے ادا کرنے تھے اس کا ترکہ صرف 600 روپے ہے۔

قرضہ کی کل رقم: 500+300+200=1000 روپے

قاعدہ: ترکہ x قرض خواہ کا قرضہ ÷ قرضہ کی کل رقم

ترکہ میں سے زید کا حصہ : 600x500÷1000=300 روپے ہے۔

ترکہ میں سے یاسر کا حصہ : 600x300÷1000=180 روپے ہے۔

ترکہ میں سے بکر کا حصہ : 200X600÷1000=120 روپے ہے۔

چنانچہ زید کو 300 روپے ملیں گے۔ یاسر کو 180 روپے اور بکر کو 120 روپے ملیں گے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

التخارج والتصالح کا بیان

تخارج کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی: تخارج باب تفاعل کا مصدر ہے۔ جس کے معنی خروج یعنی نکلنے کے ہیں۔

اصطلاحی معنی: علم میراث میں تخارج اُسے کہتے ہیں۔ جب کوئی وارث دوسرے وارثوں سے باہمی مصالحت کر لے کہ وہ ترکہ میں سے کوئی متعین چیز لے کر یا ترکہ کے علاوہ کوئی ایک چیز لے کر اپنے شرعی حصہ سے دست بردار ہو جائے۔

تخارج کی قسمیں: تخارج کی دو قسمیں ہیں

① جب کوئی وارث دیگر سب وارثوں سے مصالحت کر لے کہ وہ متوفی کی جائیداد میں سے مثلاً مکان، پلاٹ، یا دوکان وغیرہ لے کر اپنے باقی شرعی حصہ سے دست بردار ہو جائے گا۔

مثال: ایک شخص اپنی بیوی، بیٹی اور باپ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ بیوی نے بیٹی اور باپ سے مصالحت کر لی کہ شہر والا مکان اگر اسے دے دیا جائے تو وہ اپنے باقی حصہ سے دست بردار ہو جائے گی اور ان کے درمیان سے نکل جائے گی۔ اس کا ترکہ ایک مکان اور 42000 روپے ہے۔

حل اس مسئلہ کو پہلے بیوی سمیت حل کیا جائے گا۔

حصہ	وارث	24	21
⅛	بیوی	3	=
½	بیٹی	12	12
⅙+ع	باپ	9=5+4	9

اصل مسئلہ (24) ہے بیوی کو (⅛) (3) ملے بیٹی کو (½) (12) ملے اور باپ کو (⅙) فرضاً اور باقی تعصیبا (9) ملے۔ چونکہ بیوی مسئلہ سے خارج ہوگئی ہے۔ اس لیے اب باقی ترکہ بیٹی اور باپ کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ ان کے حصوں کا مجموعہ (12+9=21) 21 ہے اب یہی ان کا نیا اصل مسئلہ ہوگا جس کے ذریعہ باقی ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

بیٹی کا حصہ : 42000X12÷21=24000 روپے ہے۔

باپ کا حصہ : 42000X9÷21=18000 روپے ہے۔

نوٹ: اگر ہم مصالح شخص یعنی بیوی کو مسئلہ میں شامل نہ کریں اور شروع ہی سے ترکہ کو بیٹی اور باپ کے درمیان تقسیم کریں تو بیٹی کو اس کے حصہ سے کم ملے گا اور باپ زیادہ لے گا۔ اور دونوں کے درمیان ترکہ آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ یعنی بیٹی بھی 21000 روپے لے گی اور باپ بھی 21000 روپے لے گا، جو غلط ہے۔

(۲) جب کوئی وارث دوسرے وارث سے مصالحت کرلے اگر وہ اسے اپنے خاص مال سے کوئی چیز دے دے۔ تو وہ ترکہ میں سے اس کے حق میں اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائے گا۔

مثال: ایک عورت اپنے خاوند، ماں اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑ کر مرگئی۔ اس کی جائیداد 124 ایکڑ زرعی زمین ہے، خاوند نے عینی بھائی سے مصالحت کرلی اگر وہ اسے اپنی گاڑی دے دے تو وہ (خاوند) اس کے حق میں جائیداد میں سے اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائے گا۔

حل: اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (½)(3) ملے ماں کو (⅓)(2) ملے اور عینی بھائی کو (1) ملا۔ اب خاوند کا حصہ (3) عینی بھائی کو ملے گا۔ اس طرح عینی بھائی کا مجموعہ (4=1+3) 4 ہو جائے گا۔

		6	6
½	خاوند	3	-
⅓	ماں	2	2
ع	بھائی	1	4=1+3

ترکہ کی تقسیم

ماں کا حصہ : 8=6÷2X24 ایکڑ

عینی بھائی کا حصہ : 16=6÷4X24 ایکڑ

مشقی سوال اور ان کا حل

مثال: ایک شخص فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل وارث زندہ چھوڑے۔

① خاوند، 2 بیٹیاں، پوتا، پوتے نے وارثوں سے دوکان کے بدلے مصالحت کر لی اور اپنے حصہ سے نکل گیا۔

حل: اصل مسئلہ (12) ہے خاوند کو (¼)، (3) ملے۔ 2 بیٹیوں کو (⅔)، (8) ملے اور پوتے کو باقی (1) ملا۔ اب پوتے کا حصہ (1) اصل مسئلہ سے نکال دیا جائے گا۔ (11=1-12) اب نیا اصل مسئلہ (11) ہوگا۔ جس کے ذریعہ خاوند اور 2 بیٹیوں کے درمیاں جائیداد تقسیم کی جائے گی۔ خاوند کو (3) اور بیٹیوں کو (8) ملیں گے۔

② خاوند، ماں اور چچا، خاوند نے باقی وارثوں سے بیوی کے واجب الادا مہر کے عوض مصالحت کر لی۔

حل: اس کا اصل مسئلہ (6) ہے۔ خاوند کو (½)، (3) ملے اور ماں کو (⅓)، (2) ملے اور

باقی (1) چچا لے گا۔ اب خاوند کا حصہ (3) اصل مسئلہ سے نکال دیا جائے گا اور باقی (6-3=3) اب نیا اصل مسئلہ (3) ہوگا۔ جس کے ذریعہ ماں اور چچا کے درمیان ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ ماں کو (2) اور چچا کو (1) ملے۔

③ خاوند، بیٹی اور بیٹا، پھر بیٹی نے بیٹے سے مصالحت کر لی اگر وہ اپنی گاڑی دے دے تو وہ ترکہ میں سے اپنے حصہ سے اس کے حق میں دست بردار ہو جائے گی۔

حل: اصل مسئلہ (4) ہے خاوند کو (¼)، (1) ملا۔ بیٹی کو بطور عصبہ (۱) ملا اور بیٹے کو بطور عصبہ (2) ملے۔ بیٹی کا حصہ بیٹے کو دیا جائے گا۔ اب خاوند اور بیٹے کے درمیان جائیداد تقسیم کی جائے گی۔ خاوند کا حصہ (1) اور بیٹے کا (2+1=3) (3) ہے۔

④ بیوی، ماں، بیٹی اور پوتا پھر ماں نے بیوی سے مصالحت کر لی اس قرض کے عوض جو اس نے بیوی کو دینا تھا۔ اور ماں ترکہ سے نکل گئی۔

حل: اصل مسئلہ (24) ہے بیوی کو (⅛)، (3) ملے، ماں کو (⅙)، (4) ملے۔ بیٹی کو (½)، (12) ملے۔ باقی (5) پوتا بطور عصبہ لے گا۔ اب ماں کا حصہ (4) بیوی کو دیا جائے گا۔ اور جائیداد بیوی، بیٹی اور پوتے کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔ بیوی کا حصہ (3+4=7)، (7) ہے بیٹی کا حصہ (12) اور پوتے کا حصہ (5) ہے۔

⑤ خاوند، ماں، اخیافی بھائی اور چچا۔ اور ترکہ 60 کنال زمین اور 60000 روپے خاوند نے سب وارثوں سے مصالحت کر لی کہ نقد رقم 60000 روپے دیدیں تو وہ باقی ترکہ سے نکل جائے گا۔

حل: اصل مسئلہ (6) ہے خاوند کو (½)، (3) ملے۔ ماں (⅓)، (2) ملے اور اخیافی بھائی کو (⅙) (1) ملا۔ چچا عصبہ ہے اس کے لیے کچھ نہیں بچا۔ اب خاوند کا حصہ (3) اصل مسئلہ (6) سے نکال دیا (6-3=3) باقی (3) مسئلہ کا نیا اصل مسئلہ ہے۔ ماں کا

حصہ (2) اور اخیافی بھائی کا حصہ (1) ہے۔

ماں کا حصہ : 2x60÷3=40 کنال

اخیافی بھائی کا حصہ : 1x60÷3=20 کنال

۶ بیوی، دو عینی بہنیں اور اخیافی بھائی۔ بیوی نے باقی وارثوں سے ترکہ میں سے گھر کے عوض مصالحت کر لی۔

حل اصل مسئلہ (12) ہے لیکن اس میں (13) تک عول ہے۔ بیوی کو (¼)، (3) ملے۔ دو عینی بہنوں کو (⅔)، (8) ملے اور اخیافی بھائی کو (⅙)، (2) ملے۔ پھر بیوی کا حصہ (3) اصل مسئلہ سے نکال دیا (13-3=10) جواب (10) اس کا نیا اصل مسئلہ ہے۔ جس کے ذریعہ دو عینی بہنوں اور اخیافی بھائی کے درمیان ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ اب دو عینی بہنوں کا حصہ (8) ہے اور اخیافی بھائی کا حصہ (2) ہے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

المناسخات (مناسخہ کا بیان)

لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی: مناسخہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جو نسخ سے مشتق ہے۔ اس کے لغوی معنی ازالہ، تغیر اور نقل کے ہیں۔ اسی سے ہے «نَسَخْتُ الْكِتَابَ: أَيْ نَقَلْتُهُ إِلَى نُسْخَةٍ أُخْرٰى» ''میں نے اس سے دوسرا نسخہ نقل کیا۔''

اصطلاحی معنی: میت کے ترکہ کی تقسیم سے قبل پہلی میت کے وارثوں میں سے کوئی ایک یا زیادہ وارث فوت ہو جائیں۔ تو دوسری میت کے حصہ کو اس کے وارثوں میں تقسیم کرنے کو مناسخہ کہتے ہیں۔

نوٹ: مناسخہ کے مسائل کو حل کرتے وقت یہ جاننا ضروری ہے کہ پہلی میت مذکر ہے یا مؤنث ورنہ حل کرنے میں غلطی کا امکان ہے۔ مثلاً ایک شخص نے اپنے ماں، باپ اور دو بیٹیوں کو زندہ چھوڑا۔ پھر ایک بیٹی مذکورہ وارثوں کو چھوڑ کر فوت ہوگئی اگر پہلی میت مذکر ہے تو دوسرے مسئلہ کے وارث عینی بہن، دادا اور دادی ہونگے۔ اور اگر پہلی میت مؤنث ہے۔ تو اس کے وارث، عینی بہن، نانا اور نانی ہونگے۔ نانا ذوو الارحام میں سے ہے۔ اور وہ اصحاب الفروض کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتا۔

احوال المناسخہ (مناسخہ مسائل کی حالتیں)

مناسخہ کے مسائل کی تین حالتیں ہیں جو درج ذیل ہیں

پہلی حالت: دوسری میت کے ورثاء پہلی میت والے وارث ہی ہوں اور دونوں مسئلوں میں ان کے سہام بھی تبدیل نہ ہوں۔ اس صورت میں پہلی اور دوسری میت کا ترکہ زندہ وارثوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

مثال ①: ایک شخص چار بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل بڑا بیٹا اور بیٹی فوت ہو گئے۔ اب ترکہ باقی تین بیٹوں کے درمیان تقسیم ہو گا۔ اور فوت شدہ بیٹے اور بیٹی کو شمار نہیں کیا جائے گا۔

مثال ②: ایک آدمی اپنی بیوی، بیٹا اور بیٹی کو چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل بیوی مذکورہ دونوں بچوں کو چھوڑ کر فوت ہو گئی۔ اب ساری جائیداد بیٹے اور بیٹی کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾ کے تحت تقسیم ہو گی۔

دوسری حالت: دوسری میت کے وارث ہی پہلی میت والے وارث ہوں۔ لیکن ان کے سہام دوسرے مسئلہ میں تبدیل ہو گئے ہوں۔ مثلاً ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنی پہلی بیوی کے بطن سے ایک بیٹا اور دوسری بیوی کے بطن سے تین بیٹیاں زندہ چھوڑیں۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل ایک بیٹی فوت ہو گئی۔ پہلے مسئلہ میں سب بطور عصبہ وارث ہیں، لیکن دوسرے مسئلہ میں دونوں بیٹیاں میت کی عینی بہنیں بن

کر وارث ہوگی جس کا سہام (2/3) ہوگا اور بیٹا میت کا علاتی بھائی بن کر بطور عصبہ وارث ہوگا۔ یعنی پہلے مسئلہ میں سب وارث عصبہ تھے لیکن دوسرے مسئلہ میں بعض صاحب فرض بن کر وارث بنے اور دیگر بطور عصبہ وارث ہوئے۔

تیسری حالت: دوسری میت کے ورثاء بعض اوقات پہلی میت والے وارث ہی ہوتے ہیں لیکن ان کے ہمراہ مزید دیگر وارث بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ جو پہلی میت کے وارث نہیں تھے۔ مثلاً ایک شخص فوت ہوگیا اور اپنی بیوی، بیٹی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا، پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیٹی فوت ہوگئی، اس نے خاوند، بیٹا اور مذکورہ وارث زندہ چھوڑے، اس مثال میں دوسری میت (بیٹی) کے ورثاء مسئلہ میں شامل ہوگئے، جو پہلی میت کے وارث نہیں تھے۔

مناسخہ کی دوسری اور تیسری حالت کو حل کرنے کا طریقہ

ان حالتوں کو حل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل عمل کرنا ہوگا۔

① سب سے پہلے پہلی میت کے مسئلہ کو حل کر کے اس کا اصل مسئلہ معلوم کریں۔ اور اصل مسئلہ سے ہر وارث کو بشمول دوسری میت ان کا حصہ دیں۔ اگر تصحیح کی ضرورت ہو تو اصل مسئلہ کی تصحیح کریں، تاکہ ہر وارث کو اس کا حصہ کسر کے بغیر مل جائے۔

② اب دوسری میت کے مسئلہ کو حل کریں اور ہر وارث کو کسر کے بغیر اس کا حصہ دیں۔

③ دوسری میت کو جو حصہ پہلی میت کے اصل مسئلہ سے ملا ہے اسے اور دوسری میت کے اصل مسئلہ کو غور سے دیکھیں۔ ان دونوں عددوں کے درمیان، تماثل، تباین، توافق یا تداخل میں سے کون سی نسبت پائی جاتی ہے۔

تماثل کی مثال: اگر دونوں کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو پہلی میت کا اصل مسئلہ ہی مناسخہ کی جامعہ ہوگا۔ یعنی پہلی اور دوسری میت کے سب وارث اس جامعہ سے اپنا

اپنا حصہ لیں گے۔

مثال: ایک عورت اپنا خاوند، ماں اور چچا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے خاوند فوت ہوگیا اور اپنے تین بیٹے جو دوسری بیوی کے بطن سے تھے زندہ چھوڑے۔

حل پہلی میت کا اصل (6) ہے خاوند کو (½) (3) ملے ماں کو (⅓)، (2) ملے، باقی (1) چچا کو ملا۔ دوسری میت (خاوند) کے مسئلہ کا اصل (3) ہے ہر بیٹے کو (1) ملا۔ اب خاوند کو پہلی میت سے جو (3) ملے ہیں اور اس کے مسئلہ کا اصل

		6		3	6
½	خاوند	3	میت	=	=
⅓	ماں	2	=	=	2
ع	چچا	1	=	=	1
		ع	بیٹا	1	1
		ع	بیٹا	1	1
		ع	بیٹا	1	1

بھی (3) ہے۔ دونوں عددوں کے درمیان تماثل کی نسبت ہے چنانچہ مسئلہ کی جامعہ (6) ہوگئی۔ اب پہلی میت اور دوسری میت کے سب وارث (6) سے اپنا اپنا حصہ لیں گے۔ چنانچہ ماں کو (2) چچا کو (1) اور تین بیٹوں کو (3) ہر ایک کو (1) ملا۔

تباین کی مثال: اگر دوسری میت کا حصہ جو اسے پہلی میت سے ملا ہے، اس کے اور دوسری میت کے اصل کے درمیان تباین کی نسبت ہو۔ تو دوسری میت کے اصل کو پہلی میت کے اصل کے ساتھ ضرب دیں۔ اور حاصل ضرب مناسخہ کی جامعہ ہوگی۔ اب دوبارہ دوسری میت کے اصل کو پہلی میت کے سب وارثوں کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں اور جواب ان کے ناموں کے سامنے جامعہ کے تحت لکھیں۔ اس طرح

دوسری میت کے حصہ کو جو اسے پہلی میت سے اصل سے ملا ہے اسے دوسری میت کے سب وارثوں کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں۔ اور جواب کو ان کے ناموں کے سامنے جامعہ کے تحت لکھیں اور جس وارث کو دونوں مسئلوں سے دو حصے ملیں ہیں انہیں جمع کریں وہ اس وارث کا حصہ ہوگا۔

مثال: ایک آدمی اپنی ماں، علاتی بہن اور چچا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ ترکہ کی تقسیم سے قبل علاتی بہن اپنے خاوند اور مذکورہ چچا کو چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

		2x6		2	12
1/3	ماں	2x2	=	=	4
1/2	علاتی بہن	3	میت	=	=
ع	چچا	2x1	(ع) چچا	3x1	5=3+2
		1/2	خاوند	3x1	3

حل، پہلی میت کا اصل مسئلہ (6) ہے۔ ماں کو (1/3) (2) ملے، علاتی بہن کو (1/2)، (3) ملے اور باقی (1) چچا کو ملا۔ دوسری میت (علاتی بہن) کا اصل مسئلہ (2) ہے۔ خاوند کو (1/2)، (1) ملا اور باقی (1) چچا کو ملا۔ دوسری میت کا اصل (2) ہے اور اسے پہلی میت سے (3) ملے ہیں۔ (2) اور (3) کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ اب علاتی بہن کے مسئلہ کے اصل (2) کو پہلی میت کے اصل (6) سے ضرب دیں گے۔ (12=2x6) حاصل ضرب (12) مناسخہ کی جامعہ ہوگی، اب دوبارہ (2) سے پہلی میت کے سب وارثوں کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں گے، اسی طرح دوسری میت کے حصہ (3) کو جو اسے پہلی میت کے اصل سے ملا ہے اسے دوسری میت کے سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ اس طرح ماں کو (4) چچا کو پہلے مسئلہ سے (2) اور دوسرے مسئلہ سے (3) اور کل (5) ملے اور خاوند کو (3) ملے۔

توافق کی مثال: دوسری میت کا وہ حصہ جو اسے پہلی میت کے اصل مسئلہ سے ملا ہے، اس کے اور اس کے اصل کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو ان کا توافق (القاسم المشترك الاعظم) معلوم کریں۔ اب دوسری میت کے اصل کو اس وفق سے تقسیم کریں حاصل تقسیم کو پہلی میت کے اصل سے ضرب دیں، حاصل ضرب دونوں مسئلوں کی جامعہ ہوگی۔ پھر اسی عدد سے پہلی میت کے سب وارثوں کے حصوں کے ساتھ ضرب دیں، اور جواب جامعہ کے تحت لکھیں۔ اب دوسری میت کے حصہ کو جو اسے پہلی میت سے ملا ہے اسے اسی وفق کے ساتھ تقسیم کریں۔ اور جواب کو دوسری میت کے سب وارثوں کے حصہ کے ساتھ ضرب دیں، جن وارثوں کو دونوں مسئلوں سے الگ الگ حصہ ملا ہے ان کو جمع کریں۔ اور جامعہ کے تحت لکھیں۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اس نے اپنی بیوی، بیٹی اور عینی بھائی کو زندہ چھوڑا۔ ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیٹی فوت ہوگی اور اپنا خاوند، بیٹی اور مذکورہ بالا وارثوں کو زندہ چھوڑا (یعنی ماں کو جو پہلے مسئلہ میں بیوی تھی۔ اور چچا کو پہلے مسئلہ میں عینی بھائی تھا)۔

24	12		3X8		
5=2+3	1X2	1/6 ماں	3X1	بیوی	1/8
=	=	میت	4	بیٹی	1/2
10=1+9	1X1	(ع) چچا	3X3	عینی بھائی	ع
3	1X3	خاوند	1/4		
6	1X6	بیٹی	1/2		

حل پہلی میت کا اصل مسئلہ (8) ہے بیوی کو (1/8)(1) ملا، بیٹی کو (1/2)، (4) ملے اور باقی (3) عینی بھائی نے بطور عصبہ لیے۔ دوسری میت میت (بیٹی) کا اصل مسئلہ (12) ہے۔ ماں کو (1/6)(2) ملے جو پہلے مسئلہ میں بیوی تھی خاوند کو (1/4)(3) ملے، بیٹی کو (1/2)(6) ملے اور باقی

(1) چچا کو ملے جو پہلے مسئلہ میں عینی بھائی تھا۔ دوسری میت (بیٹی) کا اصل مسئلہ (12) ہے اور اسے پہلی میت کے اصل سے (4) ملے ہیں۔ (4) اور (12) کے درمیان التوافق بالربع کی نسبت ہے، اصل (12) کو (4) سے تقسیم کیا (12÷4=3) حاصل تقسیم (3) کو پہلی میت (بیوی) کے اصل (8) سے ضرب دیا۔ (3x8=24) حاصل ضرب (24) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ دوبارہ (3) سے پہلی میت کے سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیا اب دوسری میت کے حصہ کو توافق (4) سے تقسیم کیا۔ (4÷4=1) حاصل تقسیم (1) کو دوسری میت کے سب وارثوں کے ساتھ ضرب دیا۔ اور ان کے جوابات کو جامعہ کے تحت لکھا۔ اس طرح بیوی کو دو حصے ملے ان کا مجموعہ (3+2=5) (5) بیوی کا حصہ ہے اس طرح عینی بھائی کو دو حصے ملے ان کا مجموعہ (9+1=10) (10) اس کا حصہ ہے۔ خاوند کو (3) ملے اور دوسری میت کی بیٹی کو (6) ملے۔

نوٹ: اگر دوسری میت کے بعد تیسرا وارث فوت ہو جائے تو مناسخہ کی پہلی جامعہ کو پہلی میت کا اصل تصور کیا جائے گا۔ اور تیسری میت کے اصل مسئلہ کو دوسری میت کا اصل تصور کیا جائے گا۔ پھر تیسری میت کو جو پہلی جامعہ سے حصہ ملا ہے۔ اس کے اور جو اس کا اصل مسئلہ ہے ان کے درمیان دیکھیں کہ کون سی نسبت پائی جاتی ہے۔ پھر گذشتہ طریقہ کی طرح اسے حل کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر چوتھا اور پانچواں وارث فوت ہو جائیں تو اسی طرح عمل کرتے رہیں گے۔ حتی کہ مناسخہ کی آخری جامعہ حاصل کر لی جائے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنی بیوی، ماں، بیٹی اور عینی بہن کو زندہ چھوڑا۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیوی اپنے نئے خاوند، بیٹے اور مذکورہ وارثوں کو چھوڑ کر فوت ہو گئی،

اس کے بعد عینی بہن بھی اپنے خاوند، بیٹے اور مذکورہ وارثوں کو چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

288	5X12		3X96	3X4		4X24		
=	=	=	=	=	میت	3	بیوی	⅛
58=10+48	5X2	⅙ ماں	3X16	=	=	4X4	ماں	⅙
153	=	=	3X51	3X1	ع بیٹی	4X12	بیٹی	½
=	=	میت	20	=	=	4X5	عینی بہن	ع
9	=	=	3X3	3X1	¼ خاوند			
18	=	=	3X6	3X2	ع بیٹا			
15	5X3	¼ خاوند						
35	5X7	ع بیٹا						

حل: پہلی میت کا اصل مسئلہ (24) ہے۔ بیوی کو (⅛)(3) ملے، ماں کو (⅙)(4) ملے بیٹی کو (½)(12) ملے اور باقی (5) عینی بہن کو بطور عصبہ ملے۔ اب دوسری میت (بیوی) کا اصل مسئلہ (4) ہے خاوند کو (¼)(1) ملا، باقی (3) میں سے بیٹی کو (1) ملا، اور بیٹے کو (2) ملے۔ بیوی کا اصل مسئلہ (4) اور اس کے حصے (3) کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ لہذا بیوی کے اصل مسئلہ (4) کو پہلی میت کے اصل مسئلہ (24) سے ضرب دیا۔ (4X24 = 96) حاصل ضرب (96) مسئلہ کی پہلی جامعہ ہے۔ اس سے ماں (16) ملے، بیٹی کو دو حصے ملے ان کا مجموعہ (51=3+48)، (51) بیٹی کا حصہ ہے۔ عینی بہن کو (20) ملے خاوند کو (3) اور بیٹے کو (6) ملے۔ اب تیسری میت (عینی بہن) کا اصل مسئلہ (12) ہے۔ اور اسے پہلی جامعہ

سے (20) ملے ہیں۔ (12) اور (20) کے درمیان توافق بالربع کی نسبت ہے لہذا عینی بہن کے اصل (12) کو (4) سے تقسیم کیا (3=4÷12)۔ حاصل تقسیم (3) سے پہلے جامعہ (96) کو ضرب دیا (288 = 3X96) حاصل ضرب (288) اس مسئلہ کی آخری جامعہ ہے۔ پھر پہلی جامعہ کے تحت سب وارثوں کے حصوں کو بھی (3) سے ضرب دیا۔ پھر عینی بہن کے حصہ (20) کو (4) سے تقسیم کیا (5=4÷20) حاصل تقسیم (5) سے ماں، خاوند اور بیٹے کے حصوں سے ضرب دیا۔ اور ان کے جوابات کو جامعہ کے تحت لکھا۔ چنانچہ آخری جامعہ (288) میں سے ماں کو (58) ملے، بیٹی کو (153) ملے۔ بیوی کے نئے خاوند کو (9) ملے اس کی بیٹی کو (18) ملے عینی بہن کے خاوند کو (15) ملے اور اس کے بیٹے کو (35) ملے۔

مثال ②: ایک عورت فوت ہوگی اور اپنے خاوند، ماں اور بیٹی کو زندہ چھوڑا ترکہ کی تقسیم سے قبل خاوند فوت ہوگیا اور اپنی نئی بیوی ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔ پھر بیٹی فوت ہوگئی اور اپنی بیٹی، دو بیٹوں اور مذکورہ وارثوں کو زندہ چھوڑا۔ پھر ماں فوت ہوگئی۔ اور اپنے خاوند اور دو عینی بھائیوں کو زندہ چھوڑا۔

حل: خاوند، بیٹی، ماں والا مسئلہ رد کا مسئلہ ہے اس کی جامعہ (16) ہے۔ دوسرا مسئلہ بیوی ماں اور باپ کا عمرتین مسئلہ ہے اس کا اصل مسئلہ (4) ہے۔ خاوند کے حصے (4) اور اس کے اصل (4) میں تماثل کی نسبت ہے لہذا (16) مناسخہ کی پہلی جامعہ ہے۔ پھر بیٹی فوت ہوگئی بیٹی کا حصہ (9) اور اس کے اصل (6) کے درمیان توافق بالثلث ہے۔ لہذا پہلی جامعہ (16) کو (2) سے ضرب دیا (32 = 2X16) حاصل ضرب (32) مناسخہ کی دوسری جامعہ ہے۔ پھر نانی فوت ہوگئی اس کا اصل (2) ہے اور اس کی تصحیح (4) ہے اور اس کا حصہ (9) ہے۔ (4) اور (9) کے درمیان تباین کی نسبت ہے لہذا دوسری جامعہ (32) کو (4) سے ضرب دیا (128=4X32) حاصل

ضرب (128) مناسخہ کی آخری جامعہ ہے۔ لہذا جامعہ میں سے بیوی کو (8) ملے، ماں کو (8) ملے، باپ کو (16) ملے۔ پہلی بیٹی کی بیٹی کو (12) ملے، اس کے پہلے بیٹے کو (24) ملے، دوسرے بیٹے کو بھی (24) ملے۔ پھر ماں کے خاوند کو (18) ملے اس کے پہلے عینی بھائی کو (9) ملے اور دوسرے عینی بھائی کو بھی (9) ملے۔

اس مثال کا ٹیبل درج ذیل ہے

حل

128	4=2x2		4x32	3x6		2x16	4	جامعہ الرد 16			
=	=	=	=	=	=	=	=	میت	4	خاوند	1/4
=	=	=	=	=	میت	9	=	=	9	بیٹی	1/2
=	=	میت	9=3+6	3=3x1	1/6 نانی	6=2x3	=	=	3	ماں	1/6
8	=	=	8=4x2	=	=	2=2x1	1	1/4 بیوی			
8	=	=	8=4x2	=	=	2=2x1	1	1/3 ماں			
16	=	=	16=4x4	=	=	4=2x2	2	ع باپ			
12	=	=	12=4x3	3=3x1	ع بیٹی						
24	=	=	24=4x6	6=3x2	ع بیٹا						
24	=	=	24=4x6	6=3x2	ع بیٹا						
18	18=9x2	1/2 خاوند									
9	9x1	ع بھائی									
9	9x1	ع بھائی									

مثال 3: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی بیوی، بیٹی اور چچا کو زندہ چھوڑا پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیٹی مذکورہ ورثاء کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔ پھر بیوی اپنا خاوند اور دو عینی بہنوں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

		3X8		3	24		7/6	24
1/8	بیوی	3=3X1	1/3 ماں	4=4X1	7=4+3	میت	=	=
1/2	بیٹی	4	میت	=	=	=	=	=
ع	چچا	9=3X3	ع چچا	8=4X2	17=8+9	=	=	17
						1/2 خاوند	3	3
						2/3 دو عینی بہنیں	4	4

حل: پہلے مسئلہ کا اصل مسئلہ (8) ہے۔ پھر بیٹی فوت ہوگئی اس کا اصل مسئلہ (3) اور اس کا حصہ (4) ہے۔ (3) اور (4) کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ چنانچہ (8) کو (3) سے ضرب دیا (24 = 8X3) حاصل ضرب (24) مناسخہ کی پہلی جامعہ ہے۔ پھر بیوی فوت ہوگئی۔ بیوی کے مسئلہ کا اصل مسئلہ (6) ہے لیکن اس میں (7) تک عول ہے اس طرح بیوی کے حصہ (7) اور اس کے اصل مسئلہ (7) کے درمیان تماثل کی نسبت ہے لہذا پہلی جامعہ (24) ہی آخری جامعہ ہوگئی۔ اس میں سے چچا کو (17) ملے۔ بیوی کے خاوند کو (3) اور اس کی دو عینی بہنوں کو (4) ملے ہر ایک کو (2) ملے۔

مثال 4: ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے بیوی، دو بیٹے (الف) اور (ب) اس کے بطن سے ایک اور بیٹا (ج) اور بیٹی مطلقہ بیوی کے بطن سے زندہ چھوڑے۔ پھر ترکہ کی

تقسیم سے قبل بیٹا (ج) فوت ہوگیا اس اپنی ماں اور مذکور ورثاء زندہ چھوڑے۔ پھر بیٹا (الف) اپنے دو اخیافی بھائیوں اور مذکورہ ورثاء کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ پھر بیٹا (ب) مذکورہ ورثاء کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ پھر بیوی اپنے دو بیٹے جو گزشتہ مسئلہ میں اخیافی بھائی ہیں اور دیگر مذکورہ وارثوں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

مثال:4 کا حل شدہ ٹیبل اگلے صفحہ پر موجود ہے۔

حق		3x8		1x6	6x24		7x6	2x144		21x6	2x288		71x2	576
1/8	بیوی	3=3x1	=	=	18=6x3	1/6 ماں	=7x1	25=7+18 50=2x25	1/6 ماں	21x1	71=21+50	میت	=	=
ع	بیٹا (ا)	6=3x2	ع علاتی بھائی	1x1	7=1+6	میت	=	=	=	=	=	=	=	=
ع	بیٹا (ب)	6=3x2	ع علاتی بھائی	1x1	7=1+6 42=6x7	ع عینی بھائی	21=7x3	63=21+42	میت	=	=	=	=	=
ع	بیٹا (ج)	6=3x2	میت	=	=	=	=	=	=	=	=	=	=	=
ع	بیٹی	3=3x1	1/2 عینی بہن	1x3	6=3+3 36=6x6	م علاتی بہن	=	72=2x36	1/2 علاتی بہن	63=21x3	135=63+72 270=2x135	=	=	270
			1/6 ماں	1x1	6=6x1	=	=	12=2x6	=	=	24=2x12	=	=	24
						1/6 اخیافی بھائی	7x1	14=2x7	1/6 اخیافی بھائی	21x1	35=21+14 70=2x35	ع بیٹا	71x1 71=	71+70 141=
						1/6 اخیافی بھائی	7x1	14=2x7	1/6 اخیافی بھائی	21x1	35=21+14 70=2x35	ع بیٹا	71x1 71=	71+70 141=

مشقی سوال

① ایک آدمی فوت ہوگیا اس نے اپنے دو بیٹے اور دو بیٹیاں زندہ چھوڑیں پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے ایک بیٹا فوت ہوگیا اور اپنی بیوی، بیٹی اور مسئلہ میں مذکورہ ورثاء کو زندہ چھوڑا۔

② ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اپنی تین بیٹیاں، ماں اور ایک بیٹیا (اپنی مطلقہ بیوی کے بطن سے) کو زندہ چھوڑا۔ ترکہ کی تقسیم سے قبل ایک بیٹی فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، بیٹی اور مذکورہ ورثاء کو زندہ چھوڑا۔ پھر بیٹا فوت ہوگیا اور اپنی بیوی، دو بیٹیوں او رمذکورہ ورثاء کو زندہ چھوڑا۔

③ ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اور ماں، باپ اور دو بیٹیوں کو زندہ چھوڑا، پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل ایک بیٹی مذکورہ ورثاء کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

④ ایک آدمی اپنی بیوی، بیٹی اور بیٹے کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے پہلے بیٹی مذکورہ ورثاء کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

⑤ ایک عورت اپنا خاوند، ماں، دو عینی بہنیں اور دو اخیافی بہنیں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل خاوند اپنی بیوی ماں اور باپ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔

⑥ ایک عورت اپنے خاوند، ماں اور عینی بہن کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگئی۔ پھر ترکہ کی تقسیم سے قبل خاوند سے مذکورہ عینی بہن سے شادی کر لی اور پھر اپنی بیوی، دو بیٹیوں، ماں اور باپ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔

میراث الحمل (حمل کی وراثت)

حمل کے لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی معنی: حمل (بسکون المیم) لغت میں ثقل کے معنی میں آتا ہے۔

اصطلاحاً: ماں کے رحم میں جو نطفہ قرار پا جاتا ہے چاہے مذکر ہو یا مؤنث اسے حمل کہتے ہیں۔

حمل کی جنس غیر معلوم ہوتی ہے۔ پتہ نہیں وہ لڑکا ہے یا لڑکی اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ زندہ پیدا ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر زندہ پیدا ہو۔ تو وہ اپنے مورث کی جائیداد کا وارث ہوگا۔ اور اگر وہ مردہ پیدا ہوا تو وہ وارث نہیں ہوگا۔

حمل چونکہ مجہول الوصف ہوتا ہے۔ اس لیے میت کی جائیداد کی حتمی تقسیم ممکن نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ وضع حمل کے بعد جائیداد تقسیم کی جائے۔ لیکن دوسرے ورثاء جو حمل کے ہمراہ ترکہ میں شریک ہیں ان کے حالات کے مدنظر جائیداد کی عارضی تقسیم کی جا سکتی ہے۔ پھر پیدائش کے بعد حتمی تقسیم کی جائے گی۔

حمل کے وارث بننے کی شروط (شروط إرث الحمل)

حمل کے وارث بننے کی دو شرطیں ہیں

① مورث کی موت کے وقت حمل ماں کے رحم میں موجود ہونا چاہیے۔ یہ تب ثابت ہوتا ہے جب بچہ کی پیدائش مقررہ وقت کے اندر اندر ہو۔ اس مدت میں فقہاء کے

درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

احناف کے نزدیک حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے

امام احمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں حمل کی اکثر مدت چار سال ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں پانچ سال ہے۔ لیکن سب فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ حمل کی اقل مدت چھ ماہ ہے۔ اگر کوئی بچہ مورث کی موت کے بعد اکثر مدت کے اندر پیدا ہو تو وہ وارث ہوگا اور اگر اکثر مدت کے بعد پیدا ہوا تو وہ میت کا وارث نہیں ہوگا۔

اگر حمل میت کے اپنا نہیں بلکہ اس کے ماں، باپ، بیٹا یا بھائی وغیرہ کا ہو تو اس کے وارث بننے کی یہ شرط ہے کہ میت کی وفات کو چھ ماہ پورے ہوتے ہی یا اس سے پہلے بچہ پیدا ہو۔ اگر چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا۔ تو وہ وارث نہیں بنے گا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ میت کی وفات کے وقت وہ عورت حاملہ نہ ہو۔ اور حمل بعد میں ٹھہرا ہو۔ جب شک پیدا ہوگیا۔ تو بچہ وارث نہیں بن سکتا کیونکہ وارث بننے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ حمل مورث کی وفات کے وقت موجود ہو۔

② حمل ماں کے رحم سے زندہ پیدا ہو۔ اس کی زندگی کے آثار جاننے کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً پیدائش کے وقت بچے کا چلانا۔ چھینک مارنا یا رونا وغیرہ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

«قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطفل لا يصلى عليه وَلَا يَرِثُ وَلَا يُورَثُ حَتّى يَسْتَهِلَّ» (ابن ماجه، الترمذى)

"بچہ جب تک پیدائش کے وقت چیخے، چلاے نہ تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ اور نہ ہی وہ وارث ہوگا اور نہ ہی دوسرے اس کے وارث ہوگئے۔"

حمل والے مسئلہ کو حل کرنے کا طریقہ

حمل والے مسئلہ کو دو دفعہ حل کیا جائے گا۔ ایک دفعہ حمل کو مذکر تصور کریں گے اور دوسری دفعہ حمل کو مؤنث تصور کریں گے۔ دونوں مسئلوں کے اصل مسئلہ اگر مختلف ہوں تو انہیں متحد یعنی ایک جیسا بنانا ہوگا۔ وہ اس طرح کہ دیکھنا ہوگا کہ دونوں اصولوں کے درمیان تماثل، تباین، توافق میں سے کوئی سی نسبت پائی جاتی ہے۔ اگر دونوں اصولوں کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو ان میں سے کسی ایک کو حمل کی جامعہ بنائیں گے، اور اگر ان کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو مذکر والے اصل کو مؤنث والے اصل سے اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ اسی طرح مؤنث والے اصل کو مذکر والے اصل سے اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ اور اگر ان کے درمیان توافق کی نسبت ہو۔ تو مذکر والے اصل کے وفق کو مؤنث والے پورے اصل سے اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے اسی طرح مؤنث والے اصل کے وفق کو مذکر والے پورے اصل سے اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ پھر کسی ایک تصحیح شدہ اصل کو حمل کی جامعہ بنائیں گے۔

جس وارث کا حصہ ان دونوں صورتوں میں نہیں بدلا اسے اس کا پورا حصہ دیں گے۔ جس وارث کا حصہ کسی مسئلہ میں کم ہوگیا تو اسے کم دیا جائے گا۔ اگر کوئی وارث دونوں صورتوں میں سے کسی صورت میں محروم ہو جاتا ہے تو اسے اس عارضی تقسیم سے کچھ نہیں دیا جائے گا۔ اگر کوئی وارث دونوں صورتوں میں محروم ہوتا ہے تو وہ جائیداد سے محروم ہوگا۔ اس عارضی تقسیم میں جو حصے بچ جائے گے انہیں حمل کی پیدائش تک محفوظ اور موقوف کرلیا جائے گا۔ پھر بچے کی پیدائش کے بعد دیکھا جائے گا۔ جو مزید حصے کا حقدار ہوگا اسے اس

موقوف سے دے دیا جائے گا۔ اس عارضی تقسیم میں سے وارثوں سے ضامن لیا جائے گا کہ جنہیں ان کے حق سے زیادہ حصہ ملا ہے تو وہ دیگر ورثاء کو واپس کر دیں گے۔

حمل اگر دوسرے وارثوں کے لیے حاجب ہے تو حمل کی پیدائش تک ترکہ تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ حمل اگر ایک صورت میں وارث بنتا ہے اور دوسری صورت میں وارث نہیں بنتا تو اس کا پورا حصہ اس کی پیدائش تک موقوف رکھا جائے گا۔ حمل اگر دونوں صورتوں میں وارث نہیں بنتا تو اس کی پیدائش کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ترکہ کو وارثوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا۔ مثلاً ایک آدمی نے اپنا باپ اور ماں جو دوسرے خاوند سے حاملہ ہے زندہ چھوڑا۔ اس مثال میں حمل اخیافی بھائی سے یا اخیافی بہن ہیں دونوں باپ کی موجودگی کی وجہ سے محروم ہیں اس لیے باپ اور ماں کے درمیان ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ ماں (1/3) ملے گا اور باقی (2/3) باپ لے گا۔

تماثل کی مثال: ایک آدمی فوت ہو گیا اور اپنے باپ اور حاملہ بیوی کو زندہ چھوڑا۔

اس مثال کی دونوں صورتوں میں اصل مسئلہ (24) ہے۔ اس لیے اس کی جامعہ (24) ہے۔ بیوی کو (3) باپ کو (4) اس کا کم والا حصہ ملا، اور باقی (17) موقوف ہیں۔ اگر لڑکا پیدا ہوا تو سارے وہی لے گا۔ اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو لڑکی کو (17) میں سے (12) دیں گے اور باقی (5) باپ کو مزید دیں گے۔ اس طرح باپ کو (9) ملیں گے۔

حمل

	مفروض مذکر	24
1/8	بیوی	3
1/6	باپ	4
ع	حمل (لڑکا)	17

	مفروض مؤنث	24
1/8	بیوی	3
1/6 ع	باپ	9=5+4
1/2	حمل (لڑکی)	12

جامعہ	24
بیوی	3
باپ	4
موقوف	17

تباین کی مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنا پوتا، پوتی اور بیٹے کی حاملہ بیوی کو زندہ چھوڑا۔
مذکر والے مسئلہ کا اصل (5) ہے اور مؤنث والے مسئلہ کا اصل (4) ہے دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ لہذا اس کی جامعہ(20=5x4) حاصل ضرب (20) ہے۔ پوتے کو اس کا کم حصہ (8) دیں گے۔ اور پوتی کو بھی اس کا کم حصہ (4) دیں گے۔ باقی (8) موقوف ہیں۔ اگر لڑکا پیدا ہوا تو سارے موقوف وہی لے گا۔ اور اگر لڑکی پیدا ہوئی تو وہ (8) میں سے (5) لے گی اور باقی (3) میں سے پوتا مزید (2) لے گا اور پوتی مزید (1) لے گی۔

حل

	مفروض مذکر	4x5	20
ع	پوتا	4x2	8
ع	پوتی	4x1	4
ع	حمل (پوتا)	4x2	8

	مفروض مؤنث	5x4	20
ع	پوتا	5x2	10
ع	پوتی	5x1	5
ع	حمل (پوتی)	5x1	5

جامعہ	20
پوتا	8
پوتی	4
موقوف	8

توافق کی مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اس نے اپنا خاوند اور ماں کو جو اس کے باپ سے سے حاملہ ہے زندہ چھوڑا۔ (حمل عینی بھائی ہے یا عینی بہن)
مذکر والے مسئلے کا اصل (6) ہے اور مؤنث والے مسئلہ کا اصل (8) کیونکہ اس میں عول واقع ہوا ہے۔ (6) اور (8) کے درمیان توافق بالنصف کی نسبت ہے۔ لہذا اصل (6) کو (4) سے ضرب دیں گے اور اصل (8) کو (3) سے ضرب دیں گے۔ اس مسئلہ کی جامعہ (24) ہے۔ اس عارضی تقسیم میں خاوند کو اس کا اقل حصہ (9) دیں گے۔ اور ماں کو اس اقل حصہ (6) دیں گے اور باقی (9) موقوف ہوں گئے۔ اگر لڑکی پیدا ہوئی تو وہ سارے موقوف لے گی اور اگر لڑکا پیدا ہو تو وہ (9) میں سے (4) لے

گا۔ اور باقی (5) میں سے خاوند مزید (3) لے گا اور ماں مزید (2) لے گی۔

	مفروض مذکر	4x6	24
½	خاوند	4x3	12
⅓	ماں	4x2	8
ع	حمل (لڑکا)	4x1	4

	مفروض مؤنث	3x8	24
½	خاوند	3x3	9
⅓	ماں	3x2	6
½	حمل (لڑکی)	3x3	9

جامعہ	24
خاوند	9
ماں	6
موقوف	9

مشقی سوال

ایک شخص فوت ہوگیا اور مندرجہ ذیل ورثاء زندہ چھوڑے۔ درج ذیل مسائل کو حل کریں اور بتائیں عارضی تقسیم میں حمل کے لیے کیا موقوف رکھا جائے گا۔

① باپ، پوتی اور اپنی حاملہ بیوی۔

② دو بیٹیاں، پوتی اور اپنے بیٹے کی حاملہ بیوی۔

③ ماں، عینی بھائی اور اپنی حاملہ بیوی۔

④ باپ، ماں، بیٹی اور بیٹے کی حاملہ بیوی۔

⑤ ماں، عینی بہن اور اپنی حاملہ بیوی۔

⑥ عینی بہن، 2 اخیافی بہنیں، ماں میت کے باپ سے حاملہ۔

⑦ بیوی، بیٹی، عینی بہن اور اپنے بیٹے کی حاملہ بیوی۔

⑧ باپ، ماں، بیٹی اور اپنی حاملہ بیوی۔

⑨ باپ اور اپنی ماں جو حاملہ ہے۔ ⑩ بیٹا اور اپنی حاملہ بیوی۔

میراث الخنثی (مخنث "ہجڑے" کی وراثت)

لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی معنی: خنثی فُعْلٰی کے وزن پر ہے اور خنث سے مشتق ہے۔ یہ نرمی، مڑ جانا اور ٹوٹنے کے معنی میں آتا ہے۔ کہا جاتا ہے خنث الرجل جب آدمی عورتوں کی طرح بات کرے اور اپنی چال، لباس وغیرہ میں عورتوں سے مشابہت کرے۔

اصطلاحا: خنثی ہجڑے کو کہتے ہیں۔ جس کی شرمگاہ مردوں اور عورتوں والی ہو۔ یا دونوں میں سے کوئی بھی نہ ہو بلکہ پیشاب کرنے کے لیے ایک سوراخ ہو اور کسی بھی شرمگاہ سے مشابہ نہ ہو۔

وہ وارث جو خنثی ہو سکتے ہیں: اسلام میں یہ قطعی طور پر ممکن نہیں کہ ماں، باپ، یا خاوند، بیوی خنثی ہوں لیکن ورج ذیل وارث خنثی ہو سکتے ہیں۔

① بیٹا ② پوتا ③ عینی، علاتی اور اخیافی بھائی، ④ عینی اور علاتی بھائی کے بیٹے

⑤ عینی اور علاتی چچا ⑥ چچا کے بیٹے ⑦ معتق

خنثی کی میراث

خنثی جس میں مرد اور عورت والے دونوں عضو مخصوص موجود ہوں یا پھر دونوں عضووں میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ بلکہ ان کے بجائے ایک سوراخ ہو جس سے وہ پیشاب کرتا ہو۔ اکثر یہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ خنثی کے سن بلوغت کو پہنچنے پر مرد یا عورت کی

علامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں جیسے ڈاڑھی کا نکل آنا، خواب میں مردوں کی طرح احتلام آنا، یا عورتوں کے طرح پستانوں کا ظاہر ہونا۔ عورت والی شرمگاہ سے پیشاب کرنا، حیض کا آنا چاہے زندگی میں ایک ہی دفعہ آئے وغیرہ وغیرہ۔ اگر خنثیٰ میں مرد والی علامتیں غالب ہوں تو وہ مرد کی میراث لے گا۔ اگر اس میں عورتوں والی علامتیں غالب ہوں تو وہ عورت کی میراث لے گا۔

خنثیٰ کی اقسام: خنثیٰ کی دو قسمیں ہیں: ① خنثیٰ غیر مشکل ② خنثیٰ مشکل

① خنثیٰ غیر مشکل: یہ وہ بچہ ہے جس کی مستقبل میں مرد یا عورت والی علامتیں ظاہر ہونے کی امید ہو۔

اگر ایک شخص فوت ہو جائے اور اس کے وارثوں میں کوئی وارث خنثیٰ اور وہ ابھی بچہ ہی ہو۔ اور مستقبل میں مرد یا عورت کی علامتیں ظاہر ہونے کی امید ہو۔ بہتر تو یہ ہے کہ خنثیٰ کے بالغ ہونے تک جائیداد کو تقسیم نہ کیا جائے، لیکن دوسرے ورثاء کا لحاظ رکھتے ہوئے جائیداد کی عارضی تقسیم کی جا سکتی ہے۔

خنثیٰ غیر مشکل والے مسئلہ کو حل کرنے کا طریقہ

(ا) خنثیٰ غیر مشکل کے مسئلہ کو دو دفعہ حل کیا جائے گا۔ ایک دفعہ خنثیٰ کو مذکر اور دوسری دفعہ اس کو مؤنث تصور کریں گے۔ اگر دونوں مسئلوں کے اصل کے درمیان تماثل کی نسبت ہو تو مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں ان میں سے کسی ایک اصل کو خنثیٰ کی جامعہ بنائیں گے۔ اور ہر وارث کو بمع خنثیٰ دونوں مسئلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیں گے۔ اور باقی حصہ کو خنثیٰ کے سن بلوغت کو پہنچنے تک موقوف رکھیں گے۔ اگر کوئی وارث دونوں مسئلوں میں سے کسی ایک مسئلہ میں محروم ہوتا ہے یعنی وارث

نہیں بنتا تو وہ خنثٰی کی حالت کے انکشاف ہونے تک غیر وارث قرار پائے گا۔

تماثل کی مثال:

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، باپ اور بیٹا خنثٰی زندہ چھوڑا جس کے حال کے انکشاف کی امید ہے۔

دونوں مسئلوں کا اصل (12) ہے ان کے درمیان تماثل کی نسبت ہے لہذا اس کی جامعہ (12) ہے۔ خاوند کو (3)، باپ کو (2) اور خنثٰی کو (6)، ان کے اقل حصے دے۔ اور باقی (1) خنثٰی کی حالت کے انکشاف تک موقوف ہے۔ اگر خنثٰی مرد ظاہر ہوا تو باقی (1) وہ لے گا اور اگر خنثٰی عورت ظاہر ہوئی تو باقی (1) باپ لے گا۔

حل

	مذکر	12
1/4	خاوند	3
1/6	باپ	2
ع	خنثٰی بیٹا	7

	مؤنث	12
1/4	خاوند	3
1/6 ع	باپ	1+2
1/2	خنثٰی بیٹی	6

جامعہ	12
خاوند	3
باپ	2
خنثٰی	6
موقوف	1

تباین کی مثال: اگر دونوں مسئلوں کے اصل کے درمیان تباین کی نسبت ہو تو مذکر والے اصل کو مؤنث والے اصل کے ساتھ ضرب دیں گے۔ نیز اس اصل کے تحت سب وارثوں کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے۔ اس طرح مؤنث والے اصل کو مذکر والے اصل کے ساتھ ضرب دیں گے۔ نیز اس کے تحت سب وارثوں کے حصہ سے بھی ضرب دیں گے پھر کسی ایک تصحیح کو خنثٰی کی جامعہ بنائیں گے۔ اور ہر وارث کو بمع خنثٰی دونوں مسئلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیں گے باقی حصہ کو خنثٰی کے سن بلوغت

کو پہنچنے تک موقوف رکھیں گے۔

مثال: ایک آدمی فوت ہوگیا۔ اور اپنا بیٹا، بیٹی اور بیٹا خنثیٰ زندہ چھوڑا۔ مستقبل میں اس کی حالت کی انکشاف کی امید ہے۔

اس مسئلہ میں مذکر والا اصل (5) ہے اور مؤنث والا اصل (4) ہے ان دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے اس لیے مؤنث والے اصل (4) کو مذکر والے اصل (5) کے ساتھ ضرب دیں گے۔ (20=5x4) حاصل ضرب (20) اس کی تصحیح ہے۔ اس طرح مذکر والے اصل کو (5) کو مؤنث والے اصل (4) کے ساتھ ضرب دیں گے۔ (20=4x5) حاصل ضرب (20) اس کے تصحیح ہے۔ چنانچہ (20) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ اب سب وارثوں کو دونوں مسئلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیں گے۔ اس طرح بیٹے کو (8)، بیٹی کو (4) اور خنثیٰ کو (5) دیں گے اور باقی (3) موقوف ہیں۔ اگر خنثیٰ مذکر ظاہر ہوا تو وہ موقوف (3) لے گا اور اگر خنثیٰ مؤنث ظاہر ہوئی تو بیٹی کو مزید (1) ملے گا۔ اور بیٹے کو مزید (2) دیں گے۔

حل

	مفروض مذکر	4x5	20
ع	بیٹا	4x2	8
ع	بیٹی	4x1	4
ع	خنثیٰ بیٹا	4x2	8

	مفروض مؤنث	5x4	20
ع	بیٹا	5x2	10
ع	بیٹی	5x1	5
ع	خنثیٰ بیٹی	5x1	5

جامعہ	20
بیٹا	8
بیٹی	4
خنثیٰ	5
موقوف	3

توافق کی مثال: اگر دونوں اصلوں کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو مذکر والے اصل کے وفق کو مؤنث والے اصل اور اس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب

دیں گئے۔ اس طرح مؤنث والے اصل کے وفق کو مذکر والے اصل اور راس کے تحت سب وارثوں کے حصوں سے ضرب دیں گے۔ پھر کسی ایک تصحیح کو جامعہ بنائے گے۔ اور خنثی سمیت سب وارثوں کو دونوں مسئلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیں گے۔ اور باقی کو موقوف کرلیں گے۔

مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، ماں اور علاتی بھائی خنثی کو زندہ چھوڑا مستقبل میں اس کی حالت کے انکشاف کی امید ہے۔

اس مثال میں مذکر والے مسئلہ کا اصل (6) ہے اور مؤنث والے مسئلہ کا اصل (8) ہے۔ دونوں کے درمیان توافق بالنصف کی نسبت ہے۔ لہذا مذکر والے اصل (6) کے وفق (3) کو مؤنث کے اصل (8) سے ضرب دیں گے۔ اس طرح مؤنث والے اصل (8) کے وفق (4) کو مذکر والے اصل (6) سے ضرب دیں گے۔ دونوں اصلوں کی تصحیح (24) ہوگی۔ چنانچہ اس مسئلہ کی جامعہ (24) ہوگی۔ اب ہر وارث کو ان کا اقل حصہ دیں گے۔ خاوند کو (9)، ماں کو (6) اور خنثی کو (4) دیں گے۔ اور باقی (5) خنثی کی حالت کے انکشاف تک موقوف رکھیں گے۔ اگر خنثی مؤنث ظاہر ہوئی تو سارا موقوف اسے دے دیں گے۔ اور اگر مذکر ظاہر ہوا تو ماں کو مزید (2) اور خاوند کو مزید (3) دیں گے۔

حل

	مفروض مذکر	4x6	24
½	خاوند	4x3	12
⅓	ماں	4x2	8
ع	خنثی بھائی	4x1	4

	مفروض مؤنث	3x8	24
½	خاوند	3x3	9
⅓	ماں	3x2	6
½	خنثی بہن	3x3	9

جامعہ	24
خاوند	9
ماں	6
خنثی	4
موقوف	5

خنثی مشکل

خنثی مشکل اس شخص کو کہتے ہیں جس کی جنس بالغ ہونے کے بعد بھی واضح نہ ہوئی ہو۔ کہ وہ مرد ہے یا عورت۔ اسی طرح وہ خنثی بچہ بھی خنثی مشکل ہی تصور کیا جائے گا۔ جو بچپن میں فوت ہو گیا ہو اور اس میں مرد یا عورت والی علامتیں غالب نہیں تھیں۔

خنثی مشکل کی وراثت

خنثی مشکل والے مسئلے کو دو دفعہ حل کیا جائے گا۔ ایک دفعہ خنثی کو مذکر اور دوسری دفعہ مؤنث تصور کریں گے۔ لیکن اس کے استحقاق کے بارہ میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث شریف میں اس کے بارے میں کوئی صریح نص نہیں آئی ہے۔

مذہب الاحناف

خنثی مشکل کے دونوں مسئلوں کے اصل کو متحد کرنے کے بعد خنثی مشکل کو ان میں سے اقل حصہ دیا جائے گا۔ اگر خنثی مشکل ایک اعتبار سے وارث ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے غیر وارث تو وہ وراثت سے محروم ہوگا۔ لیکن باقی ورثاء پورا پورا حصہ لیں گے۔

مذهب الشافعية

خنثی مشکل کے دونوں مسئلوں کے اصل کو متحد کرنے کے بعد خنثی مشکل اور اس کے

ہمراہ جتنے بھی وارث ہیں۔انہیں دونوں مسئلوں میں سے اقل حصہ دیا جائے گا۔اور جو باقی بچے گا اسے سب وارثوں کے درمیان برابر برابر یا جس طرح وہ راضی ہوں تقسیم کیا جائے گا۔

مذھب الحنابلہ و المالکیہ

خنثیٰ مشکل کے دونوں مسئلوں کے اصل کو متحد کرنے کے بعد خنثیٰ مشکل کو مذکر اور مؤنث تصور کرنے پر دونوں صورتوں میں جو حصہ ملتا ہے ان کا آدھا آدھا حصہ خنثیٰ مشکل کو دیا جائے گا۔یعنی نصف میراث الذکر و نصف میراث الانثی دی جائے گئی۔ ان کے مذہب کے مطابق خنثیٰ مشکل والے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے درج ذیل عمل کرنا ہوگا۔

(ا) دونوں مسئلوں کے اصل کو متحد کرنے کے بعد کسی ایک تصحیح کو لے کر اسے خنثیٰ کے احوال کی تعداد سے ضرب دیں گے۔یعنی اگر مسئلہ میں ایک ہی خنثیٰ ہو تو تصحیح کو (2) سے ضرب دیں گے۔کیونکہ اس مسئلہ کو دو دفعہ حل کیا گیا ہے۔اگر مسئلہ میں دو خنثیٰ ہوں تو تصحیح کو (4) سے ضرب دیں گے اور (3) خنثیٰ ہوں تو تصحیح کو (8) سے ضرب دیں گئے اور اگر (4) خنثیٰ ہوں تو تصحیح کو (16) سے ضرب دیں گے۔ان کی حاصل ضرب خنثیٰ مشکل کے مسئلہ کی جامعہ ہوگی۔

(ب) دونوں تصحیحوں میں سے ہر وارث کے دونوں حصے بمع خنثیٰ مشکل جامعہ کے تحت لکھیں گے اور جمع کریں گے ان کی حاصل جمع ان کا حصہ ہوگا۔

نوٹ:اگر کسی مسئلہ میں دو خنثیٰ مشکل وارث ہوں۔تو اس مسئلہ کو (4) دفعہ حل کرنا ہوگا۔پہلی مسئلہ میں دونوں کو مذکر تصور کریں گے اور دوسرے مسئلہ میں دونوں کو مؤنث تصور کریں گے۔تیسرے مسئلہ میں پہلے کو مذکر اور دوسرے کو مؤنث او

رچوتھے مسئلہ میں پہلے کو مؤنث اور دوسرے کو مذکر تصور کریں گے۔ پھر سب اصولوں کو متحد کرنے کے بعد کسی ایک تصحیح کو (4) سے ضرب دیں گے اور اصل ضرب اس مسئلہ کی جامعہ ہوگی۔

مثال①: تماثل کی مثال: ایک عورت اپنا خاوند، باپ اور بیٹا خنثیٰ مشکل زندہ چھوڑ کر فوت ہوگی۔

دونوں مسئلوں کے اصل کے درمیان تماثل کی نسبت ہے۔لہذا اصل (12) کو خنثیٰ کی 2 حالتوں سے ضرب دیا (24=2x12) حاصل ضرب (24) خنثیٰ مشکل کے مسئلہ کی جامعہ ہے۔اب خاوند کو پہلے مسئلہ میں (3) اور دوسرے مسئلہ میں بھی (3) ملے اور کا مجموعہ (6=3+3)(6) خاوند کو دیا۔ باپ کو پہلے مسئلہ سے بھی (2) اور دوسرے مسئلہ سے (3) ملے ان کا مجموعہ (5=3+2)(5) باپ کو دیا۔خنثیٰ مشکل کو پہلے مسئلہ سے (7) اور دوسرے مسئلہ سے (6) ملے ان کا مجموعہ (13=6+7)(13) خنثیٰ کو دیا۔

حل

	مذکر	12
1/4	خاوند	3
1/6	باپ	2
ع	خنثیٰ بیٹا	7

	مؤنث	12
1/4	خاوند	3
1/6 ع	باپ	3=1+2
1/2	خنثیٰ بیٹی	6

جامعہ	=2x12	24
خاوند	3+3	6
باپ	3+2	5
خنثیٰ مشکل	6+7	13

مثال②: تباین کی مثال: ایک شخص اپنا بیٹا، بیٹی اور تیسرا بیٹا خنثیٰ مشکل چھوڑ کر فوت ہوگیا۔

اس مثال میں پہلے مسئلہ اصل (5) ہے اور دوسرے مسئلہ کا اصل (4) ہے دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ ان کی تصحیح (20) ہے اور جامعہ (40) ہے۔ بیٹے

کو دونوں مسئلوں میں سے (18) ملے بیٹی کو (9) اور خنثیٰ مشکل کو (13) ملے۔

مذکر	=4x5	20	مؤنث	=5X4	20	جامعہ	=2x20	40
ع	بیٹا	8=4x2	ع	بیٹا	10=5X2	بیٹا	=10+8	18
ع	بیٹی	4=4x1	ع	بیٹی	5=5X1	بیٹی	=5+4	9
ع	خنثیٰ بیٹا	8=4x2	ع	خنثیٰ بیٹی	5=5X1	خنثیٰ مشکل	=5+8	13

مثال③: توافق کی مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اور اپنا خاوند، ماں اور عینی بھائی خنثیٰ مشکل کو زندہ چھوڑا۔

مذکر والے مسئلہ کا اصل (6) اور مؤنث والے مسئلہ کا اصل (8) ہے کیونکہ اس میں عول ہے۔ دونوں اصلوں کے درمیان توافق بالنصف کی نسبت ہے۔ مذکر والے اصل (6) کو (4) سے ضرب دیا اور مؤنث والے اصل (8) کو (3) سے ضرب دیا۔ ان کی حاصل ضرب (24) ہے۔ (24) کو خنثیٰ کی حالتیں (2) سے ضرب دیا۔ (48=2x24) حاصل ضرب (48) اس مسئلہ کی جامعہ ہے۔ خاوند کو (21) ملے۔ ماں کو (14) ملے اور خنثیٰ کو (13) ملے۔

مذکر	=4X6	24	مؤنث	=3x8	24	جامعہ	=2X24	48
½	خاوند	12=4X3	½	خاوند	9=3X3	خاوند	9+12	21
⅓	باپ	8=4x2	⅓	ماں	6=3X2	باپ	6+8	14
ع	خنثیٰ بھائی	4=4x1	½	خنثیٰ بہن	9=3x3	خنثیٰ	9+4	13

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

مشقی سوال

ایک شخص فوت ہو گیا اور مندرجہ ذیل ورثاء زندہ چھوڑے۔

- خاوند، ماں اخیافی بھائی، عینی بھائی جو مشکل ہے۔
- ماں، بیٹا، بیٹی اور بیٹا جو خنثی غیر مشکل ہے۔
- خاوند، ماں، 2 اخیافی بھائی، عینی بھائی جو خنثی مشکل ہے۔
- بیٹا اور 2 خنثی بیٹے۔
- خاوند، ماں، عینی بہن اور عینی بھائی خنثی مشکل۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

مفقود الخبر کی میراث

لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی معنی: مفقود باب ضرب یضرب سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ جس کے معنی گم پانا کے آتے ہیں جیسا کہ (فُقِدتُ الشئی) میں نے چیز کو گم پایا، قرآن میں سورۃ یوسف میں ہے ﴿قالوا نفقد صواع الملك﴾ انہوں نے کہا "ہم بادشاہ کا وزن کرنے کا پیمانہ گم پاتے ہیں۔

اصطلاحی معنی: میراث میں مفقود ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کا پتہ نہ چل سکے کہ وہ کہاں ہے اور نہ کوئی یہ جانتا ہو کہ وہ زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔

احوال المفقود (مفقود کی دو حالتیں ہیں)

پہلی حالت: مفقود اگر مورث ہے یعنی اس کی جائیداد کو اس کے رشتہ داروں کے درمیان تقسیم کرنا ہے۔ تو اسے زندہ تصور کیا جائے گا، اور اس کی جائیداد اس کے وارثوں میں تقسیم نہیں کی جائے گی۔ حتی کہ اس کی زندگی یا موت کی یقینی خبر آ جائے یا پھر قاضی اس کے موت کا اعلان کر دے۔ مفقود کی بیوی سے بھی کوئی دوسرا شادی نہیں کر سکتا، اس کے متعلق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ «هي امرأة ابتليت فلتصبر ولا تنكح حتي يأتيها يقين موته» (صابونی:۱۲۷)

مفقود کی مدت انتظار کی تعیین کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا

جاتا ہے۔

الاحناف: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یوم ولادت سے لیکر (90) سال کی عمر کو پہنچنے تک انتظار کیا جائے گا۔ امام ابویوسف کا قول "کہ ولادت کے دن سے لے کر (105) سال تک انتظار کیا جائے گا۔ اور امام محمد کا قول ہے کہ (110) سال پورے کیے جائے گے، امام الحسن بن زیاد کہتے ہیں کہ (120) سال کی عمر کو پہنچنے تک انتظار کیا جائے گا۔ لیکن احناف میں راجح قول ہے کہ (90) سال کی عمر کو پہنچنے تک انتظار کیا جائے اور اسی فتوی پر عمل ہے (الشريفية شرح السراجية:١٣٧)۔

الشافعية: امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ مفقود کا (90) سال کی عمر کو پہنچنے تک انتظار کیا جائے۔

المالكية: امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مدت انتظار یوم ولادت سے لے کر (70) سال تک پہنچنے کی ہے۔ وہ ترمذی شریف کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «اعمارُ أمتي بين الستين والسبعين» "میری امت کی عمریں (60 اور 70) سال کے درمیان ہوں گی۔"

الحنابلة: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی رائے بھی (90) سال کی عمر تک پہنچنے کی ہے لیکن وہ قاضی کی صوابدید پر چھوڑ دیتے ہیں کہ قاضی مفقود کی گم شدگی کے اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی بھی مدت مقرر کر سکتا ہے۔ مثلاً مفقود اگر بحری جہاز میں سفر کر رہا تھا جہاز ڈوب گیا اور کچھ لوگ اس میں زندہ بچ گئے۔ یا مفقود اس علاقہ میں گیا جہاں خانہ جنگی ہو رہی ہے۔ ان حالات میں (90) سال تک انتظار کی کیا ضرورت ہے۔ اس طرح کے احوال کو مدنظر رکھتے ہوئے قاضی جو حکم صادر کرے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔ اور یہی مذہب صحیح معلوم ہوتا ہے۔ وَاللّٰهُ أعلم بالصواب

مفقود کے ورثاء

مفقود اگر مورث ہے اور قاضی اس کی موت کا اعلان کر دیتا ہے تو اس کے وارث کون کون ہونگے۔ اس معاملہ میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو وارث قاضی کے اعلان کے وقت زندہ ہیں وہی وارث ہونگے، اور جو وارث اعلان سے قبل وفات پا گئے ہیں وہ وارث نہیں بنیں گے۔

لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جو وارث مفقود کی گمشدگی کے ابتدائی ایام میں زندہ تھے وہ وارث ہوں گے، اگر وہ وفات پا گئے ہوں تو ان کے زندہ وارث اپنے اصل وارث کے حصہ کے وارث ہوں گے۔

الراجح: ائمہ ثلاثہ کا مذہب راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ مورث کی موت کے وقت حیاۃ وارث حتمی شرط ہے۔ اس لیے جو اعلان سے قبل وفات پا گئے وہ وارث نہیں بن سکتے کیونکہ مفقود کی گم شدگی کے ایام میں اس پر موت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

مفقود کی موت کے اعلان کے بعد واپسی

اگر قاضی نے مفقود کی موت کا اعلان کر دیا تو اس کی جائیداد مستحق ورثاء کے درمیان تقسیم کر دی جائے گی۔ اب اگر بعد میں معلوم ہو گیا کہ وہ زندہ ہے یا وہ خود ہی حاضر ہو گیا۔ تو اس کی جائیداد کا اتنا حصہ ہی اسے دلایا جائے گا۔ جو ورثاء کے پاس بعینہ موجود ہو گا۔ اگر انہوں نے اسے استعمال کر لیا یا اس میں تبدیلی کر لی یا فروخت کر دیا تو اس کے وارث اسے واپس کرنے کے ضامن نہیں ہونگے۔

دوسری حالت: جب مفقود کسی کا وارث ہو۔ تو وہ اس وقت تک وارث نہیں ہو گا۔ جب حتمی طور پر اس کی زندگی کے ثبوت نہ ملیں۔ مفقود کی موت کے اعلان سے پہلے اگر

کوئی مورث فوت ہو گیا تو مفقود اس کا وارث ہوگا۔ اگر مفقود کسی مسئلہ میں اکیلا ہی وارث ہے یا اس کے ہمراہ اور بھی وارث ہیں۔ لیکن وہ مفقود کی وجہ سے وراثت سے کلیۃً محروم ہیں تو مورث کی ساری جائیداد کو مفقود کے لیے موقوف رکھا جائے گا۔ اگر وہ زندہ آ گیا تو ساری کی ساری موقوف جائیداد لے لیگا۔ اگر قاضی نے اس کی موت کا حکم صادر کر دیا تو موقوف جائیداد باقی ورثاء کو منتقل ہو جائے گی۔ مثلاً ایک آدمی عینی بھائی اور دو عینی بہنیں اور بیٹا مفقود الخبر کو چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اس مثال میں ساری جائیداد مفقود کے لیے موقوف رہے گی کیونکہ بیٹے کی موجودگی میں عینی بھائی بہنیں وراثت سے محروم ہیں۔ لیکن قاضی کے مفقود کی موت کا حکم صادر کرنے کے بعد ساری موقوف جائیداد عینی بھائی اور بہنوں کے درمیان ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے تحت تقسیم کی جائے گی۔

اگر مفقود کے همراه مسئله میں ایسے وارث بهی موجود هیں جو اس کی موت اور حیات کی حالت میں بهی وارث هوتے هیں تو ایسے مسئلوں کو حل کرنے کے لیے درج ذیل عمل کرنا هو گا۔

ایسے مسائل کو دو دفعہ حل کیا جائے گا۔ ایک دفعہ مفقود کو زندہ اور دوسری دفعہ مردہ تصور کریں گے۔ اگر دونوں مسئلوں کے اصل مختلف ہوں تو انہیں متحد بنایا جائے گا جیسا کہ حمل کے مسائل میں وضاحت کی گئی ہے۔ پھر کسی ایک اصل کو جامعہ بنا کر مفقود کے علاوہ باقی وارثوں کو دونوں مسئلوں میں سے ان کا اقل حصہ دیا جائے گا۔ اور باقی حصہ کو مفقود کی حالت ظاہر ہونے تک موقوف رکھا جائے گا۔

مثال ①: تماثل کی مثال: ایک شخص اپنی بیوی، ماں، علاتی بھائی اور عینی بھائی مفقود کو

زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

اس مثال میں حیاۃ اور وفاۃ والے دونوں مسئلوں کا اصل (12) ہے لہذا اس کی جامعہ (12) ہے۔ بیوی کو (3)، ماں کو (2) علاتی بھائی محروم ان کے اقل حصے دے گئے۔ اور باقی (7) عینی بھائی کی حالت ظاہر ہونے تک موقوف ہیں اگر وہ زندہ ہوا تو سارے موقوف شدہ حصے وہ لے گا۔ اور اگر اس کی وفات ثابت ہو گی تو موقوف (7) میں سے (5) علاتی بھائی لے گا۔ اور باقی (2) ماں کو مزید دیں گے تا کہ اس کے (4) حصے پورے ہو جائیں۔

حل

	زندہ	12
1/4	بیوی	3
1/6	ماں	2
م	علاتی بھائی	=
ع	عینی بھائی	7

	وفات	12
1/4	بیوی	3
1/3	ماں	4
ع	علاتی بھائی	5
x	عینی بھائی	x

جامعہ	12
بیوی	3
ماں	2
علاتی بھائی	x
موقوف	7

مثال②: تباین کی مثال: ایک عورت فوت ہوگئی اس نے اپنا بیٹا، بیٹی اور تیسرا بیٹا مفقود کو زندہ چھوڑا۔

حیات والے مسئلہ کا اصل (5) ہے اور وفات والے کا اصل (3) ہے۔ دونوں کے درمیان تباین کی نسبت ہے۔ لہذا اس مسئلہ کی جامعہ (15) ہے۔ بیٹا (6) اور بیٹی (3) لے گی ان کے اقل حصے اور باقی (6) مفقود کی حالت ظاہر ہونے تک موقوف رکھیں گے، اگر مفقود زندہ ہوا تو سارے موقوف شدہ حصہ لے لیگا۔ اگر اس کی موت ثابت ہوگئی، تو پہلا بیٹا مزید (4) اور بیٹی مزید (2) لے گی۔

حل

	زندہ	3x5	15
ع	بیٹا	3X2	6
ع	بیٹی	3X1	3
ع	مفقود بیٹا	3X2	6

	وفات	5x3	15
ع	بیٹا	5X2	10
ع	بیٹی	5X1	5
ع	مفقود بیٹا	X	X

جامعہ	15
بیٹا	6
بیٹی	3
موقوف	6

مثال③: توافق کی مثال: ایک عورت اپنا خاوند، ماں، علاتی بہن اور عینی بھائی مفقود کو چھوڑ کر فوت ہوگئی۔

اس مثال میں حیات والے مسئلہ کا اصل (6) ہے اور وفات والے مسئلہ کا اصل (8) ہے دونوں کے درمیان توافق بالنصف کی نسبت ہے۔اس کی جامعہ (24) ہے۔ (اصل 6 کو 4 سے ضرب دینے سے اور اصل 8 کو 3 سے ضرب دینے سے) خاوند کو (9) دیں گے، اور ماں کو (4) باقی (11) موقوف ہوں گے۔ اگر عینی بھائی زندہ ہوا تو وہ (11) میں سے (8) لے گا اور باقی (3) خاوند کو مزید دیں گے، اور اگر عینی بھائی فوت ہوگیا تو موقوف شدہ (11) میں سے (9) علاتی بہن لے گی اور باقی (2) ماں کو مزید دیں گے۔

حل

	زندہ	4x6	24
½	خاوند	4x3	12
⅙	ماں	4X1	4
م	علاتی بہن	=	=
ع	مفقود عینی بھائی	4X2	8

	وفات	3x8	24
½	خاوند	3X3	9
⅓	ماں	3X2	6
½	علاتی بہن	3X3	9
X	مفقود عینی بھائی	X	X

جامعہ	24
خاوند	9
ماں	4
علاتی بہن	X
موقوف	11

مشقی سوال

ایک شخص فوت ہوگیا اور مندرجہ ذیل وارثوں کے ہمراہ مفقود کو زندہ چھوڑا۔ درج ذیل مسائل کو حل کریں؟ اور بتائیں مفقود کے لیے کیا موقوف کیا جائے گا۔

① بیوی، ماں، باپ، بیٹی اور دوسری بیٹی مفقود۔

② دو عینی بہنیں، چچا اور خاوند مفقود۔

③ خاوند، ماں، عینی بہن اور بیٹی مفقود۔

④ خاوند، پوتی، عینی بہن اور بیٹا مفقود۔

⑤ بیوی، اخیافی بھائی، چچا اور پوتی مفقود۔

⑥ بیوی، ماں، علاتی بھائی اور عینی بھائی مفقود۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

میراث الغرقٰی والهدمٰی والحرقٰی

حادثاتی اور اجتماعی طور پر مرنے والوں کی میراث

غرقیٰ اور ھدمیٰ سے مراد خونی رشتہ داروں کا وہ گروپ ہے۔ جو ایک ہی وقت میں کسی سبب کی وجہ سے فوت ہو جائیں۔ مثلاً زلزلہ میں، چھت سے نیچے دب کر مر گئے یا کشتی میں سوار تھے اور کشتی غرق ہوگئی، یا آگ میں جل گئے، یا طاعون جیسی وبائی مرض میں فوت ہو گئے، یا ہوائی جہاز کے حادثہ میں ہلاک ہو گئے، اور یہ نہ معلوم ہو سکے کہ ان میں سے پہلے کون مرا ہے اور بعد میں کون فوت ہوا ہے۔

غرقیٰ اور ھدمیٰ کی میراث کی تقسیم کا طریقہ

غرقیٰ اور ھدمیٰ کی میراث کے بارہ میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ان میں پہلے کون فوت ہوا ہے تو اس صورت میں فوت شدگان آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے بلکہ ہر ایک کی جائیداد ان کے زندہ وارثوں کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔ ان کی دلیل خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ قول ہے کہ جب جنگ یمامہ میں بہت سے صحابہ شہید ہو گئے تو آپ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ صرف شہیدوں کے زندہ وارثوں کو ان کا وارث بنایا جائے اس طرح سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں بہت سے لوگ عمواس میں طاعون کی وباء میں فوت ہو گئے تو آپ نے بھی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ فوت

شدگان کے زندہ وارثوں کو ان کا وارث بنایا جائے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سب لوگ ایک ہی وقت میں وفات پا گئے ہیں اور کسی شک کی کوئی گنجائش نہ ہو تو ان کے زندہ وارث ہی ان کی جائیداد کے وارث ہونگے جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے۔

لیکن اگر یہ ثابت نہ ہو سکے کہ وہ اکٹھے فوت ہوئے ہیں اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکے کہ ان میں سے کون پہلے فوت ہوا ہے اور کون بعد میں مرا ہے تو پھر حادثہ میں مرنے والے ایک دوسرے کی پرانی جائیداد (التلاد) کے وارث ہوں گے۔ لیکن نئی جائیداد (الطریف) یعنی جو ترکہ اسے دوسری میت سے ملا ہے۔ وہ اس کا وارث نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس سے ایک ہی شخص کا دوبارہ اپنے ہی مال کا وارث ہونا لازم آتا ہے۔ یعنی خود ہی مورث اور خود ہی وارث یہی رائے تابعین میں سے قاضی شریح، ابراہیم النخعی اور الشعبی رحمہم اللہ کی بھی ہے۔ یہی مذہب راجح معلوم ہوتا ہے (اللہ اعلم بالصواب)

مثال: دو عینی بھائی ایک حادثہ میں اکٹھے وفات پا گئے۔ پہلے بھائی نے اپنی بیوی، بیٹی اور چچا زندہ چھوڑا۔ اور دوسرے بھائی نے اپنی دو بیٹیاں اور مذکورہ چچا کو زندہ چھوڑا۔

حل احناف، مالکیہ، اور شافعیہ کے مذہب کے مطابق دونوں بھائی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے۔ بلکہ پہلے بھائی کی جائیداد اس کی بیوی، بیٹی اور چچا کے درمیان تقسیم کر جائے گی۔ اس کا اصل مسئلہ (8) ہے بیوی کو (1/8)، (1) ملا، بیٹی کو (1/2)، (4) ملے اور باقی (3) چچا بطور عصبہ لے گا۔

		8
1/8	بیوی	1
1/2	بیٹی	4
ع	چچا	3

دوسرے بھائی کا ترکہ اس کی دو بیٹیوں اور چچا کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

حل، اس کا اصل مسئلہ (3) ہے دو بیٹیوں کو (2/3) (2) ملے اور باقی (1) چچا بطور عصبہ لے گا۔

3		
2	دو بیٹیاں	2/3
1	چچا	ع

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق دونوں بھائی ایک دوسرے کی پرانی جائیداد (التلاد) کے وارث ہونگے۔ ان کے مسائل کا حل مناسخہ والے مسائل کی طرح ہی ہے۔

پہلے بھائی کے مسئلہ کی صورت اس طرح ہوگی۔ پہلا بھائی اپنی بیوی بیٹی، چچا اور بھائی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ پھر جائیداد کی تقسیم سے قبل دوسرا بھائی اپنی دو بیٹیوں اور مذکورہ چچا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔

دوسرے بھائی کا مسئلہ اس طرح ہوگا، دوسرا بھائی فوت ہوگیا اس نے اپنی دو بیٹیاں، چچا اور بھائی کو زندہ چھوڑا۔ پھر جائیداد کی تقسیم سے قبل بھائی اپنی بیوی، بیٹی اور مذکورہ چچا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔

پہلے بھائی کے مسئلہ کا حل

حل اس کا جامعہ (8) ہے بیوی کو (1) ملا۔ بیٹی کو (4) ملے۔ چچا کو (1) ملا۔ اور دوسرے بھائی کی بیٹیوں کو (2) ملے۔

8	3		8		
1		=	1	بیوی	1/8
4		=	4	بیٹی	1/2
1	1	ع چچا	=	چچا	م
=	=	وفات	3	بھائی	ع
2	2	2/3 دو بیٹیاں			

دوسرے بھائی کے مسئلہ کا حل

حل اس کی جامعہ (24) ہے۔ اس کی بیٹیوں کو (16) ملے۔ چچا کو (3) ملے۔ دوسرے بھائی کو بیوی کو (1) ملا اور اس کی بیٹی کو (4) ملے۔

24	1x8		8x3		
16	=	=	16=8x2	دو بیٹیاں	2/3
3	3=1x3	ع چچا	=	چچا	م
=	=	وفات	8=8x1	بھائی	ع
1	1=1x1	1/8 بیوی			
4	4=1x4	1/2 بیٹی			

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

مشقی سوال

① عینی بھائی اور بہن کار کے حادثہ میں فوت ہو گئے بھائی نے اپنی بیوی، ماں اور چچا کو زندہ چھوڑا، اور بہن نے اپنا خاوند اور مذکورہ ماں اور چچا زندہ چھوڑا۔

② خاوند اور بیوی اپنے تین بیٹوں کے ہمراہ حادثہ میں وفات پا گئے۔ خاوند نے اپنی دوسری بیوی اور اس کے بطن سے اپنا ایک بیٹا زندہ چھوڑا۔ اور بیوی نے اپنے سابقہ خاوند کے حمل سے اپنا بیٹا زندہ چھوڑا۔

③ ماں اور اس کا بیٹا پانی میں ڈوب گئے۔ ماں نے اپنی ماں اور باپ کو زندہ چھوڑا۔ اور بیٹے نے اپنی بیٹی چچا اور مذکورہ وارث زندہ چھوڑے۔

④ باپ اور بیٹی حادثہ میں فوت ہو گئے۔ باپ نے اپنا بیٹا اور بیوی (جو بیٹی کی ماں ہے) اور بیٹی نے اپنا خاوند، بیٹی اور مذکورہ ورثاء زندہ چھوڑے۔

⑤ دو عینی بھائی حادثہ میں فوت ہو گئے۔ بڑے بھائی نے ماں، بیٹی، بیوی اور چچا زندہ چھوڑا۔ اور چھوٹے بھائی نے اپنی بیوی، بیٹی اور مذکورہ ورثاء چھوڑے۔

مندرجہ بالا سوالوں کو ایک دفعہ ائمہ ثلاثہ اور دوسری دفعہ امام احمد کی رائے کے مطابق حل کریں۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

ولد اللعان اور ولد الزنی کی میراث

ولد اللعان: یہ وہ بچہ ہے جسے بیوی نے اپنے شرعی خاوند کے بستر پر جنم دیا ہو۔ لیکن خاوند اسے اپنی اولاد تسلیم کرنے سے انکار کر دے اور خاوند کے پاس اپنی بیوی کو زانیہ ثابت کرنے کے لیے کوئی گواہ بھی نہ ہو۔ اس صورت میں خاوند اور بیوی قاضی کی موجودگی میں لعان کریں گے جس کا طریقہ اور کیفیت سورۃ النور آیت نمبر 6، 7، 8، 9 میں بیان کیا گیا ہے۔

ولد الزنی: یہ وہ بچہ ہے جسے اس کی ماں نے بغیر شرعی خاوند کے جنا ہو، یعنی وہ کسی مرد سے ناجائز تعلقات کا نتیجہ ہو۔

ان کی میراث کا حکم

زنا اور لعان کی اولاد صرف اپنی ماں اور ماں کے رشتہ داروں کی وارث ہوتی ہے۔ یعنی ان کی ماں کی اولاد جو ان کے اخیافی بھائی بہن ہیں۔ اور ان کے وارث بھی ان کی ماں اور ان کے اخیافی بھائی، بہن ہی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے باپ اور اس کی رشتہ داروں کے وارث نہیں ہوتے کیونکہ ان کا باپ کے ساتھ کوئی شرعی قرابت (نسب) نہیں ہے۔

مثال ①: ایک آدمی اپنی ماں اور ولد الزنی یا ولد اللعان کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ اب اس کی جائیداد کی وارث صرف اس کی ماں ہی ہوگی۔ اور غیر شرعی اولاد اس کی وارث نہیں ہونگے۔

مثال ④: ولد الزنی یا ولد اللعان اپنی ماں اور اپنے اخیافی بھائی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

حل: ماں کو (1/3) فرضا اور اخیافی بھائی کو (1/6) فرضا ملے گا اور باقی ترکہ رداً ملے گا۔

اصل مسئلہ (3) ہے ماں کو (2) اور بھائی کو (1) ملے گا۔

مثال ③: ولد الزنی یا ولد اللعان اپنی ماں، نانی اور ماموں کو زندہ چھوڑ کر فوت ہو گیا۔

حل: اس مسئلہ میں صرف ماں ہی وارث ہوگی نانی، ماں کی وجہ سے محروم ہے اور ماموں ذووالارحام میں سے ہے جو اصحاب الفروض کی موجودگی میں وارث نہیں ہوتے۔

⊙⊙⊙⊙⊙⊙⊙

ذووالارحام

لغوی معنی: ارحام، رحم کی جمع ہے جس کے معنی ماں کے پیٹ میں وہ جگہ ہے جہاں بچہ پرورش پاتا ہے۔

اصطلاحی معنی: ذووالارحام میت کے وہ قریبی رشتہ دار ہیں جو نہ تو صاحب فرض ہیں اور نہ ہی عصبہ مثلاً خالہ، ماموں اور پھوپھی وغیرہ۔

ذووالارحام کی تعداد: مندرجہ ذیل وارث ذووالارحام شمار کیے جاتے ہیں

① میت کی بیٹی کی اولاد (نیچے تک)
② پوتی کی اولاد (نیچے تک)
③ نانا اور پڑنانا وغیرہ
④ دادی کا باپ
⑤ نانا کی ماں (اوپر تک)
⑥ عینی بھائی کی بیٹی اور اس کی اولاد
⑦ علاتی بھائی کی بیٹی اور اس کی اولاد
⑧ عینی بہن کی اولاد
⑨ علاتی بہن کی اولاد
⑩ اخیافی بھائی کی اولاد
⑪ اخیافی بہن کی اولاد
⑫ عینی بھائی کے بیٹے کی بیٹی
⑬ علاتی بھائی کے بیٹے کی بیٹی
⑭ میت کی پھوپھی اور اس کی اولاد
⑮ چچا کی بیٹی اور اس کی اولاد
⑯ اخیافی چچا اور اس کی اولاد
⑰ ماموں اور اس کی اولاد
⑱ خالہ اور اس کی اولاد
⑲ باپ کی پھوپھی
⑳ باپ کی خالہ
㉑ میت کے باپ کا ماموں اور اس کی اولاد۔

ذووالارحام کی وراثت کی شروط

ذووالارحام کی وراثت کی دو شرطیں ہیں

① ذووالارحام، اصحاب الفروض اور عصبہ کی غیر موجودگی میں وارث ہوتے ہیں مسئلہ میں اگر کوئی صاحب فرض ہو۔ تو وہ فرضا اور رداً ساری جائیداد لے لے گا۔ اسی طرح اگر مسئلہ میں ان کے ہمراہ کوئی عصبہ ہو تو وہ بھی اکیلا ہی ساری جائیداد لے لے گا۔ اور ذووالارحام محروم ہونگے۔

② اگر کسی مسئلہ میں ذووالارحام کے ہمراہ خاوند یا بیوی موجود ہوں تو انہیں ان کا حصہ دینے کے بعد جو باقی جائیداد بچے گی وہ ذووالارحام لیں گے کیونکہ خاوند اور بیوی رد کے مستحق نہیں ہیں۔

ذووالارحام کی وراثت

شروع شروع میں ذووالارحام کی وراثت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا تھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ذووالارحام وراث نہیں بنتے۔ میت نے اگر کوئی جائیداد چھوڑی اور اس کا کوئی صاحب فرض یا عصبہ وارث نہیں ہے تو اسے بیت المال میں دے دیا جائے گا۔ لیکن چوتھی صدی ہجری میں جب بیت المال کے نظام میں بدانتظامی شروع ہوگئی تو مالکی اور شافعی علماء نے اپنے اس قول سے رجوع کرلیا اور فتوی صادر کیا کہ بیت المال کی بجائے ذووالارحام کو جائیداد دی جائے، دوسری طرف سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر میت کا کوئی وارث صاحب فرض یا عصبہ زندہ نہیں ہے تو جائیداد ذووالارحام کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔ اس طرح سب فقہاء ذووالارحام کے وارث ہونے پر متفق ہوگئے۔ اس اتفاق کے باوجود ذووالارحام کے نصیب یعنی استحقاق کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

ذووالارحام کی استحقاق کے بارے میں فقہاء کے تین مذہب پائے جاتے ہیں

① أهل الرحم ② أهل التنزيل ③ أهل القرابة

① أهل الرحم: اس مذہب کے قائل حبیش بن مبشر اور نوح بن دراج تھے۔ جن کا کوئی ماننے والا نہیں ہے کیونکہ یہ مذہب شاذ تھا اور اب متروک ہے ان کا کہنا تھا۔ کہ ذووالارحام جس نوع سے بھی ہوں چاہے میت کے قریب ہوں یا بعید چاہے مذکر ہوں یا مؤنث جائیداد ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کی جائے گی۔ کیونکہ رحم کی قرابت کی وجہ سے وہ برابر کے حصہ دار ہونگے۔

② أهل التنزيل: اس مذہب کے ماننے والے حنبلی، شافعی اور مالکی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ذووالارحام کو ان کے اصل کی وارثت دی جائے گی یعنی وہ ذووالارحام کو ان کے اصل کی جگہ پر اتارتے ہیں جن کے واسطے سے ان کی میت سے رشتہ داری ہے۔ مثلاً نواسی (بیٹی کی بیٹی) اپنی اصل یعنی بیٹی کی وراثت کی حقدار ہوگی۔ اس طرح بھتیجی یعنی بھائی کی بیٹی، بھائی کی وراثت کی حقدار ہوگی۔ لیکن وہ اس قاعدہ سے ماموں اور خالہ کو خارج کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں یہ میت کی ماں کا حصہ لیں گئے۔ اسی طرح پھوپھی اور اخیافی چچا وہ میت کے باپ کا حصہ لیں گے۔

مثال ①: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی نواسی (بیٹی کی بیٹی) بھانجی (عینی بہن کی بیٹی) اور علاتی بھائی کی بیٹی کو زندہ چھوڑا۔

حل، نواسی (بیٹی کی بیٹی) کو بیٹی کا حصہ (½) ملے گا اور عینی بہن کی بیٹی عصبہ مع الغیر ہے وہ باقی لے گی اور علاتی بھائی کی بیٹی محروم ہے۔ کیونکہ ان کے اصل وارث (بیٹی، عینی بہن اور علاتی بھائی)

		2
½	بیٹی کی بیٹی	1
ع	عینی بہن کی بیٹی	1
م	علاتی بھائی کی بیٹی	X

ہیں اصل مسئلہ (2) ہے۔ نواسی کو (1) حصہ ملا، اور عینی بہن کی بیٹی کو باقی (1) حصہ ملا۔ اور علاتی بھائی کی بیٹی محروم ہے۔

مثال ۲: ایک آدمی اپنی بیٹی کی بیٹی، بھائی کی بیٹی اور چچا کی بیٹی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔

حل: اس مثال میں ان کے اصل وارث بیٹی، بھائی اور چچا ہیں۔ بیٹی کو (½) ملے گا اور باقی حصہ کا بھائی بطور عصبہ وارث ہے اور چچا محروم ہے چنانچہ وراثت بیٹی کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہوگی۔

مثال ۳: ایک شخص اپنی خالہ اور پھوپھی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔

حل: اس مثال میں خالہ میت کی ماں کے حصہ کی وارث ہوگی اور پھوپھی میت کے باپ کے نصیب کی وارث ہوگی۔ چنانچہ خالہ (⅓) لے گی۔ اور باقی (⅔) پھوپھی لے گی۔ اصل مسئلہ (6) ہے خالہ کو (2) حصے ملے اور پھوپھی کو باقی (4) حصے ملے۔

نوٹ ۱: اگر سب ذوو الارحام ایک ہی درجہ کے ہوں اور ان کا میت سے تعلق بھی ایک ہی واسطہ سے ہو۔ تو جائیداد کی تقسیم کے وقت مذکر اور مؤنث میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ بلکہ ان سب کو برابر برابر حصہ دیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص فوت ہوگیا اور تین نواسے اور ایک نواسی کو زندہ چھوڑا۔ (یعنی تین بیٹی کے بیٹے اور ایک بیٹی کی بیٹی) ان کے رؤوس کی تعداد چار ہے لہذا اصل مسئلہ (4) ہے ہر ایک کو (1) حصہ ملے گا۔

نوٹ ۲: اگر ذوو الارحام کے ہمراہ خاوند یا بیوی موجود ہو تو نواسہ اور نواسی کی موجودگی میں خاوند اور بیوی کو ان کا کامل حصہ ملے گا۔ مثلاً ایک شخص فوت ہوگیا اور اپنی بیوی اور نواسی کو زندہ چھوڑا۔ اس مثال میں بیوی کو اس کا کامل حصہ (¼) ملے گا اور باقی (¾) نواسی فرضاً اور رداً لے گئی۔ کیونکہ بیوی رد کی مستحق نہیں ہوتی۔

③ أهل القرابة: اس مذہب کے دعویدار احناف ہیں۔ ان کو اہل قرابت اس لیے کہتے ہیں کہ یہ ذووالارحام کی وراثت میں میت کے ساتھ قرب درجہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ جو میت کے زیادہ قریب ہوگا۔ وہ وارث ہوگا اور جو میت سے بعید ہے وہ وراثت سے محجوب ہوگا۔ ان کے ہاں ذووالارحام کے ترتیب العصبہ بالنفس کی ترتیب کی طرح ہے اگر وہ سب سے ایک ہی درجہ کے ہوں تو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾ کے قاعدہ کی رو سے مذکر کو دو حصے اور مؤنث کو ایک حصے ملے گا۔ مثلاً ایک آدمی اپنا نواسہ (بیٹی کا بیٹا) اور نواسی (بیٹی کی بیٹی) کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ ان کے رؤس کی تعداد (3) اصل مسئلہ ہے۔ نواسہ کو (2) حصے اور نواسی کو (1) حصہ ملے گا۔

اہل القرابہ کے نزدیک ذووالارحام کے درجے

أهل القرابه ذووالارحام کو عصبہ بالنفس کی طرح چار درجوں میں تقسیم کرتے ہیں پہلے درجہ کی موجودگی میں دوسرے درجہ والے وارث نہیں ہوتے، دوسرے درجہ کی موجودگی میں تیسرے درجہ والے اور تیسرے درجہ والوں کی موجودگی میں چوتھے درجہ والے وارث نہیں ہوتے۔ ان کی ترتیب درج ذیل ہے۔

① البنوة: اس سے مراد بیٹی کی اولاد اور پوتی کی اولاد ہیں۔

② الابوة: اس سے مراد جد فاسد یعنی نانا اور پڑنانا اور دادی کا باپ اور جدہ فاسدہ یعنی نانا کی ماں اور دادی کے باپ کی ماں وغیرہ ہیں۔

③ الاخوة: ان سے مراد عینی اور علاتی بھائی کی بیٹی۔ اسی طرح عینی اور علاتی بہنوں کی اولاد۔ اور اخیافی بھائی اور اخیافی بہن کی اولاد، عینی اور علاتی بھائی کے بیٹوں کی بیٹیاں وغیرہ۔

④ العمومة: اس سے مراد میت کی پھوپھی، اخیافی چچا، عینی اور علاتی چچا کی بیٹی، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد۔ اسی طرح میت کے باپ کی پھوپھی، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد وغیرہ

مثال ①: ایک آدمی فوت ہوگیا اور اپنی نواسی (بیٹی کی بیٹی) اور پوتے کی بیٹی (بیٹے کی بیٹی کی بیٹی) کو زندہ چھوڑا۔ اس میں وارث صرف نواسی ہوگی۔ کیونکہ وہ میت سے زیادہ قریب ہے۔

مثال ②: ایک آدمی اپنی پوتی کی بیٹی (بیٹے کے بیٹی کی بیٹی) اور نواسی کی بیٹی (بیٹی کی بیٹی کی بیٹی) کو زندہ چھوڑ کر فوت گیا۔ اس مثال میں پوتی کی بیٹی وارث ہوگی۔ کیونکہ وہ صاحب فرض کی بیٹی ہے اور دوسری ذوو الارحام کی بیٹی ہے۔

مثال ③: ایک آدمی اپنا نواسہ (بیٹی کا بیٹا) اور نواسی (بیٹی کی بیٹی) کو زندہ چھوڑ فوت ہوگیا۔ اس مثال میں نواسہ اور نواسی دونوں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کی رو سے وارث ہونگے۔ نواسہ دو حصے لیگا اور نواسی ایک حصہ لے گی۔

مثال ④: ایک آدمی اپنا نانا اور دادی کے باپ کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ اس مثال میں نانا اکیلا وارث ہوگا۔ کیونکہ وہ میت سے قریب ہے اور دادی کا باپ محروم ہوگا۔

مثال ⑤: ایک آدمی عینی بھائی کے بیٹے کی بیٹی اور عینی بہن کی بیٹی کا بیٹا کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ اس مثال میں عینی بھائی کے بیٹے کی بیٹی وارث ہوگی۔ کیونکہ عصبہ کی بیٹی ہے اور دوسرا وارث ذوو الارحام کا بیٹا ہے۔

مثال ⑥: ایک آدمی اپنے عینی بھائی کی بیٹی، علاتی بھائی کی بیٹی اور اخیافی بھائی کی بیٹی کو زندہ چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ اس مثال میں صرف اخیافی بھائی کی بیٹی وارث ہوگی۔ کیونکہ اس کا باپ صاحب فرض ہے اور باقیوں کے باپ عصبہ ہیں۔ اور

صاحب فرض، عصبہ پر مقدم ہوتا ہے۔

آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه وأتباعهم بإحسان إلى يوم الدين

مؤلف

صلاح الدین بن حیدر علی لکھوی

فاضل جامعہ اسلامیہ۔ مدینہ منورہ

مدرس الحدیث جامعہ ابی ہریرۃ الاسلامیہ

غلہ منڈی، رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ

موبائل نمبر: 0322-6913303

المراجع

① قرآن کریم
② جامع البيان عن تاويل أى القرآن [(تفسير الطبرى) محمد بن جرير الطبرى]
③ أحكام القرآن [أحمد بن على الجصاص]
④ الجامع لأحكام القرآن [محمد بن عبدالله الانصارى القرطبى]
⑤ أحكام القرآن [محمد بن عبدالله المعروف بإبن العربى]
⑥ روائع البيان [محمد على الصابونى]
⑦ صحيح البخارى [أبوعبدالله محمد بن إسماعيل البخارى]
⑧ صحيح مسلم [ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشيرى]
⑨ جامع الترمذى [أبوعيسى محمد بن عيسى ابن سورة الترمذى]
⑩ سنن أبى داود [أبوداود سليمان بن الأشعث السجستانى]
⑪ سنن النسائى [أبوعبدالرحمن احمد بن شعيب النسائى الخراسانى]
⑫ سنن ابن ماجة [أبوعبدالله محمد بن يزيد بن ماجه القزوينى]
⑬ مسند أحمد [أبوعبدالله محمد بن حنبل]
⑭ نيل الأوطار [محمد بن على الشوكانى]
⑮ تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق [عثمان بن على الزيعلى]
⑯ رد المحتار على الدر المختار [إبن عابدين]

⑰ القوانين الفقهية [ابن جزى]

⑱ المبسوط [شمس الدين السرخسى]

⑲ فتح القدير [كمال الدين بن الهمام]

⑳ البهجة شرح التحفة[أبوحسن التسولى]

㉑ حاشيه الدسوقى [شمس الدين محمد بن عرفة الدسوقى]

㉒ مغنى المحتاج [محمد الشربينى]

㉓ الرجية [الماردينى]

㉔ المغنى [ابن القدامة المقدسى]

㉕ المحلى [على بن احمد بن حزم]

㉖ تاريخ العرب قبل الاسلام [الدكتور جواد على]

㉗ كتاب المقارنات والمقابلات [محمد بن حافظ صبرى، مصرى]

㉘ الاحكام الشرعية للإسرائيليين [مسعود بن شمعون]

㉙ المدخل للعلوم القانوينة [الدكتور سليمان مرقس]

㉚ انجيل عيسى عليه السلام

㉛ المواريث فى الشريعة الاسلامية [محمد بن الصابونى]

㉜ تسهيل المواريث والوصايا [عبدالكريم محمد نصر]

㉝ الميراث فى الشريعة الاسلامية [الدكتور ياسين احمد ابراهيم درادكه]

㉞ السراجى فى الميراث [سراج الدين محمد بن عبدالرشيد السجاوندى]

㉟ الشريفية شرح السراجية [على بن محمد الجرجانى]
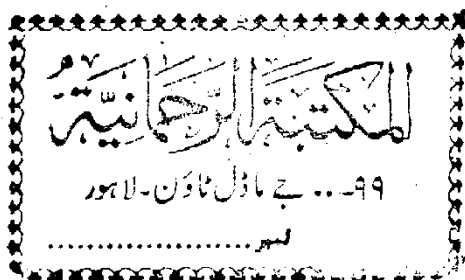
مطبوعات دارالابلاغ

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف کا نام	قیمت
(۱)	خطاؤں کا آئینہ	صالح عبدالعزیز آل شیخ	-/140 روپے
(۲)	دعائیں التجائیں (احادیث صحیحہ پر مشتمل مسنون دعائیں)	شیخ الحدیث مولانا محمد داؤد راز دھلوی	-/120 روپے
(۳)	میں نماز کیوں پڑھتا ہوں؟	عبدالرؤف الحناوی	-/36 روپے
(۴)	تحفہ برائے خواتین (خواتین کے مخصوص مسائل)	ڈاکٹر صالح بن فوزان	-/80 روپے
(۵)	محبتیں الفتیں (رسول اللہ ﷺ کا نظام تربیت)	سراج الدین احمد ندوی	-/120 روپے
(۶)	مجالسِ خواتین	محمد امین بن مرزا عالم	-/36 روپے
(۷)	دوست کیسے بنائیں؟	عبداللہ بن علی الجعیثن	-/40 روپے
(۸)	بچوں کی تربیت کیسے کریں؟	سراج الدین ندوی	-/140 روپے
(۹)	گناہوں کی نشانیاں اور ان کے نقصانات	امام ابن قیم الجوزیہ	-/40 روپے
(۱۰)	گناہ چھوڑنے کے انعامات	ابراہیم بن عبداللہ الحازمی	-/100 روپے
(۱۱)	سپنوں کا شہزادہ (ٹیلی فون کے غلط استعمال کے عبرتناک نتائج)	محمد طاہر نقاش	-/120 روپے
(۱۲)	ایوبی کی یلغاریں	محمد طاہر نقاش	-/44 روپے
(۱۳)	جنت کی تلاش میں (جنت واجب کرنے والے اعمال)	عبداللہ بن علی الجعیثن	-/50 روپے
(۱۴)	اصلاحِ عقیدہ	فضیلۃ الشیخ محمد بن جمیل زینو	-/12 روپے
(۱۵)	بدعات سے دامن بچائیے	شاہ اسماعیل شہیدؒ	-/36 روپے
(۱۶)	ادائیں محبوبؐ کی (رسول اللہ ﷺ کی دلربا اداؤں کا منظر)	محمد بن جمیل زینو	-/80 روپے
(۱۷)	اپنے گھروں کو بربادی سے بچائیں	روبینہ نقاش	-/90 روپے
(۱۸)	اسلامی طرزِ زندگی	ڈاکٹر علی محمد ہاشمی	-/220 روپے
(۱۹)	اللہ کی تلوار	ابوزید شبلی	-/150 روپے
(۲۰)	حسنِ عقیدہ	مرتب: محمد طاہر نقاش	-/66 روپے
(۲۱)	عفت وعصمت کا تحفظ	ظفیر الدین ندوی	-/220 روپے
(۲۲)	حسن وجمال کا چاند	حافظ عبدالاعلیٰ	-/116 روپے
(۲۳)	حج توحید کے آئینہ میں	عبدالرزاق عبدالمحسن	-/42 روپے
(۲۴)	جہنم میں لے جانے والی مجلسیں	عدنان طرشہ	-/100 روپے

دارالابلاغ

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز غزنی سٹریٹ بالمقابل رحمٰن مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

فون نمبر: 7913152 -042 0300-4453358

اسلام کا قانونِ وراثت

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ "زن...... زر...... زمین...... لڑائی دی مشین"
یعنی اکثر یہ تینوں چیزیں لڑائی مار کٹائی دنگا فساد اور جنگ و جدال و قتل و غارت گری کا سبب ہیں، یہ حقیقت ہے کہ جائیداد کے تنازعوں سے عدالتوں سے منسلک لوگ اپنی روزی روٹی چلا رہے ہیں، چند دیوانی مقدمات ہی ایک وکیل کی اور اس کے خاندان کی دس دس سال تک کفالت کرنے کے لیے کافی ہیں، یوں جائداد کے جھگڑوں کے کیس لڑ کر وکیل خوب دولت کماتے ہیں، یہ ان کا باقاعدہ پیشہ بن چکا ہے۔

ہمارے ہاں جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو فوت ہونے والے کے دشمن مل کر بھی اس کے خاندان و برادری کو اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا اپنے پہنچا دیتے ہیں۔ وراثت کے بکھیڑوں اور "تیری میری" کے چکروں میں الجھ کر کئی خاندان دشمنیوں اور قتل و غارت گری سے اپنا وجود کھو بیٹھے۔ میت کے لواحقین میں اس وقت ہی یہ بحث شروع ہو جاتی ہے کہ فلاں زمیں، فلاں مکان، پلاٹ، فیکٹری وغیرہ ہماری ہے، دوسرا کہتا ہے: نہیں، ہمارے علاوہ ان پر کسی کا حق نہیں بنتا۔ یوں خون در خون ہوتے چلے جاتے ہیں...... عدالتوں، وکیلوں گواہوں، کیسوں کے گرداب میں...... جوڑ توڑ کے ایسے ایسے چکر چلتے ہیں کہ کئی دفعہ ایک نسل ختم ہو جاتی ہے اور دوسری نسل ان مقدمات کو از سر نو شروع کرتی ہے۔ یہ کتاب ایسے معاملات میں ایسی راہنما ہے کہ آدمی گھر بیٹھے ہی جان سکتا ہے کہ میت کی وراثت صحیح تقسیم کس طرح ہوگی، کون کون، کتنا کتنا حق دار ہوگا؟......
بڑے بڑے مفتیوں اور عدالتوں سے بچ کر قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اپنے وراثت کی تقسیم کے مسائل جان سکتا ہے، اور کسی کی حق تلفی کے جرم سے بچ کر اپنی دنیا و آخرت کامیاب بنا سکتا ہے۔

اس کتاب کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔

محمد طاہر نقاش

دار الابلاغ
کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ